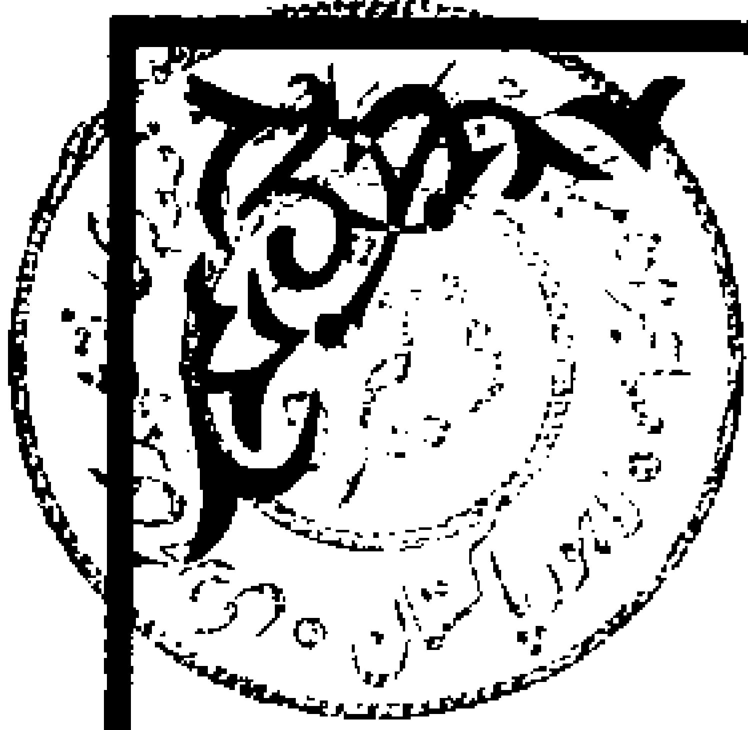
خطباتِ بشیر

خطیبِ اسلام مولانا حافظ قاری ابو الطاہر
محمد بشیر احمد رضوی

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز



خطباتِ بشیر

جلد اوّل

مؤلّف

خطیب اسلام مولانا حافظ قاری ابوالطاہر
محمد بشیر احمد رضوی



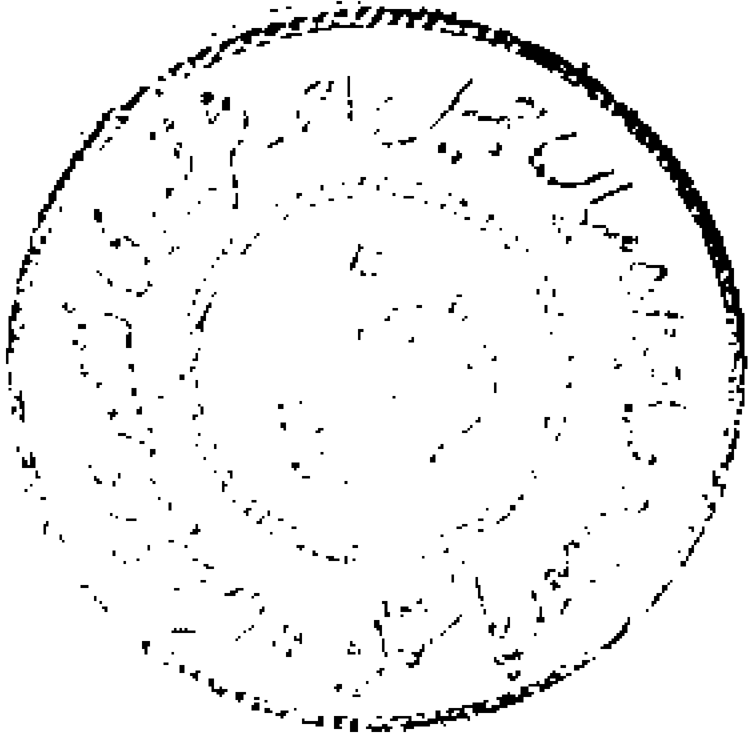
نوریہ رضویہ پبلی کیشنز
11۔گنج بخش روڈ،لاہور ☏ 37313885
E-mail: nooriarizvia@hotmail.com

111181

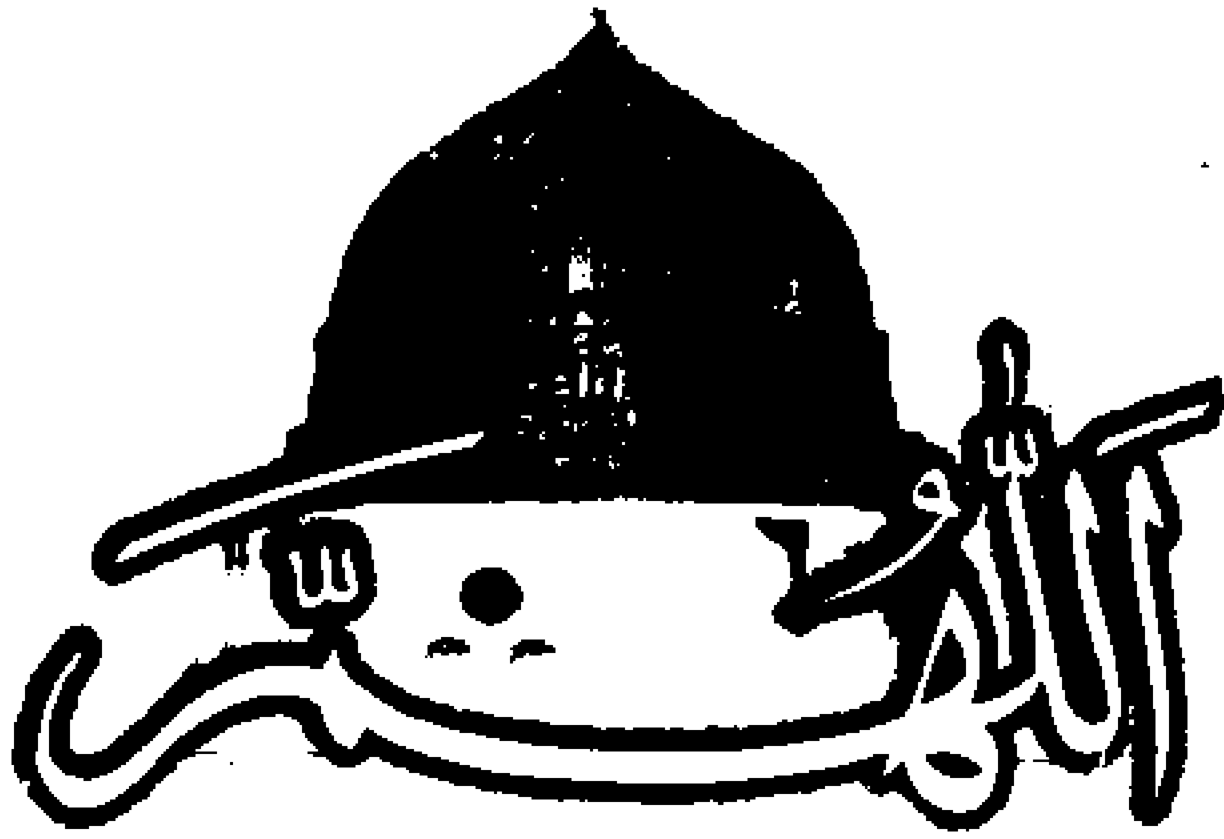
نام کتاب .... خطباتِ بشیر (جلد اوّل)
مؤلف .... خطیب اسلام مولانا حافظ قاری ابوالطاہر محمد بشیر احمد رضوی
نظر ثانی .... علامہ احمد سعید سیال صدر مدرس جامعہ سعیدیہ انوار الحدیث حافظ آباد
اشاعتِ اوّل ۲۰۱۳ء
طابع .... سیّد محمد شجاعت رسول قادری
ناشر .... نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور
کمپیوٹر کوڈ 1N0150
ہدیہ .... 250 روپے

ملنے کے پتے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز 11 گنج بخش روڈ لاہور 042-37313885
مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد 041-262604
صاحبزادہ محمد طاہر مسعود نقشبندی، مبارک کالونی گلی نمبر 1 کسوکی روڈ، حافظ آباد
0344-8443770
صاحبزادہ پیر محمد مظہر قیوم صاحب آستانہ عالیہ بیربل شریف ضلع سرگودھا
مکتبہ قادریہ رضویہ، چوک میلادِ مصطفیٰ سرکلر روڈ، گوجرانوالہ شہر
مکتبہ اعلیٰ حضرت جلال دین مارکیٹ نزد فوارہ چوک، حافظ آباد
عثمان بک سنٹر، حبیب بک سنٹر، تھانہ روڈ، جلال پور بھٹیاں
حافظ حسن علی مرکزی جامع مسجد رسول پور تارڑ ضلع حافظ آباد



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ
وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

نوریہ رضویہ  پبلی کیشنز

فہرست

فضائل محرم، یوم عاشورہ وعظمت اہلِ بیت (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

صبر، نماز اور شہادت

اولیاء کرام کو خوف اور حزن کیوں نہیں ہوتا؟

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

الشاہ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ

میلاد شریف کیا ہے؟

بے مثل بشریت ونورانیت مصطفیٰ ﷺ

حضور رحمتِ عالم ﷺ

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

حضور سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

تصوف کی حقیقت

اللہ کے نیک بندوں سے محبت کا فائدہ

انتساب

فقیراس سعی نا تمام کو حضور پُر نور، شافع یوم النشور، نبی غیب داں، سید مرسلاں، وسیلہ بیکساں، مالک کون ومکان، محبوب رب دو جہاں، سیاح لامکاں، مہبط آیاتِ قرآن، شہنشاہ ملکوت جاوداں، در یتیم بحر حقیقت عرفان، سرورِ کائنات، باعث تخلیق موجودات، منبع کمالات، مجسمہ معجزات، مخزنِ برکات، آئینہ جمالِ کبریا، مالک ہر دوسرا، شافع روز جزا، راز دار ربّ العلاء، امامؑ الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیّین، رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، فخر اولین وآخرین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات والتسلیمات کی بارگاہ بیکس پناہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

طالب شفاعت نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم
ابو طاہر محمد بشیر احمد عفی عنہ رسولپوری
یکم ربیع الاوّل شریف ۱۴۳۳ھ
مِنْ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تقریظ

سلطانِ سلاطینِ اقلیمِ خطابت عالمِ شریعت غواصِ بحرِ معرفت و حقیقت عالمی مبلغ اسلام

الحاج پیر سیّد محمد عظمت علی شاہ صاحب بخاری

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

نحمدہ و نصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد! خطیبِ اہل سنت مولانا الحافظ قاری ابوالطاہر محمد بشیر احمد رضوی رسولپوری کی تالیف خطباتِ بشیر کو چند مقامات سے دیکھا۔ یوں تو ان مبارک موضوعات پہ کثیر التعداد کتب معرض وجود میں آ چکی ہیں، لیکن تنقیحِ مسائل و کثرتِ دلائل نے اس کی قدر و منزلت کو چار چاند لگا دیے ہیں جس کی ہر سطر باعثِ رشد و ہدایت، ہر صفحہ موجب سعادت، ہر لفظ حق و صداقت کا آئینہ دار، اسلوبِ تحریر شاندار، طرزِ استدلال روز دار، میری نظر میں مؤلف موصوف کی یہ علمی کاوش ان کے لئے سرمایہ یادگار ہے، جس کے مطالعہ سے ایمان والوں کی آنکھوں میں نور اور دلوں میں ترقی ایمان کا سرور حاصل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ بوسیلہ جلیلہ حضور سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم مؤلف موصوف کی تبلیغی و تالیفی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرما کر علماً و عملاً و شرفاً ترقی سے مالا مال فرمائے اور آپ کی تقریر و تحریر سے مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ مستفید و مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

اللہ برکت فیہ

السیّد عظمت علی شاہ

حضرت کیلیانوالہ شریف، ضلع گجرانوالہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

پہلی نظر

بفضل ایز دومتعال رب ذوالجلال والاکرام، بفیضانِ کرم حضور خیر الانام، علیہ الصلوٰۃ والسلام فقیر کی دیگر تصانیف کے علاوہ البرہان فی خصائص حبیب الرحمٰن جس میں حضور پرنور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ شریف سرانور سے لے کر پائے اقدس تک ہر عضو مبارک کے خصائص و برکات، معجزات و کمالات اور آپ کا حسین وجمیل سراپا آیات قرآنی، مستند روایات اور احادیث مبارکہ سے اخذ کرکے درج کیا گیا ہے۔

اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کے مطابق خالق کائنات جل جلالہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب عوام وخواص میں قابل رشک طور پر مقبول ہو چکی ہے۔

زیر نظر کتاب خطبات بشیر معزز علماء کرام ومقتدر مشائخ عظام اور عامۃ الناس کے پیہم اصرار پر بصد اخلاص پیش خدمت ہے۔ اس میں مختلف تقاریب کے عربی خطبات کے علاوہ ہر ماہ کی مناسبت سے مدلل مضامین اور اخلاقی و معاشرتی مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے بفضلہٖ تعالیٰ جہاں ائمہ مساجد اور مشاق مقررین اس سے فائدہ اٹھائیں گے وہاں عامۃ المسلمین بھی اسے حرزِ جان بنائیں گے۔

میں اپنے تمام قارئین کرام کے لئے بالواسطہ طور پر سراپا تشکر ہوں جنہوں نے میری حوصلہ افزائی فرمائی اور بلاواسطہ اظہار تشکر کے لئے اپنے معبود حقیقی جل جلالہ کے حضور سر بسجود ہوں بعد ازاں سید الکونین رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور

سپاس گذار ہوں کہ جن کی بے پایاں رحمتوں نے مجھ جیسے حقیر ذرے کو شعاع آفتاب بنا دیا۔

عطا کیا مجھ کو دردِ الفت کہاں تھی یہ پُر خطا کی قسمت
میں اس کرم کے کہاں تھا قابل حضور کی بندہ پروری ہے

خالق کائنات اور حبیب مکرم کے حضور جبین عقیدت خم کرنے کے بعد میں ہادیٔ دین مبین مرشد راہِ متین قاسم فیضان حضور شیر ربانی' پیر کیلانی عالمی مبلغ اسلام الحاج پیر سید محمد عظمت علی شاہ صاحب، بخاری آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف، شیخ طریقت واقف رموز حقیقت و معرفت حضرت صاحبزادہ پیر محمد مظہر قیوم صاحب نقشبندی آستانہ عالیہ بیربل شریف، حضرت علامہ پیر سید عبدالغفور شاہ صاحب گیلانی، فاضل مکرم مولانا عبدالقیوم بھٹی صاحب کا تہہ دل سے ممنون احسان ہوں کہ جن کی نگاہ محبت نے مجھ جیسے ناچیز کو اتنا نوازا کہ نوازنے کا حق ادا کر دیا۔ ہر موقع پر راہنمائی اور کتب کی اشاعت و ترسیل میں خصوصی معاونت فرمائی اپنے حلقہ احباب و مریدین میں توجہ دلائی تاکہ زیادہ سے زیادہ مسلک حقہ' اہلسنّت و جماعت کی خدمت اور نشر و اشاعت ہو سکے۔

تمام حوالہ جات حتی الامکان دیانت داری و ذمہ داری سے پیش کیے ہیں۔ تصحیح النقل میں کافی کوشش کی گئی ہے تاہم میں اپنے کو غلطی و خطا سے پاک نہیں سمجھتا اور اس پر کتابت و طباعت کی غلطیوں کا بھی امکان موجود ہے قابل اصلاح اگر کوئی دیکھیں تو مطلع فرمائیں۔

آخر میں مشائخ عظام و علماء کرام اہلسنّت نفعنا اللہ ببرکاتہم (خصوصاً ان مقدس ہستیوں جن کے خرمن علمی سے بندہ نے خوشہ چینی کی اور جن کی بحر علمیت سے چند قطرے حاصل کیے اور جن کی نگاہ فیض رسا اور صحبت بابرکت نے اس نالائق کو اس قابل بنایا کی خدمات عالیہ میں عرض گذار ہوں کہ اپنی مخصوص دعاؤں میں خادم کو شامل رکھیں۔ جذبہ صالحہ اور خاتمہ بالخیر کے لئے دعا فرمائیں۔

نازم بسر مایۂ فضلِ خویش　　بدریوزہ آوردہ ام دست وپیش

....

وَمَا تَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْب

وَهُوَ حَسْبِىْ وَ نِعْمَ الْوَكِيْل نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْر

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

خاکپائے اہل اللہ

ابوالطاہر محمد بشیر احمد عفی عنہ

خطیب

مرکزی جامع مسجد رسول پور تارڑ- حافظ آباد

فاضل جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

فاضل تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

خطباتِ بشیر پر ایک نظر

اللہ تبارک وتعالیٰ اس کائنات کا حقیقی خالق و مالک ہے۔ آدم علیہ السلام سے انسان کی تخلیق کا سلسلہ شروع فرمایا تو اس کی رشد و ہدایت کے لئے اپنے نیک صالح بندوں ''جماعت انبیاء کرام'' کو دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا جاتا رہا۔ انبیاء کرام نے ابلیس کی ''شیطانی توحید'' کے برعکس جس توحید کی دعوت دی وہ انہی کے واسطے سے اب تک پہنچنے کا راستہ ہے۔ انبیاء کرام کی جماعت یہ فرائض منصبی ہزاروں سال تک سرانجام دیتی رہی حتیٰ کہ امام الانبیاء سید المرسلین اولین و آخرین جناب سیدنا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دین حق کے ساتھ تشریف لائے۔ آپ کی ۶۳ سالہ ظاہری حیات مبارکہ انسانیت کے لئے خوبصورت لائحہ عمل اور اسوۂ حسنہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی حقیقی منشاء یہ تھی کہ اس کی مخلوق، اس کی حقیقی پیروی واطاعت کرکے فلاح پائے۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی چونکہ خود ہر قسم کی ہیئات ظاہری سے پاک ومبرا ہے اس نے اپنے محبوب ترین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کائنات اور دنیائے انسانیت کے سامنے اپنا ہی نمونہ بنا کر پیش کر دیا قرآن پاک آپ کے اوصاف جمیلہ سے روشن ہے۔ ایک خوبصورت گوشہ کا نظارہ کیجئے کہ اس میں اطاعت کے عنوان سے ۳۸ آیات وارد ہوئی ہیں جن میں ۲۰ آیات مبارکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشترکہ اور مجموعہ اطاعت کا حکم دے رہی ہیں جبکہ باقی ۱۸ آیات صرف رسول اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم دیتی ہیں جبکہ اللہ کریم نے فقط اپنی ذاتی اطاعت کے لئے ایک آیت بھی نازل نہیں فرمائی۔ ممکن ہے کہ رسول اللہ کی اطاعت سے اعراض کرنے والوں کا وہ ایک آیت ہی سہارا بنتی، مگر نہیں۔ چنانچہ ایمان صرف یہ ہے کہ اس کے رسول

معظم کی غیر مشروط اطاعت کی جائے اور یہی اللہ کی اطاعت تصور ہو گی۔ یکسوئی و یگانگت کا بعض آیات میں یوں مظاہرہ ہوا کہ دونوں ذوات کے لئے ایک ہی حکم بجالانے کے لئے صیغہ واحد لایا گیا۔ سبحان اللہ۔

دین اسلام کی بقاء واستحکام میں جہاں اور بے شمار عوامل (Factor) کارفرما ہوں گے وہاں اس کی پر خلوص تبلیغ واشاعت کا عنصر بھی نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ آپ کے صحابہ کرام سے تابعین کرام اور پھر آئمہ دین نے آپ کی احادیث مبارکہ کی ترتیب و تدوین اور اشاعت وحفاظت کا کام کیا۔ مختلف آئمہ مجتہدین وحدیث نے تحقیق وتدوین کا کام نظم وضبط کے ساتھ سرانجام دینے کے لئے فن حدیث وفقہ کے لئے اصول وضوابط مرتب فرمائے۔ جن کی راہنمائی میں بعد میں آنے والے اصاغر واکابر نے خوبصورت کام کیا۔ دین کے ہر پہلو پر بدرجہ اتم کام ہوا اور یہ سلسلہ تا قیامت چلتا رہے گا۔ اور ہر آنے والا خوش نصیب اس خوبصورت عمارت پر وقتی ضروریات کے مطابق تزئین وآرائش کرتا رہے گا۔

اسلام کی تبلیغ اور ترویج واشاعت کی اہمیت پر غور کرنے سے قبل ذرا اس پہلو پر غور کیا جائے کہ اگر خدانخواستہ بُرے حالات کی وجہ سے کہیں تبلیغ واشاعت کا یہ سلسلہ رک جائے تو امت پر اس کے کتنے بھیانک اثرات پیدا ہوں گے۔ آج کے ہمارے مسلم مگر دین کی طرف عدم توجہی اور مادیت کے شکار معاشرہ پر غور کرنے سے اس کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ آج جب شر کی قوتیں پورے لاؤ لشکر کے ساتھ دین متین کی حقانیت اور اس کی ضرورت کو کم کرنے بلکہ ختم کرنے کے درپے ہیں تو چند ہی برسوں میں ہماری موجودہ اور آمدہ نسلیں اس کا مقابلہ کرنے کا شعور بھی نہ رکھ سکیں گی۔ چنانچہ ضرورت ہے کہ باطل کے ان ظاہری، دینی، روحانیت پر حملوں کا بھرپور طریقے سے دفاع کیا جائے۔ ورنہ ہماری مسلم نسل دین کے حقیقی خدوخال، اکابرین امت کے علمی عملی کارہائے نمایاں سے بے خبر ہو جائے گی۔

تبلیغ اسلام اور ترویج واشاعت دین کی ذمہ داری امت مصطفوی کے ہر ادوار کے علماء حق نے بطریق احسن نبھائی ہے اور وہ اس فریضہ کی سرانجام دہی سے ہرگز غافل نہیں

رہے۔ مختلف علمی کتب خانے، لائبریریز اس پر شاہد ہیں کہ امت کے اکابرین (اولین و آخرین) نے حقیقی اسلام کی نشر و اشاعت میں کس قدر خوبصورت کام کیا ہے۔ ان اکابرین امت میں ہر دور کے وہ مجدّدین حضرات بھی شامل ہیں جنہوں نے علمی فکری اور اعتقادی محاذوں پر بھرپور کام کر کے دین کو اصل حالت میں آگے پہنچانے کے فرائض سرانجام دیئے اور امت اس سے تا روز محشر استفادہ کرتی رہے گی چنانچہ ماضی قریب یعنی گذشتہ نصف صدی بھر میں برصغیر پاک و ہند کے علماء اہل سنت و جماعت نے جہاں دین کے اور بے شمار موضوعات پر کام کیا ہے وہاں انہوں نے اپنے دیگر علماء و خطباء حضرات کے لئے کئی مجموعہ ہائے تقاریر و خطبات بھی مرتب فرمائے۔ یہ خطبات ان کے ذوق مطالعہ کے ساتھ قرآن و حدیث، سنت نبوی، معمولات اولیائے کرام کا حسین مرقع ہیں جن سے کم مطالعہ کے حاملین خطباء کو بھی دینی تعلیمات اپنے عوام اہلسنّت تک پہنچانے میں آسانی پیدا ہوگئی ایسے مجموعہ ہائے خطبات اہلسنّت کے جن جید واکابر علماء اہل سنت نے تیار کیے ان کی فہرست بالاختصار پیش خدمت ہے:

۱-	بارہ تقریریں	ازمولانا محمد شریف نوری رحمۃ اللہ علیہ
۲-	واعظ	ازمولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ
۳-	مواعظِ رضویہ	ازمولانا نور محمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ
۴-	خطباتِ نعیمیہ (مرتبہ)	ازحکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی
۶-	مقالات کاظمی (مرتبہ)	غزالی زماں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

وغیرہ کے علاوہ کئی دیگر مجموعہ ہائے شامل ہیں۔ ان میں بیشتر مجموعے متعدد جلدات پر مشتمل ہیں۔

زیر نظر کتاب مستطاب کے مؤلف و مصنف ابوالطاہر مولانا حافظ قاری محمد بشیر احمد رضوی آف رسولپور تارڑ (حال مبارک کالونی حافظ آباد) بھی ''خطبات بشیر'' لے کر انہی اکابر شخصیات کی صف میں آگئے ہیں جن کے علم و فضل سے دیگر مابعد و ہم عصر علماء و خطباء استفادہ کر رہے ہیں۔ موصوف کو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

(لائل پوری) کے ہونہار تلمیذ رشید استاذ العلماء ابوالمنصور رمولانا محمد نذیر احمد نقشبندی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ چنانچہ آپ انہی اسلاف واکابر علمائے اہلسنّت کے علم وفضل اور سنجیدگیٔ طبع، علمی ذہانت وشرافت اور تحقیق وجستجو کے کما حقہ، وارث ہیں۔ آپ مرکزی جامع مسجد حنفیہ رضویہ رسولپور تارڑ ضلع حافظ آباد میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہیں۔ ماقبل آپ کی تصنیف لطیف ''البرہان فی خصائص حبیب الرحمٰن'' مطبوعہ ۱۹۸۶ء جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات عظیمہ وکریمہ پر ایک مدلل ومبسوط مجموعہ ہے' نے ملک گیر شہرت حاصل کی ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے وقتاً فوقتاً تذکرۃ العلماء ضلع حافظ آباد، دلیل یزداں، فضائل میلاد شریف، دعا بعد نماز جنازہ، ایصال ثواب وغیرہ تصنیف فرمائیں۔

خطباتِ (جمعہ، عیدین، نکاح (عربی متن کے ساتھ) بھی سپردِ قلم فرما چکے ہیں اور تصنیف وتالیف کا یہ سلسلہ جاری رکھنے کا عزم رکھتے ہیں۔ ایک سنجیدہ طبقہ فکر اہل علم کا یہ خیال ہے کہ ایسے مجموعہ ہائے خطبات سے دیگر علماء واعظ، خطباء حضرات میں امہات الکتب سے استفادہ ومطالعہ کا جذبہ سرد پڑ جاتا ہے۔ علماء کرام کو از خود دیگر اکابرین کی اولین کتب سے براہ راست مطالعہ واستفادہ کرنا چاہیے مصنف ''خطباتِ بشیر'' کو اس خدشہ کا کما حقہ، ادراک ہے اور انہوں نے اپنے خطباتِ جنہیں مقالات کہنا زیادہ بہتر ہوگا میں جا بجا قرآن پاک، حدیث مبارکہ، آئمہ مجتہدین، اسلاف کرام کی کتب کثیرہ کا نہ صرف مطالعہ فرمایا بلکہ اپنی مرتب کتاب میں ان کے حوالے وافر مقدار میں نقل کر دیئے ہیں جس سے ''ہر نیک کام میں حوالے طلب کرنے'' کی جستجو بھی پوری ہوگئی ہے۔ راقم الحروف کو عرصہ دراز سے اِن سے شناسائی ہے انہیں اکثر اوقات معمولی عام مسائل کی بحوالہ جستجو وتحقیق میں ہمیشہ سرگرداں دیکھا ہے۔

مولانا محمد بشیر احمد رضوی، مؤلف خطبات بشیر نے اپنی اس پہلی جلد میں ہجری سال کے پہلے چار ماہ میں کیے جاسکنے والے خطبات وتقاریر کو مرتب کیا ہے۔ ماہ محرم کے خطبات میں فضائل محرم الحرام، عاشورہ محرم اور عظمت اہل بیت پاک کا احاطہ فرمایا ہے۔ ''صبر، نماز

اور شہادت'' کے عنوان سے مقالہ میں تینوں عنوانات پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ ماہ صفر المظفر کے خطبات میں حضرت سید الاولیاء داتا گنج بخش علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ لاہوری (م ۴۶۵ھ) کے ضمن میں شان ولایت، آپ کی سوانح حیات، علمی و دینی خدمات کو پیش کیا ہے۔ دوسرے خطبہ میں اولیاء کرام کو خوف و حزن کیوں نہیں ہوتا؟ کی حقیقت کو طشت از بام کیا ہے' اولیاء کرام کے کائنات کی ہر چیز پر تصرف کی حقیقت کو آشکار کیا ہے۔ امام اہلسنت مولانا شاہ محمد احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب خطبہ میں عالم کون ہوتا ہے؟ آپ کی سوانح حیات، ابتدائی حالت (۱۸۵۶ء-۱۹۲۱ء) بیعت و خلافت کا ذکر کرتے ہوئے چند نام ہم عصر شخصیات کے تاثرات کوڈ کیے ہیں۔ یوں تو فاضل بریلوی کو ہمہ جہتی خراج عقیدت پیش کرنے والوں پر الگ سے دبستان کھل چکے ہیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ آپ کی خداداد قابلیت، آپ کا کثیر التصانیف مصنف کتب ہونا اور آخر پر سچے اور سچے سنی کی پہچان بیان کر کے وقت کی اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔

تصوف نامی مقالے میں اس کی تشریح و توضیح، مقام احسان، مقصد تصوف جیسے عنوانات پر خامہ فرسائی کی ہے اور اس کی اصطلاحات کا تعارف کرایا ہے۔ ماہ ربیع الاول شریف کے خطبات مبارکہ میں نورانیت و بے مثل بشریت کے تحت کائنات کے نور اوّل سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت مبارکہ پر مختلف درجن بھر کتب تفاسیر سے بحوالہ اقتباسات نقل کرنے کے بعد جناب عبدالمطلب کا خواب، شب میلاد نبوی آپ کے نور و ظہور کی کیفیات کو سمیٹا ہے۔ آپ کی مدح و توصیف کے اجر پر مغفرت و بخشش پر علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی (۱۵۵۱ء-۱۶۴۲ء) اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے اقوال و اعمال سے استنباط فرمایا ہے میلاد شریف کے ایک دوسرے خطبہ میں اسے افضل ترین عبادت قرار دیا گیا ہے اور میلاد شریف کے مبارک عناصر مثلاً نعت خوانی، ذکر ولادت کرنا، قیام و سلام اور شیرینی و تبرک تقسیم کے اثبات پیش کرتے ہوئے میلاد شریف کو دافع ورد شرک کا ذریعہ قرار دیا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ذات اقدس ہے جو تولد و موت سے پاک و مبرا ہے۔ ہم اہلسنت حضور کا میلاد منا کر دنیا میں آپ کے خدا کی افضل ترین مخلوق ہونے کا ڈنکا بجاتے ہیں۔

''خطبات بشیر'' میری نظر میں دیگر اسلاف علمائے اہلسنت کی تصانیف خطبات و وعظ کی طرح شہرت تامہ حاصل کرنے میں تاخیر نہیں پائے گی۔ کیونکہ موصوف نے اس کے ماخذ کی بنیاد عام حکایات و روایات پر نہیں رکھی بلکہ حضرت معاذ بن جبل کی حدیث پاک کے مطابق قرآن، حدیث، اجماع امت (صحابہ) اور قیاس پر رکھی ہے یہی مذہب احناف ہے جس پر امام الآئمہ سیدنا امام ابوحنیفہ (امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ) م ۸۰ھ نے بھی عمل فرمایا ہے۔ کتاب ہذا جہاں علماء کرام وخطباء جو کسی وجہ سے امہات الکتب کی طرف نہیں جاسکتے کو مستفیض کرے گی اور ان کے توسط سے عوام اہل سنت کو بھی سیراب وشاداب کرے گی۔

آخر پر مصنف کتاب ہذا مولانا محمد بشیر احمد رضوی مدظلہ العالیٰ کا ممنون ومشکور ہوں کہ جنہوں نے بے شمار ہم عصر مصنفین، علماء کرام اور محققین کی موجودگی میں یہ سطور لکھ کر فراہم کرنے کا موقع عطا فرمایا اور میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ ورنہ بندہ اس قابل نہ تھا نہ ہے بس یہ ان نفوس قدسیہ کی تحریری خدمات کا صدقہ ہے جو میرے کام آئے گا۔

والسلام

محمد یوسف حضوری نقشبندی

حافظ آباد ۹ رجولائی ۲۰۱۲ء

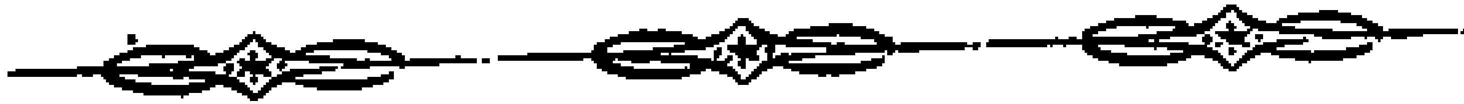
جمعۃ المبارک کا پہلا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْحَنَّانِ الْمَنَّانِ ذِی الْفَضْلِ وَالْاِحْسَانِ رَازِقِ اَهْلِ الْخَیْرِ وَالطُّغْیَانِ بَاسِطِ الْاَرْضِ بِالْاَرْکَانِ فَاطِرِ السَّمَاءِ بِاَشَدِّ الْبُنْیَانِ نَحْمَدُهٗ بِالْقَلْبِ وَاللِّسَانِ وَ نَشْکُرُهٗ فِیْ کُلِّ حَالٍ وَ زَمَانٍ وَ نَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ شَهَادَةً فَاصِلَةً بَیْنَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَالنِّیْرَانِ وَوَسِیْلَةً مُوْصِلَةً اِلٰی لِقَاءِ الرَّحْمٰنِ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ الشَّفِیْعُ لِاَصْحَابِ الْجُرْمِ وَالْعِصْیَانِ وَ مَقْبُوْلُ الشَّفَاعَةِ عِنْدَ السُّبْحَانِ ۔

اَمَّا بَعْدُ فَیٰاَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ اُذْکُرُو اللّٰهَ عِنْدَ کُلِّ شَجَرٍ وَّحَجَرٍ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ وَاَنَّ اللّٰهِ لَیْسَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ وَصَلٰوةُ الْجُمْعَةِ فَرْضٌ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی: یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعِ ۔ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ آذَانَ الْجُمُعَةِ فَسَعٰی اِلَیْهَا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ وَقَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْجُمْعَةُ کَنْزُ الْحَسَنَاتِ وَ مَعْدَنُ الْخَیْرَاتِ وَ سَیِّدُ الْاَیَّامِ وَحَجُّ الْمَسَاکِیْنَ اَوْ کَمَا قَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔

جمعۃ المبارک کا دوسرا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَسَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ عَظِیْمِ الرَّجَاءِ عَمِیْمِ الْجُوْدِ وَالْعَطَاءِ مَاحِی الذُّنُوْبِ وَالْخَطَاءِ شَفِیْعِنَا اِلَی اللّٰہِ یَوْمَ الْجَزَاءِ الَّذِیْ کَانَ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الطِّیْنِ وَالْمَآءِ دُرِّ اللّٰہِ الْمَکْنُوْنِ سِرِّ اللّٰہِ الْمَخْزُوْنِ نُوْرِ الْاَفْئِدَۃِ وَالْعُیُوْنِ سُرُوْرِ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْنِ عَالِمِ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ سَیِّدِنَا وَ شَفِیْعِنَا وَکَفِیْلِنَا وَوَکِیْلِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَوْلِیَاءِ مِلَّتِہٖ وَشُھَدَآءِ اُمَّتِہٖ وَعُلَمَاءِ شَرِیْعَتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔



عیدالفطر کا پہلا خطبہ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ (تین چار مرتبہ پڑھنے پڑھانے کے بعد خطبہ شروع کریں) سُبْحَانَ مَنْ نَوَّرَ قُلُوْبَ الْعَارِفِیْنَ بِسِرَاجِ الْھِدَایَۃِ وَالْفُرْقَانِ وَشَرَحَ صُدُوْرَ الصَّائِمِیْنَ بِنُوْرِ الْمَغْفِرَۃِ وَالْاِیْمَانِ وَاَکْرَمَ عِبَادَہُ الْمُؤْمِنِیْنَ بِصِیَامِ شَھْرِ رَمَضَانَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ۔ سُبْحَانَ مَنْ فَتَحَ لَھُمْ اَبْوَابَ الرَّحْمٰنِ وَالرِّضْوَانِ وَوَعَدَھُمْ دُخُوْلَ بَابَ مِنْ اَبْوَابِ الْجِنَانِ کَمَا اَخْبَرَنَا نَبِیٌّ آخِرَ الزَّمَانِ ۔ اَنَّ فِی الْجَنَّۃِ بَابًا یُقَالُ لَہُ الرَّیَّانِ لَا یَدْخُلُہُ اِلَّا صَائِمُوْا شَھْرِ رَمَضَانَ ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ۔ سُبْحَانَ مَنْ اَنْزَلَ الْقُرْآنَ عَلٰی نَبِیِّنَا فِیْ اَشْرَفِ لَیْلَۃٍ مِّنْ لَیَالِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ وَجَعَلَ قِیَامُھَا خَیْرٌ مِّنْ قِیَامِ اَلْفِ شَھْرٍ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ ۔ ثُمَّ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ الْوَرٰی بَدْرُ الدُّجٰی نُوْرُ الْھُدٰی الَّذِیْ کَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی سَیِّدُنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ وَعَلٰی اٰلِہِ الْمُجْتَبٰی وَاَصْحَابِہِ الْاَتْقِیَاءُ وَعَلٰی جَمِیْعِ اِتْبَاعِہِ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ۔

عیدالفطر کا دوسرا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ خَالِقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْاَمِيْنِ سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ وَسِيْلَتِنَا فِي الدَّارَيْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِعْلَمُوْا اَنَّ يَوْمَكُمْ هٰذَا الْيَوْمُ عَظِيْمٌ شَرِيْفٌ جَعَلَهُ ، اَللّٰهُ تَعَالٰی عِيْدًا لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَحْسِنُوْا عَلَی الْيَتٰمٰی وَالْفُقَرَاءِ الْمَسَاكِيْنِ كَمَا رُوِیَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَدُّوْا صَدَقَاتِكُمْ عَنْ كُلِّ صَغِيْرٍ وَ كَبِيْرٍ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ اَوْصَاعٍ مِنْ تَمَرٍ وَ شَعِيْرٍ ۔ وَاعْلَمُوْا اَنَّ صَدَقَةَ الْفِطْرِ وَاجِبَةٌ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ لَهٗ، نِصَابٌ فَاضِلٌ عَنْ حَوَائِجِ الْاَصْلِيَّةِ لِنَفْسِهٖ ۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكٰوةُ الْفِطْرِ طُهْرَةٌ لِلصِّيَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةٌ لِلْمَسَاكِيْنَ، بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰی جَوَّادٌ كَرِيْمٌ قَدِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ رَّحِيْمٌ ۔

عیدالضحیٰ کا پہلا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ، وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ فِیْ ذَاتِهٖ وَعِلْمِهٖ وَ قُدْرَتِهٖ وَ جَمِيْعِ صِفَاتِهٖ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَعَشِيْرَتِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ بِشَرْطِ الْاِسْتَطَاعَةِ وَاَوْجَبَ الْاَضْحِيَةَ وَرُوِیَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ قَالُوْا فَمَالَنَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ سَمِّنُوْا ضَحَايَاكُمْ فَاِنَّهَا عَلَى الصِّرَاطِ مَطَايَاكُمْ، بَارَكَ اللّٰهُ وَلَنَا وَلَكُمْ فِی الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى مَلِكٌ كَرِيْمٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ رَّحِيْمٌ ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ

عیدالاضحیٰ کا دوسرا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بَعَثَ نَبِیَّهٗ، مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ اِلٰهًا وَّاحِدًا فَرْدًا وِتْرًا حَیًّا قَیُّوْمًا وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۔ اِعْلَمُوْا اَنَّ هٰذَا یَوْمٌ عَظِیْمٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا عَمَلُ ابْنِ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ یَوْمِ النَّحْرِ احب اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّهٗ لَیَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَقَعَ بِالْاَرْضِ فَطِیْبُوْا بِهَا نَفْسًا ۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۔ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُکُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ وَالذِّکْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَتَمُّ وَاَهَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَکْبَرُ ۔ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۔

نکاح کا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ذِی الْمَجْدِ وَالْعُلَا وَالْهَیْبَةِ وَالثَّنَاءِ وَالْعَظْمَةِ وَالْکِبْرِیَا خَالِقِ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ فَالِقِ الْحَبِّ وَالنَّوَا هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُنَا فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ، وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ سَنَدَنَا وَشَفِیْعَنَا نُوْرَنَا نُوْرَ رَبِّنَا نُوْرَ عَرْشِ رَبِّنَا نُوْرَ فَرْشِ رَبِّنَا نُوْرَ اَوَّلِنَا نُوْرَ آخِرِنَا نُوْرَ ظَاهِرِنَا نُوْرَ بَاطِنِنَا نُوْرَ قُبُوْرِنَا نُوْرَ صُدُوْرِنَا نُوْرَ دِیْنِنَا نُوْرَ اِیْمَانِنَا وَ نُوْرَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا فَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ .

فضائلِ محرم، یومِ عاشورہ وعظمتِ اہلِ بیت

رضوان اللہ علیہم اجمعین

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ الْمُعَظَّمِیْنَ وَعَلٰی جَمِیْعِ اَھْلِسُنَّتِ وَجَمَاعَتِ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنَ ۔ اَجْمَعِیْنَ ۔ اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی ۔ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔

تمام احباب نہایت ذوق وشوق اور بلند آواز سے درود شریف پڑھیں۔

جیکر دین علم وچہ ہوندا تاں سر نیزے کیوں چڑھدے ہو
اٹھارہ ہزار جو عالم آہا اوہ اگے حسین دے مردے ہو
جے کجھ ملاحظہ سرور دا کردے تاں خیمے تنبو کیوں سڑدے ہو
جے کر من دے بیعت رسولی تاں پانی کیوں بند کردے ہو
پر صادق دین تنہاندے حضرت باہو جو سر قربانی کردے ہو

حضرات! آج بہت سے مسلمان غفلت کا شکار ہیں جنہیں نماز کے فرائض، سنن، مستحبات، مفسدات اور وضو وغیرہ کے فرائض وواجبات کا پتہ نہیں۔ زکوٰۃ کے مسائل حج کے مسائل و دیگر امور شرعیہ کا علم نہیں۔ بکرمی مہینوں کے نام یاد ہیں کہ یہ چیت ہے یہ پھاگن

ہے یہ ساون ہے اور انگریزی مہینوں کے نام یاد ہیں کہ یہ جنوری ہے یہ فروری ہے یہ اگست ہے یہ دسمبر ہے مگر افسوس کہ اسلامی مہینوں کے نام بہت کم لوگوں کو یاد ہیں۔ ہمارا اسلامی سال یکم محرم الحرام سے شروع ہوتا ہے اور ماہ ذوالحجہ پر ختم ہوتا ہے۔ سنہ ہجری کا پہلا مہینہ محرم ہے اور محرم حرمت سے بنا ہے بمعنی تعظیم چونکہ اہل عرب اس مہینے کی بہت عزت کرتے تھے اس مہینہ میں ہر قسم کا جنگ و جدال بند کر دیتے تھے۔ اگر کبھی کسی کو کوئی قاتل بھی مل جاتا تو اس کو بھی کچھ نہ کہتے صرف حرمت محرم کی وجہ سے (تفسیر نعیمی ص ۲۹۳، خزائن العرفان ص ۸۶۰) جناب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سید الناس اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سید العرب ہیں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سید الروم ہیں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فارس کے سردار ہیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ سردار حبش ہیں۔ پہاڑوں کا سردار طور سینا درختوں کا سردار سدرہ مہینوں کا سردار محرم اور دنوں کا سردار جمعۃ المبارک ہے دوسری روایت میں افضل ترین مہینہ رمضان المبارک ہے (ماثبت من السنۃ ص ۱۹)

فضیلت محرم الحرام

عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ: اَکْرِمُوْا شَھْرَ اللہِ الْمُحَرَّمِ فَمَنْ اَکْرَمَہٗ اُکْرِمَ بِالْجَنَّۃِ وَ نَجَا مِنَ النَّارِ۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کے مہینے محرم کا احترام کرو۔ جو کوئی اس کا احترام کرے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں جگہ دے گا اور دوزخ کی آگ سے نجات دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کا نام شہر اللہ رکھا ہے یعنی اللہ کا مہینہ۔ اس کی نسبت اپنی طرف کی ہے۔ اس میں طاعت، عبادات و حسنات بجالاؤ، صدقات و خیرات کرو، دن کو روزہ رکھو رات کو قیام کرو کیونکہ یہ رمضان شریف کے بعد افضل مہینہ ہے۔ دوسرے مقام پر یہ فرمایا: مَنْ صَامَ یَوْمًا آخِرَ ذِی الْحَجَّۃِ وَاَوَّلَ یَوْمٍ مِنْ مُحَرَّمٍ فَکَاَنَّمَا صَامَ الدَّھْرَ کُلَّہٗ وَغُفِرَلَہٗ ذُنُوْبُ سِنِیْنَ سَنَۃً۔ جس نے آخر دن ذالحجہ اور محرم کے پہلے دن کا روزہ رکھا اس

کے ساٹھ سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور ایک مقام پہ فرمایا: مَنْ صَامَ عَشْرَ اَیَّامٍ مِنْ اَوَّلِ الْمُحَرَّمِ فَکَاَنَّمَا عَبَدَ اللّٰہَ عَشْرَۃَ اٰلَافِ سَنَۃٍ وَ قَامَ لَیَالِیْھَا وَصَامَ نَھَارَھَا جس نے محرم الحرام کے پہلے دس روز کے روزے رکھے گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی دس ہزار سال عبادت کی۔ اس کی راتوں کو قیام اور دنوں کو روزہ رکھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ مَنْ صَامَ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ لَمْ یَمَسَّہُ النَّارُ جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا اس کو دوزخ کی آگ مس نہیں کرے گی۔ نبی اکرم نور مجسم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اس روز قرآن پاک کی دس آیات پڑھ لے اس کو تمام سال قرآن مجید پڑھنے کا ثواب ملے گا اور جو کوئی چار رکعت نفل پڑھے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اس کے پچاس برس کے گناہ معاف ہو جائیں گے پھر فرمایا: مَنْ مَسَحَ یَدَہٗ عَلٰی رَاْسِ الْیَتِیْمِ فِیْ عَاشُوْرَاءَ رفعت لہ بِکُلِّ شَعْرِ رَاْسِہٖ دَرَجَۃً فِی الْجَنَّۃِ جو کوئی عاشورہ کے دن کسی یتیم کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھے تو اس یتیم کے سر کے جتنے بال اس کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے اللہ تعالیٰ اس کے اتنے درجے بلند فرمادے گا اور جو کوئی دو آدمیوں کی صلح کرائے گا اللہ تعالیٰ اس کا رزق فراخ کر دے گا۔ پھر فرمایا مخبر صادق ہادیٔ اعظم رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ زَارَ عَالِمًا فِیْ عَاشُوْرَاءَ فَکَاَنَّمَا زَارَ نَبِیًّا وَّ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ نَظْرِہٖ اِلَیْہِ ثَوَابَ عِبَادَۃِ اَلْفِ سَنَۃٍ۔ جس نے عاشورہ کے دن کسی عالم متقی پرہیزگار کی زیارت کی گویا اس نے نبی و پیغمبر کی زیارت کی اللہ تعالیٰ ہر نظر کے بدلے جو اس نے عالم کی طرف کی ہزار برس کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے۔ (ریاض الناصحین ص ۲۴۱ تا ۲۴۳)

فضیلتِ علم و علماء

حضرت علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل فرماتے ہیں کہ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ عَالِمًا فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ وَمَنْ صَافَحَ عَالِمًا فَکَاَنَّمَا صَافَحَنِیْ وَمَنْ جَالَسَ عَالِمًا فَکَاَنَّمَا جَالَسَنِیْ اَجْلَسَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِی الْجَنَّۃِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی عالم کی زیارت کی گویا اس نے میری

زیارت کی۔ جس نے کسی عالم کے ساتھ مصافحہ کیا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا جو کسی عالم کی مجلس میں بیٹھا گویا وہ میری مجلس میں بیٹھا اور جو میری مجلس میں بیٹھے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن جنت میں بیٹھائے گا۔ (تنبیہ الغافلین، نزہتہ المجالس ص ۶۷)

حضور معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا مَا رِیَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ مَجَالِسُ الْعِلْمِ ۔ جب جنت کے باغوں میں سے گذرو تو کچھ لے لیا کرو۔ عرض کی گئی جنت کے باغ کیا ہیں تو فرمایا علم کی مجالس۔ (کشف الغمہ ص ۱۸)

محبوب دو عالم سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اُمَّتِیْ یعنی عالم کو عابد پر اسی طرح فضیلت ہے جس طرح مجھے امت پر فضیلت ہے (ترمذی شریف)

باب العلم حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علم مال سے کئی درجے بہتر ہے اس لئے کہ

علم انبیاء کی میراث ہے اور مال فرعون ہامان شداد اور نمرود کی میراث ہے۔

علم خرچ کریں تو اس میں اضافہ ہوتا ہے جبکہ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے۔

علم صاحب علم کی حفاظت کرتا ہے جبکہ مال کی حفاظت مالدار کو خود کرنا پڑتی ہے۔

مال بے وفا ہے جو مرنے کے بعد دنیا میں رہ جاتا ہے جبکہ علم قبر میں بھی ساتھ جاتا ہے۔

مال مومن اور کافر دونوں کے پاس ہوتا ہے جبکہ علم نافع صرف مومن کا حصہ ہے۔

مالداروں کے سب لوگ محتاج نہیں ہوتے جبکہ صاحب علم کا ہر شخص محتاج ہے۔

علم پل صراط پر سے گذرتے وقت سہارا دے گا جبکہ مال موجب ضعف ہوگا۔

(تفسیر عزیزی ص ۱۷۲)

حضرات محترم! علم بڑی دولت اور اللہ کی نعمت ہے۔ عالم دین کی زیارت باعث نجات ہے علماء کی مجالس جنت کے باغات ہیں۔ عالم دین پر اللہ تعالیٰ نظر رحمت فرماتا ہے عرش و فرش والے اس کے لئے دعا گو ہوتے ہیں۔ صحیح العقیدہ عالم باعمل، متقی، پرہیزگار، کی

حتی المقدور خدمت کریں اور صمیم قلب سے اس کی توقیر وتکریم کریں کیونکہ وہ جانشین مصلیٰ رسول ومنبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے عالم باعمل کی خدمت وتعظیم سے خدا بھی راضی اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی راضی اور پھر

رب کے پیارے ہیں علمائے دین — دین حق کے منارے ہیں علمائے دین
وارث الانبیاء ان کا پیارا لقب — علم نبوی کے ستارے ہیں علمائے دین
منتخب رب کے ہیں دین کے پیشوا — علم کے ماہ پارے ہیں علمائے دین
کشتی دین کے ناخدا ہیں یہی — دین کے روشن ستارے ہیں علمائے دین

(انوار الحق رضوی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے میرے صحابہ تم جانتے ہو کہ سب سے زیادہ سخی کون ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا کہ اللہ ورسولہ اعلم۔ اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ سخی اللہ تعالیٰ ہے پھر اولاد آدم علیہ السلام میں سب سے زیادہ میں ہوں اور میرے بعد سب سے بڑا سخی وہ عالم دین ہے جو علم حاصل کرے اور اسے پھیلائے۔ (مشکوٰۃ شریف)

علم حاصل کر عزیزا اور تو انسان بن
اپنی کشتی کے لئے تو خود کشتی بان بن

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

چوں شمع از پئے علم باید گداخت
کہ بے علم نتواں خدارا شناخت

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم حاصل کرو کیونکہ لوجہ اللہ علم کی تعلیم خشیت ہے علم کی طلب عبادت ہے علم کا مذاکرہ تسبیح ہے علم کی تلاش جہاد ہے بے علموں کو علم سکھانا صدقہ ہے۔ مستحقوں میں علم پھیلانا تقرب ہے۔ علم حلال وحرام کی تمیز سکھاتا ہے۔ جنت کے راستوں کو روشن کرتا ہے، تنہائی کا مونس

ہے، سفر میں رفیق ہے۔ خلوت میں ندیم ہے، راحت و مصیبت کا ساتھی ہے، دشمن کے مقابلے کا ہتھیار ہے، دوستوں کی مجلس کی زینت ہے، علم کی بدولت اللہ تعالیٰ اتنا بلند رتبہ دیتا ہے کہ لوگ صدیوں اس کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ عالم کی سیرت کو نمونہ بنایا جاتا ہے، علم عمل کا رہنما ہے، علم کا پیروکار ہے، خوش نصیب علم سے بہرہ ور ہوتے ہین اور بد بخت محروم رہتے ہیں (تذکرہ العلماء ص ۹)

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

علمے باجھ کوئی فقر کماوے کافر مرے دیوانہ ہو
سے ورھیاں دی کرے عبادت رہے اللہ کنوں بیگانہ ہو
غفلت کنوں نہ کھلسن پردے دل جاہل بت خانہ ہو
میں قربان تہاندے حضرت باہو جنھاں ملیا یار یگانہ ہو

(چلیے دی بوٹی ص ۳۶)

یوم عاشورہ

محرم الحرام بہت عظیم مہینہ ہے اس مہینے کی عظمت واہمیت اس طرح ہے کہ اس مہینے کی دسویں تاریخ (عاشورہ) بڑے بڑے اہم واقعات پر مشتمل ہے اکابرین ملت بالخصوص شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محرم الحرام کی دس تاریخ کو حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام اور قوم یونس علیہ السلام کی بھی توبہ قبول ہوئی اسی روز حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت آدم وحوا علیہم السلام پیدا ہوئے اسی روز آتش کدہ نمرود حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈا ہوا اور آپ اتنی بڑی آگ میں محفوظ رہے۔ اس تاریخ کو حضرت ایوب علیہ السلام کی مصیبت دور ہوئی اور حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے نکالے گئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اس روز عظیم الشان حکومت کے مالک بنے۔ اسی تاریخ کو موسیٰ علیہ السلام جادوگروں کے مقابلہ میں کامیاب ہوئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کی ملاقات ہوئی اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی بصارت شریفہ اسی تاریخ کو لوٹی۔ حضرت یوسف

علیہ السلام اسی تاریخ کو چاہ کنعان سے نکالے گئے۔ حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے۔ سید الشہداء امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ و دیگر حضرات اہلِ بیت و رفقاء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اسی تاریخ کو میدان کربلا میں جام شہادت نوش فرمایا اور اسی روز قیامت قائم ہوگی۔

(ماثبت من السنۃ، عجائب المخلوقات ص ۱۰۱ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ بابت محرم ۱۴۲۳ھ)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دن روزہ رکھا اور صحابہ کرام کو بھی روزہ رکھنے کی ترغیب دلائی اور فرمایا کہ اگر میری ظاہری حیات ہوئی تو دسویں محرم کے ساتھ نویں محرم کا بھی روزہ رکھوں گا۔

التجا

اللہ تعالیٰ جل جلالہ، ہم سب کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے اور محرم الحرام بالخصوص یوم عاشورہ کو ڈھیروں نیکیاں کمانے اور زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کرنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

انتباہ

جملہ فرزندانِ اسلام خصوصاً محبان اہلِ بیت بنظر عمیق سوچیں کبھی فرصت کا ٹائم ملے تو اپنے گریبان میں جھانکیں اور دیکھیں کہ کیا ہمارے اقوال و اعمال حسینی ہیں؟ ہم خود اور ہمارے اہل و عیال ارکان اسلام بالخصوص نماز کے کتنے پابند ہیں؟ ہم اپنے اپنے گھروں میں، شہروں میں سکون اور عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ہمارے امام پاک رضی اللہ عنہ نے میدان کربلا میں شدت مصائب اور زخموں سے چور چور ہونے کے باوجود نماز نہیں چھوڑی عین حالت نماز میں جام شہادت نوش کیا۔

دیکھو شاہ کربلا قتل کے میدان میں بھی
سامنے تھے موت کے بیٹھے نہ چھوڑی پر نماز

بے نماز محبان اہلِ بیت نماز نہ پڑھنے کا کیا عذر پیش کریں گے اور امام پاک کو کیا منہ

دکھائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں کیا جواب دیں گے۔

جب سر محشر وہ پوچھیں گے بلا کر سامنے
کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

(یہ سوچنے کی بات ہے اسے بار بار سوچ)

فضائل اہلِ بیت

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی بہتری اور فلاح کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش (اللہ ورسولہ اعلم) رسول اور پیغمبر مبعوث فرمائے۔ ہر نبی اور ہر رسول نے اپنے اپنے وقت میں اپنی اپنی قوم کو توحید باری تعالیٰ، احکام الٰہیہ اور اپنی رسالت ونبوت کی تبلیغ فرمائی اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرماتے رہے کہ اس تبلیغ واشاعت کا تم لوگوں سے کوئی اجر طلب نہیں کرتے۔ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو توحید باری تعالیٰ کی دعوت دی اور ایک خدا کی عبادت کرنے کی تبلیغ فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی پکڑ وعذاب سے ڈرایا تو ساتھ ہی فرمایا

وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (پ۱۰)

اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

حضرت سیدنا ھود علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو احکام خداوندی بتائے اور عبادت الٰہی کی تبلیغ فرمائی تو ساتھ ہی فرمایا

يٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلَى الَّذِىْ فَطَرَنِىْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ (پ۱۲)

اے قوم میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میری اجرت تو اسی کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا۔ تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

حضرت صالح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو احکام باری تعالیٰ پہنچائے اور اللہ کے غضب سے ڈرایا تو ساتھ ہی فرمایا

وَمَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥

(پ۱۹)

اور میں تم سے اس پر کچھ نہیں مانگتا میرا تو اجر اسی پر ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

حضرت سیدنا لوط علیہ السلام اور حضرت سیدنا شعیب علیہ السلام نے اپنی اپنی قوم کو فرمایا کہ اس تبلیغ پر تم سے کچھ نہیں مانگتے ہمارا تو اجر اللہ رب العالمین پر ہے۔ پھر جب سید المرسلین خاتم النبین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت آیا اور آپ نے توحید خداوندی اور اپنی رسالت، حشر ونشر، عذاب وثواب اور حساب و کتاب کا درس دیا اور دین اسلام کی دعوت دی بتوں کے پجاریوں کو ایک خدا کا پرستار بنایا اور دولت ایمان سے مالا مال کر کے کنارے پر لگایا تو پروردگار عالم جل جلالہ کی طرف سے حکم ملا اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کہہ دو۔

لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی (پ۲۵)

میں تم سے مال و دولت طلب نہیں کرتا البتہ میری اہلِ بیت سے محبت کرو۔

برادران گرامی! اس آیت پاک پر غور کریں کہ کس پیارے انداز میں خدا تعالیٰ کی طرف سے حضور علیہ السلام کے کلمہ پڑھانے دولت ایمان عطا کرنے کفر و شرک، ضلالت و گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر رشد و ہدایت کی روشنی میں لانے کا اجر محبت اہلِ بیت غلامی عترتِ پیغمبر اور عشقِ امام حسین رضی اللہ عنہ کی صورت میں طلب کیا جا رہا ہے اگر بنظر عمیق دیکھیں تو اس آیت پاک سے یہ حقیقت بھی عیاں ہو جاتی ہے کہ اگر کوئی کلمہ گو کلمہ بھی پڑھتا ہے روزے بھی رکھتا ہے نماز کا بھی پابند ہے حج و زکوٰۃ کا بھی عامل ہے۔ ساری ساری رات ذکر اذکار اور نوافل بھی پڑھتا ہے مگر دل میں اہلِ بیت رسول کی محبت نہیں تو اس کے ایمان، عبادات اور کلمے کا کوئی اعتبار نہیں کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

جندا پنجتن نال پیار نئیں اوہدے کلمے دا اعتبار نئیں

جہڑا چوں یاراں دا یار نئیں اوہ جنت دا حق دار نئیں

لکھ نفل نمازاں پڑھ بھانویں لے سجدے کر بھانوں
جے تو دشمن آلِ رسول دا ایں تیرا بیڑا ہونا پار نئیں

امام الانبیاء سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کو اور بھی کھول کر بیان فرمایا کہ اے میرے غلامو! تم میری آل سے پیار کرنا۔ اخی الرسول وزوج البتول حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی عظمت کا اعتراف کرنا، میری پیاری لخت جگر نور نظر سیدۃ النسآء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی توقیر کرنا اور حسنین کریمین طیبین طاہرین امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما سے عقیدت و محبت رکھنا، تمہیں رب کریم خصوصی انعامات سے نوازیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

مَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ مُؤْمِنًا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ شَهِيْدًا ۔ مَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ بَشَّرَهٗ مَلَكُ الْمَوْتِ بِالْجَنَّةِ ۔ مَنْ مَّاتَ فِيْ حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ قَبْرَهٗ مَزَارًا لِلْمَلَائِكَةِ الرَّحْمَةِ ۔

جو شخص اہلِ بیت کی محبت میں مرا وہ مومن مرا اور جو شخص اہلِ بیت کی محبت میں فوت ہوا وہ شہید ہوا۔ جو شخص اہلِ بیت کی محبت میں فوت ہوا ملک الموت اس کو جان قبض کرنے سے پہلے جنت کی خوشخبری دے گا۔ جو شخص آل رسول کی محبت میں فوت ہوا اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو رحمت کے رشتوں کے لئے مزار بنائے گا۔ (نزہۃ المجالس ص ۲/۲۲۲ تفسیر روح البیان ص ۴/۵۴۴)

یہ ہے انعام ان لوگوں کے لئے جو آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی اور سُچی محبت و عقیدت رکھتے ہیں اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حب پاکاں کلید جنت است
دشمن ایشاں سزائے لعنت است

جو آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض وعناد اور دشمنی رکھتے ہیں ان کے متعلق ارشاد فرمایا کہ

مَنْ مَّاتَ عَلٰی بُغْضِ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ کَافِرًا وَحُرِّمَتِ الْجَنَّۃُ عَلٰی مَنْ ظَلَمَ اَھْلَ بَیْتِیْ (نزہۃ المجالس ص ۲۲۳)

جو شخص آل رسول کے ساتھ بغض وعناد اور دشمنی رکھتا ہوا مرا وہ کفر کی موت مرا، جنت اس شخص پر حرام کر دی گئی ہے۔ (تفسیر روح البیان ص ۵۴۴/۳)

حضرت امام حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ بارگاہِ اہلِ بیت میں اپنی عقیدت کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوان اہلِ بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنان اہلِ بیت
اہلِ بیت پاک سے گستاخیاں بیباکیاں
لعنۃ اللہ علیکم دشمنان اہلِ بیت
بے اجازت جن کے گھر جبریل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شان اہلِ بیت
بے ادب گستاخ فرقہ کو سنا دے اے حسن
یوں کہا کرتے ہیں سنی داستان اہلِ بیت

جناب حسنین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کے نانا جان کا کلمہ پڑھنے والو! اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق پہچانو ان کی اہلِ بیت سے عقیدت و محبت رکھو! ان کا احترام و اکرام کرنے کا سلیقہ سیکھو۔ اللہ جل جلالہ نے ان کی محبت و مودت کو طلب فرمایا ہے۔

اہلِ بیت کون ہیں؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اہل بیت اطہار کون ہیں؟ جن کی شان و عظمت کو بیان کیا جا رہا ہے تو آیئے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیں۔

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ نَدْعُ اَبْنَاءَ نَا وَاَبْنَاءَ کُمْ وَنِسَاءَ نَا وَنِسَاءَ کُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَھِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَۃَ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ عَلِیًّا وَّ فَاطِمَةً وَ حَسَنًا وَّحُسَیْنًا فَقَالَ اَللّٰھُمَّ ھٰۤؤُلَاءِ اَھْلِ بَیْتِیْ

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۸، ترمذی شریف ص ۲/۲۱۴، مسلم شریف ص ۲/۲۷۸)

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے آیت مباہلہ نازل ہوئی تو آپ نے حضرت علی حضرت فاطمہ امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور عرض کی: اے میرے مولیٰ یہ میری اہلِ بیت ہے۔

حضرات گرامی! مذکورہ بالا آیت پاک کو آیتِ مباہلہ کہتے ہیں واقعہ یہ ہے کہ نجران کے عیسائی حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خدا کا بیٹا ہونے میں بحث کرنے لگے۔ آپ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی توحید اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بندہ ہونے کے دلائل پیش فرمائے مگر عیسائیوں نے ان کے دلائل کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ان کو فرمادو کہ ہم اپنے بال بچے لے کر اور تم اپنے بال بچے لے کر کسی میدان میں چلے جاتے ہیں اور مباہلہ کرتے ہیں پھر جو جھوٹا ہوگا خدا تعالیٰ اس کو نیست و نابود کر دے گا۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اِحْتَضَّ الْحُسَیْنَ وَ اَخَذَ یَدَ الْحَسَنِ وَفَاطِمَةُ تَمْشِیْ خَلْفَهٗ وَعَلِیٌّ یَمْشِیْ خَلْفَهَا وَیَقُوْلُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَھُمْ اِذَا دَعَوْتُ فَاٰمِنُوْا

(تفسیر نسفی ص ۱/۱۲۶، تفسیر خازن ص ۱/۲۵۸، تفسیر کبیر ص ۲/۴۶۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں انگلی امام حسن رضی اللہ عنہ اور بائیں انگلی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اور اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ تو میری کملی کا دامن پکڑ لے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تو حضرت فاطمہ کی چادر کا پلہ پکڑ لے اور جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا۔

جب یہ نورانی اہلِ بیت کا مقدس قافلہ توحید خداوندی کی روشن دلیل بن کر چلا اور اس

پاکیزہ قافلے کو عیسائیوں کے سردار اسقف نے دیکھا تو پکار اٹھا

يَا مَعْشَرَ النَّصَارىٰ اِنِّیْ لَاَرٰی وُجُوْهًا لَوْ سَأَلُوا اللّٰهَ اَنْ يُّزِيْلَ جَبَلًا لَاَزَالَهٗ مِنْ مَكَانِهٖ وَلَا يَبْقٰى عَلَى الْاَرْضِ نَصْرَانِیٌّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۔

تحقیق میں ایسی نورانی صورتیں دیکھ رہا ہوں اگر یہ پہاڑ کو حکم دیں تو وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں۔ اگر انہوں نے بددعا کر دی تو پھر قیامت تک کوئی عیسائی زمیں پر نہیں رہے گا۔ اس کے بعد تمام عیسائی میدان سے بھاگ گئے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اس حالت میں کہ آپ کے اوپر کالا کمبل تھا۔

فَجَآءَ الْحَسَنُ فَاَدْخَلَهٗ ، ثُمَّ جَآءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهٗ، ثُمَّ جَآءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَآءَ عَلِیٌّ فَاَدْخَلَهٗ ۔

(ترمذی شریف ص ۲/ ۲۱۹، مسلم شریف ۲/ ۲۸۳، مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۸)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ آئے تو حضور علیہ السلام نے ان کو اس کمبل میں داخل کر لیا پھر امام حسین رضی اللہ عنہ آئے تو ان کو بھی اس کمبل میں داخل کر لیا پھر جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا آئیں ان کو بھی داخل کر لیا پھر حضرت علی آئے تو ان کو بھی داخل کر لیا۔

پھر آپ علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ (پ ۲۲)

اے میرے مولیٰ یہی میری اہلِ بیت ہے پس تو ان کو پاک کر دے اور ان کی نجاست دور کر دے۔

برادران گرامی! قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ اہلِ بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہی نفوس قدسیہ ہیں یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت امام حسن وحضرت امام حسین رضی اللہ عنہما۔

اب غور کیجئے کیا ان مقدس و مبارک ہستیوں سے کسی خلاف شرع فعل اور حق و صداقت کی خلاف ورزی متصور ہوسکتی ہے۔ حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ

اَلَا اِنَّ مَثَلُ اَھْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا ھَلَکَ (مشکوٰۃ شریف)

میری اہلِ بیت کی مثال مسلمانوں میں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی ہے جو سوار ہوا وہ نجات پا گیا اور جو نہ سوار ہوا وہ ہلاک ہوا۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں کھڑے ہوئے اور فرمایا۔

اَنَا تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقْلَیْنِ اَوَّلُھُمَا کِتَابُ اللّٰہِ فِیْہِ الْھُدٰی وَاَھْلُ بَیْتِیْ

(مسلم شریف ص ۲۷۹)

اے مسلمانو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب قرآن مجید اس میں ہدایت اور نور ہے اور دوسری میری اہلِ بیت۔

مذکورہ حدیث پاک میں دو چیزوں کا ذکر ہے۔ ایک قرآن پاک دوسری اہلِ بیت۔ جو مسلمان ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے گا وہ کبھی بھی گمراہ نہیں ہوگا۔ اگر کوئی مسلمان ان دونوں میں سے کسی ایک کو ہی مرکز ہدایت سمجھے گا تو وہ عمر بھر راہ حق سے بھٹکا ہی رہے گا۔ آج کل کچھ لوگ قرآن پاک کو چھوڑ کر صرف اہلِ بیت اور کچھ لوگ اہلِ بیت کو چھوڑ کو صرف قرآن پاک کو ہی راہ ہدایت خیال کرتے ہیں۔ لیکن الحمد للہ سواد اعظم اہلسنت و جماعت ہی ایسے ہیں جو دونوں کو اپنے لئے مرکز ہدایت تصور کرتے ہیں۔ قرآن مجید فرقان حمید کی تعظیم و تکریم کے ساتھ ساتھ اہلِ بیت کی محبت و الفت اور نیاز مندی ایک مسلمان کے لئے نہایت ہی ضروری ہے۔ آپ اگر نماز میں سارا قرآن پڑھ لیں۔ رکوع اور سجود میں کثرت سے تسبیحات پڑھیں۔ قومہ، جلسہ اور قعدہ و قیام بھی کریں مگر جب تک آپ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ نہ پڑھیں گے نماز کی تکمیل نہیں ہوگی۔ دیکھئے اللہ جل جلالہ

نے اپنی نماز میں آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں شامل کیا۔اس لئے کہ وہ جانتا تھا کہ کربلا کے حق و باطل کے معرکے میں اسی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی اپنے بچوں کو قربان کر کے میرے نام کو بلند کرنا ہے قیامت تک کے لئے نماز میں آل پر صلوٰۃ کو لازمی قرار دے دیا۔

محبت اہلِ بیت

امام الانبیاء رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے نواسوں سے محبت کی اس نے ہم سے محبت کی اور جس نے ان سے دشمنی کی اس نے ہم سے دشمنی کی جس نے ان کو غضب ناک کیا اس نے ہم کو غضب ناک کیا اور جس نے ہم کو غضب ناک کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو غضب ناک کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو غضب ناک کیا اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔(البدایہ والنہایہ ص ۸/ ۲۰۵)

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالی شان سے اندازہ کیجئے کہ آپ کو ان سے کس قدر محبت ہے آپ فرماتے ہیں:

حُسَیْنُ مِنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ اَحَبَّہُ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا۔

(ترمذی شریف ص ۲۵۲)

حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے جو ان سے محبت کرتا ہے۔

آغوش مصطفیٰ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ اس حالت میں تشریف لائے کہ کمبل اوڑھے ہوئے تھے اور اس کمبل میں کوئی چیز ابھری ہوئی تھی۔میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی آغوش مبارک میں کیا ہے تو آپ نے کمبل شریف کا گوشہ اٹھایا میں نے دیکھا کہ آپ کی آغوش مبارک میں حسنین کریمین رضی اللہ عنہما جلوہ فگن ہیں پھر آپ نے یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّھُمَا ۔

(ترمذی شریف، مشکوۃ شریف)

اے اللہ میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ اور اس سے بھی محبت رکھ جو ان سے محبت رکھتا ہے۔

دوران خطبہ محبت

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک حسنین کریمیں رضی اللہ عنہما مسجد میں تشریف لے آئے بچپن کا زمانہ تھا اور مسجد کا صحن بھی ناہموار تھا آپ تھوڑا چلتے اور گر جاتے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ منظر دیکھا تو آپ نے خطبہ چھوڑ کر ان دونوں کو اٹھایا اور سینہ الم نشرح سے لگایا اور فرمایا: اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ بیشک تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے آزمائش ہے۔ میں نے ان کو اس حال میں دیکھا تو مجھ سے برداشت نہ ہو سکا خطبہ چھوڑ کر ان کو اٹھا لیا۔ (مشکوۃ شریف)

سجدہ لمبا کر دیا

ایک مرتبہ سید المرسلین حبیب کبریا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کا بچپن کا زمانہ تھا آپ مسجد میں تشریف لائے اس وقت سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ فرما رہے تھے امام پاک رضی اللہ عنہ آپ کی پشت انور پر بیٹھ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ طویل کر دیا جب امام پاک اپنی مرضی سے نیچے تشریف لائے تو آپ نے سجدہ سے سر مبارک اٹھایا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج آپ نے طویل سجدہ فرمایا ہے، وحی نازل ہو رہی تھی یا کہ طویل سجدہ کرنے کا حکم آ گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی کوئی وجہ نہیں تھی بلکہ میرا نواسہ امام حسین رضی اللہ عنہ میری پشت پر آ کر بیٹھ گیا تھا میرے دل نے یہ پسند نہ کیا کہ میں جلدی اٹھوں اور وہ گر جائے۔

(المستدرک ص ۱۴۴/۱)

عظمت امام حسین رضی اللہ عنہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ جب آپ چوتھی رکعت میں تھے تو امام عالی مقام امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہ آ کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت انور پر سوار ہو گئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو دونوں کو اپنے آگے کر لیا امام حسن کو دائیں کاندھے اور امام حسین کو بائیں کاندھے پر بڑھایا پھر فرمایا: اَیُّھَا النَّاسُ اَلا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِ النَّاسِ جَدًّا وَجَدَّۃً اے لوگو! کیا میں تمہیں اس کی خبر نہ دوں جو نانے اور نانی، چچا اور چچی، ماموں اور خالہ، ماں اور باپ کے لحاظ سے تمام لوگوں سے بہتر ہے؟ قَالَ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ جَدُّھُمَا رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جن کا نانا اللہ تعالیٰ کا رسول ہے اور نانی خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد سلام اللہ علیہا ان کی ماں فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا باپ علی بن ابی طالب ان کا چچا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان کی پھوپھی ام ہانی بنت ابی طالب ہے ان کے ماموں حضرت قاسم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خالات (ماسیاں) سیدہ زینب سیدہ رقیہ سیدہ ام کلثوم بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جدھما فی الجنۃ ان کا نانا جنتی ان کا باپ جنتی ان کی ماں جنتی ان کا چچا جنتی ان کی پھوپھی جنتی ان کی خالائیں جنتی اور یہ دونوں جنتی اور ان دونوں سے محبت کرنے والا بھی جنتی ہے۔

(مجمع الزوائد بیہقی، ص۹/۱۸۷)

حضرات گرامی! مندرجہ حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حسنین کریمین امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما ہر لحاظ سے تمام لوگوں سے بہتر اور افضل و اعلیٰ ہیں اور رشتوں کے لحاظ سے بھی پوری کائناتِ ارضی میں بے مثل و بے مثال ہیں۔ مخبر صادق نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خیر الناس فرمایا ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے دیکھئے البرہان فی خصائص حبیب الرحمٰن اور آل رسول حصہ دوم، مصنفہ پیر سید خضر حسین چشتی)

کونین میں بلند ہے رتبہ حسین کا
فرش زمیں سے عرش تک شہرہ حسین کا

بے مثل ہے جہاں میں کنبہ حسین کا
سلطان دو جہاں ہے نانا حسین کا

یاد رکھیئے! سعید الفطرت لوگوں کے نزدیک ایسا عقیدہ رکھنا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبی تعلق کی کوئی حیثیت نہ ہو غلط ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عظیم نسبت کو بار بار بیان فرما کر واضح کر دیا ہے کہ مجھ سے نسبت رکھنے والوں کا ہر لحاظ سے خیال رکھنا تم پر ضروری ہے۔ ہر آن ہر مکان ہر زمان ان کا ادب بجالاؤ۔ اسی میں تمہاری بہتری اور فلاح دارین ہے (وَاللّٰہُ الْھَادِی الْمُعِیْنَ)

جنتی حسین

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ اِلَی الْحُسَیْنِ

(مجمع الزوائد ص ۹/۱۹۰، دلیل یزداں ص ۱۳)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے اہل جنت میں سے کسی کو دیکھنا اچھا لگتا ہو تو وہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔

جناب محمد ضحاک فرماتے ہیں

کَانَ جَسَدُ الْحُسَیْنِ شِبْہَ جَسَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ (مجمع الزوائد ص ۱۸۸)

امام حسین کا جسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کے مشابہ تھا۔

محبوب ترین ہستی

جناب اسماعیل بن رجاء نے اپنے والد سے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی کے ایک حلقے میں بیٹھا ہوا تھا جس میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ فرماتے ہیں کہ وہاں سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا تو آپ نے اہل مجلس کو گزرتے ہوئے سلام دیا۔ اہل مجلس نے ان کے سلام کا جواب دیا اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کے فارغ ہونے تک خاموش رہے پھر اس کے بعد انہوں نے بلند آواز سے کہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاۃ، پھر آپ نے حاضرین کی طرف

متوجہ ہوکر فرمایا: اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَحَبِّ اَھْلِ الْاَرْضِ اِلٰی اَھْلِ السَّمَآءِ کیا میں تمہیں خبر نہ دوں اس ہستی کی جو زمین والوں سے لے کر آسمان والوں تک محبوب ترین ہستی ہے لوگوں نے کہا ضرور بتائیں تو جناب عبداللہ بن عمر نے فرمایا: ھو ھذا الماشی امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہی وہ چلنے والا یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ۲/۲۴۴)

ابوالحسن والحسین

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ان کو آپ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے انہیں ایک سفید کپڑے کے ٹکرے میں لپیٹا اور وہ زرد کپڑا علیحدہ کر دیا جس میں میں لپیٹ کر لائی تھی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں ڈالا پھر فرمایا علی کو بلاؤ میں علی کو بلا لائی تو آپ علیہ السلام نے دریافت فرمایا اے علی اس نومولود کا کیا نام رکھا ہے حضرت علی نے عرض کیا اس کا نام جعفر رکھا ہے اس پر آپ نے فرمایا: لَاوَلٰکِنَّہٗ، حَسَنٌ وَ بَعْدَہٗ حُسَیْنٌ وَاَنْتَ اَبُوالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ۔ نہیں بلکہ اس کا نام حسن ہے اور اس کے بعد جو بچہ پیدا ہوگا وہ حسین ہوگا اور تم ابوالحسن والحسین ہو۔

(منتخب کنز العمال ص ۵/۱۰۴)

معلم کائنات عالم ما کان وما یکون صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت سے قبل حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بشارت دی کہ ان کے بعد جو بچہ پیدا ہوگا وہ حسین ہے اس روایت سے جہاں امام حسین کی عظمت کا ظہور ہو رہا ہے وہاں یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ حضور فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم باذن الٰہی آنے والے حالات پر بھی نظر رکھتے ہیں۔ جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں وہ اپنے عقیدہ پر نظر ثانی کریں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

سر عرش پر ہے تری گذر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت ملک میں کوئی شی نہیں وہ جو تجھ پر عیاں نہیں

حسنین کریمین کا تختیاں لکھنا

کَتَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ فِیْ لَوْحَیْنِ حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے تختیاں لکھیں پھر آپ میں ایک دوسرے سے کہا کہ میرا خط اچھا ہے۔ بعدہ، فیصلہ کرانے کے لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ نانا جان دیکھے خط کس کا اچھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے ابا جان کے پاس جاؤ ان سے فیصلہ کراؤ۔ دونوں شہزادے ان کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی کہ دیکھیں خط کس کا اچھا ہے؟ تو انہوں نے کہا یہ فیصلہ کرانے کے لئے اپنی امی جان کے پاس جاؤ پھر دونوں شہزادے ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا کہہ سنایا آپ نے فرمایا میرے پاس یہ سات موتی ہیں میں ان کو فضا میں پھینکتی ہوں جس کی تختی پر چار موتی آئیں گے اس کا خط اچھا ہوگا۔ جناب سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے حسب پروگرام ساتوں موتی فضا میں پھینکے تین تین موتی دونوں تختیوں پر گرے ساتواں موتی قدرت الٰہی سے معلق رہا خالق ارض وسماء کی طرف سے جبریل کو حکم ملا کہ اس موتی کو دو ٹکڑے کر کے آدھا آدھا دونوں طرف ڈال دو۔

(نزہۃ المجالس ۲/۲۳۲ بحوالہ امام نسفی)

فرزند قربان کردیا

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا آپ کے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پاس تشریف فرما تھے کبھی آپ ابراہیم سے پیار فرماتے اور کبھی امام حسین رضی اللہ عنہ سے شفقت فرماتے اسی عالم وجد و کیف میں حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ لَسْتُ اَجْمَعُهُمَا لَكَ نَاْخُذُ اَحَدَهُمَا صَاحِبَهٗ یعنی اللہ تعالیٰ ان دونوں میں سے ایک واپس لینا چاہتا ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کس کو لینا چاہتا ہے تو جبریل نے عرض کی کہ یہ معاملہ اللہ تعالیٰ نے آپ پہ چھوڑا ہے یہ آپ کی مرضی ہے جس کو چاہیں رکھ لیں۔

فکر پیا دل پاک نبی دے کس نوں سینے لانواں
اک میرا اک دختر جایا کس نوں دور ہٹاواں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اپنے بیٹے اور پھر نواسے کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ اگر میں اپنا بیٹا قربان کرتا ہوں تو صرف مجھ کو غم ہوگا اور اگر نواسہ قربان کرتا ہوں تو پھر میری بیٹی فاطمہ کو غم ہوگا علی شیر خدا کو غم ہوگا حسن مجتبیٰ کو غم ہوگا۔ اس لئے میں اپنے بیٹے ابراہیم کو اپنے نواسے امام حسین پر قربان کرتا ہوں۔ اس کے تین دن بعد جناب ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔ بعدہٗ جب کبھی امام حسین رضی اللہ عنہ حاضر ہوتے تو آپ قبلَہ، وضمّہ، اِلٰی صَدرِیٰ ان کا بوسہ لیتے اور اپنے سینہ فیض گنجینہ سے لگا لیتے اور فرماتے: فَدَیتُ مَن فَدَیتُه، بِاِبنِی اِبرَاهِیمَ میں نے حسین پر اپنے بیٹے ابراہیم کو فدا کر دیا ہے۔

(شواہد النبوۃ ص ۳۰۵، تاریخ بغداد ص ۲۰۴)

اللہ اللہ کس قدر محبت ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نواسہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنا لخت جگر قربان کر دیا۔ یہی وجہ تھی کہ امام پاک نے اپنے نانا جان کے دین متین پر میدان کربلا میں اپنے بچوں کو قربان کیا اور استقامت کا آسمان بن کر میدان کارزار میں داد شجاعت وشہادت سے سرفرز ہوئے۔

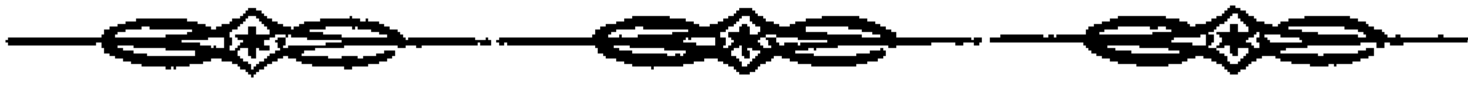
کمنب گئے ارض و سماء لیکن نہ صابر ڈولیا
واریا اکبروی اصغروی پر منہ تھیں نہ سید بولیا

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت ومحبت عطا فرمائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی ہمت وتوفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

سب حضرات باادب طریقہ سے سلام پیش کریں۔

اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام
کر لیا نوش جس نے شہادت کا جام
جس نے نانے کا وعدہ وفا کر دیا
جس نے حق کربلا میں ادا کر دیا

جس نے گھر کا گھر سپرد خدا کر دیا
اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام
جس کو دھوکے سے کوفے بلایا گیا
جس کو بیٹھے بیٹھائے ستایا گیا
جس کے بچوں کو پیاسے رولایا گیا
اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام
زیر خنجر بھی حق بات جس نے کہی
چوٹ پہ چوٹ جس نے سینے پر سہی
جس کی صغریٰ مدینہ میں روتی رہی
اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

صبر، نماز اور شہادت

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْكَرِيْمِ ٥ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَوْلِيَاءِ اُمَّتِهٖ وَعُلَمَاءِ شَرِيْعَتِهٖ وَشُهَدَآءِ مِلَّتِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ ٥ اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ٥ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ٥ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ٥ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰۤئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ٥

تمامی احباب نہایت ذوق وشوق اور بلند آواز سے درود شریف پڑھیں۔

اللہ اللہ راکبِ دوشِ پیمبر وہ حسین
فاطمہ کا نور دیدہ جانِ حیدر وہ حسین
عظمت و اخلاص و قربانی کا پیکر وہ حسین
کربلا کے غازیوں کا میرِ لشکر وہ حسین
نام نامی جس کا لوحِ دھر پر مرقوم ہے
فرش سے تا عرش جس کی عظمتوں کی دھوم ہے

مرتبہ اسلام کا جس نے دوبالا کر دیا
خون نے جس کے دو عالم میں اجالا کر دیا
دیکھ اے چشم خوں فشاں قربانی شبیر دیکھ
کربلا میں فاطمہ کے لعل کی تقدیر دیکھ

اللہ تعالیٰ جل جلالہ، وعزم شانہٗ، واتم برہانہٗ ولا الٰہ غیرہٗ کی حمد وثنا، تقدیس وتہلیل کے بعد تاجدار عرب وعجم فخر آدم و بنی آدم نبی مکرم شفیع معظم رحمتِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بے شمار ولا تعداد ہدیہ درود وسلام۔

حضرات گرامی! ماہ محرم الحرام اپنی تمام تر عظمتوں، رفعتوں سمیت طلوع ہو چکا ہے جس سے اسلامی سال کا آغاز ہو رہا ہے۔ اس ماہ مکرم میں شہیدوں کا ذکر ہوتا ہے۔ صفر المظفر میں اللہ تعالیٰ کے ولیوں کا ذکر ہوتا ہے۔ ماہ نور شہر السرور ربیع الاول شریف میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے۔ ربیع الثانی شریف میں حضور غوثِ صمدانی شہباز لامکانی محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہم سارا قرآن بھی مانتے ہیں اور محرم الحرام سے لے کر ذوالحج تک سارے مہینوں کو بھی مانتے ہیں اور ان کی عزت وعظمت کو دل سے تسلیم کرتے ہیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ ہم قرآن کریم کی ہر آیت کو مانتے ہیں اور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا کو بھی مانتے ہیں۔ ہم اہلِ بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان کو بھی مانتے ہیں اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔

اہلسنّت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

ہمیں مكة المكرّمه سے محبت ہے اور مدينة المنوّره سے بھی محبت ہے۔ مکہ شریف حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت گاہ ہے اور مدینہ شریف رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت گاہ ہے۔ ہمارا تو عقیدہ ہے کہ جو آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بے ادب، اولیاء کرام کا گستاخ ہے وہ اہلسنّت وجماعت سے خارج

ہے کیونکہ ہمارے مسلک میں ادب ہی ادب اور اللہ تعالیٰ کے مقبول ومحبوب بندوں سے محبت ہی محبت ہے۔

حب درویشاں کلید جنت است
دشمن ایشاں سزائے لعنت است

برادران گرامی! یہ مہینہ شہیدوں کے ذکر کا مہینہ ہے۔ خالق کائنات نے اپنی لاریب کتاب میں شہیدوں کی شان وعظمت کو خود بیان فرمایا ہے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو! جب تم کسی مصیبت یا رنج وغم میں مبتلا ہو جاؤ تو اِسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اللہ تعالیٰ سے مدد چاہو صبر اور نماز کے ساتھ۔

معلوم ہوا کہ صبر کرنے والوں اور نماز پڑھنے والوں کی مدد اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

عظمت صبر ونماز

صبر کرنا اور نماز پڑھنا مومن کی پہچان ہے۔ اِنَّ اللہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۔ بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ یعنی صبر کرنے والوں کے ساتھ اور کوئی ہو نہ ہو اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ مذکورہ آیت پاک میں صبر کا دو مرتبہ اور نماز کا ایک مرتبہ ذکر ہوا ہے۔ نماز سے پہلے بھی صبر اور نماز کے بعد بھی صبر یعنی صبر نماز سے ڈبل ہونا چاہیے۔ کیونکہ نماز کا وضو بھی صبر ہے اور نماز کی دعا بھی صبر ہے۔ نماز کی ابتداء بھی صبر ہے اور نماز کی انتہاء بھی صبر ہے۔ بے صبرے کی نماز قبول نہیں اور بے صبرے کا روزہ بھی قبول نہیں بلکہ بے صبرے کی کوئی بھی عبادت قبول نہیں ہے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صبر کا ایمان کے ساتھ وہی تعلق ہے جو سر کا جسم کے ساتھ ہے جب سر کاٹ دیا جائے تو جسم مردہ ہو جاتا ہے اسی طرح اگر صبر کو چھوڑ دیا جائے تو ایمان رخصت ہو جاتا ہے۔ صبر کا مرتبہ نہایت بلند وبالا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ (پ۲۳) بے شک صابروں کو بغیر حساب اجر دیا جائے گا۔ ہر نبی ہر صحابی ہر ولی نے صبر کیا اور اللہ تعالیٰ کے مقبول ومحبوب بندے اب تک اس پر عمل کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت پر اس پر عمل ہوتا رہے گا۔

خاصان حق کا خلق میں رتبہ بلند ہے
صابر رہو کہ صبر خدا کو پسند ہے

سید الشہدا آہ واقف کلک قضا، مرکز عدل و وفا کشتۂ خنجر تسلیم و رضاء نواسہ رسول کبریا برادر حسن مجتبیٰ لخت جگر علی المرتضیٰ نور نظر سیدۃ النسآء، امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ جب کربلا کے میدان میں پہنچے تو فرماتے ہیں۔ ایک رات عشاء کی نماز سے فارغ ہوا تو اچانک مجھے نیند آگئی جب آنکھ لگی تو سید الکونین نبی الحرمیں پیارے نانا جان کی زیارت ہو گئی۔ میں نے دیکھا کہ آپ دعا فرما رہے ہیں اور یہ دعائیہ کلمے میں نے سنے۔ اَللّٰھُمَّ اَعْطِ الْحُسَیْنَ صَبْرًا وَّاَجْرًا (عامہ کتب) یا اللہ میرے حسین کو صبر دے اور اجر بھی دے۔ حضور رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لاڈلے نواسے کے لئے صبر کی دعا مانگ رہے ہیں اور امام عالی مقام سن رہے ہیں اور قرآن مجید میں بھی حکم ہے کہ مصیبت اور پریشانی میں صبر کا دامن نہ چھوڑو۔ اب آپ سوچیں اور غور کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہوئی کہ نہ ہوئی اور امام پاک نے صبر کیا کہ نہ کیا۔ ہمارا عقیدہ اور ایمان کہتا ہے کہ حضور علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور امام پاک نے بھی یقیناً صبر کیا ہے۔ کیونکہ امام پاک صابرین کے سردار اور پیشوا ہیں۔ صبر کی ساری روایتیں سچی اور بے صبری کی ساری روایتیں جھوٹی ہیں۔ ہم سب قرآن پاک پڑھتے ہیں ہمارے گھروں میں قرآن پاک کی تلاوت ہوتی ہے مگر امام پاک کا گھر تو وہ گھر ہے جہاں قرآن پاک نازل ہوتا رہا اگر امام پاک نے عمل نہیں کیا تو پھر کون عمل کرے گا۔ فرمان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہو رہا ہے کہ جہاں صبر ہے وہاں اجر ہے اور اگر صبر نہیں تو پھر اجر بھی نہیں۔ صبر کرنا پیغمبروں کی شان ہے۔ آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو تین سو سال گریہ زاری کرتے رہے (تفسیر نعیمی پ ا ص ۳۳۷) آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے جاری ہو گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ رنج و غم کا اثر دل پر ہو اور آنکھوں سے خود بخود آنسو جاری ہو جائیں تو باعثِ رحمت ہے۔ اور کسی رنج و غم کا ظہار زبان سے ہاتھ سے بالوں کو نوچنے سے گریبان چاک کرنے سے ہو تو یہ بے صبری کی علامت ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ کربلا میں یزیدیوں نے

بہت بڑا ظلم کیا ہے آخر ہم صبر کہاں تک کریں۔ قرآن پاک پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صبر ہوتا ہی ظلم پر ہے اگر مصیبت نہ ہو تو صبر کیسا؟ خوشی میں تو شکر ہوتا ہے مصیبت پر صبر ہوتا ہے یہ بالکل صحیح ہے کہ کربلا میں اہلِ بیت کے شہزادوں پر یزیدیوں نے ظلم کا ریکارڈ توڑا ہے لیکن سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ نے صبر کا ریکارڈ قائم کیا ہے۔ آپ کا صبر یزیدیوں کے ظلم پر ہمیشہ غالب رہے گا۔

نہ یزید کی وہ جفا رہی نہ شمر کا وہ ستم رہا
رہا تو نام حسین کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کتنے صابر ہیں ان کی مصیبتیں دیکھ لو اور جتنی مصیبتیں ہیں ان سے بڑھ کر آپ نے صبر کیا ہے۔

کمنب گئے ارض و سما لیکن نہ صابر ڈولیا
واریا اکبر وی اصغر وی منہ تھیں نہ سیّد بولیا

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے جتنی زندگی گزاری ہے اور جو جو قدم اٹھایا ہے آبِ زم زم سے لے کر آبِ فرات تک میدان عرفات سے لے کر میدان کربلا تک۔ شہر مکہ سے شہر کوفہ تک صرف اور صرف اشاعت اسلام، تحفظ قرآن کے لئے اٹھایا ہے۔ نزول قرآن تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ قرآن پاک کی چلتی پھرتی تفسیر تھے۔ اگر انسان پوری طرح غور و فکر سے کام لے تو معلوم ہوگا کہ امام پاک نے کربلا تک پہنچتے پہنچتے قرآن پاک کی تفسیر مکمل کر دی۔ آپ کی تمام زندگی قرآن پاک کے مطابق تھی آپ نے وہی فیصلہ کیا جو قرآن پاک کا فیصلہ ہے۔ فخر چشتیاں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

شاہ است حسین بادشاہ است حسین
دین است حسین دین پناہ است حسین
سر داد نہ داد دست دردست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

شاعر مشرق مصور پاکستان علامہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم نے اپنی عقیدت کا نذرانہ بارگاہ حسینی میں یوں پیش کیا ہے۔

نذرانہ اقبال

زندہ حق از قوت شبیری است
باطل آخر داغ حسرت میری است
بہر حق در خاک دخوں غلطیدہ است
پس بنائے لا الہ گرویدہ است
تا قیامت قطع استبداد کرد
موج خون او چمن ایجاد کرد
نقش الا اللہ بر صحرا نوشت
سطر عنوان نجاتِ مانوشت

حضرات گرامی! نواسہ رسول جگر گوشہ بتول امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کا ہر قدم درس ہدایت و درس انسانیت ہے۔ آپ نے اپنے خون کے آخری قطرہ اور زندگی کے آخری سانس تک صبر اور نماز کا دامن نہیں چھوڑا۔ حالانکہ میدان کربلا میں جاتے ہوئے ایسے ایسے خونچکاں واقعات پیش آئے ہم جیسے لاکھوں ہوتے ہوش وحواس کھو بیٹھتے مگر آپ بڑے استقلال اور عزم بالجزم سے جارہے ہیں۔ وطن سے دور، زخموں سے چور، تیروں تلواروں اور نیزوں کے جھرمٹ میں آخری سجدہ تک باہوش ہیں اور اپنے عمل سے محبان اہلِ بیت کو سبق دے رہے ہیں کہ کچھ بھی ہو جائے صبر اور نماز کا دامن نہ چھوڑو۔ صرف رونے دھونے سے کام نہیں چلے گا۔ امام پاک رضی اللہ عنہ کی سیرت دیکھئے۔

کربلا کیا حسرت و اندوہ کا افسانہ ہے
یہ تو غافل یادگار ہمت مردانہ ہے

شہادت

برادران گرامی! پروردگار عالم جل جلالہ نے صبر اور نماز کے بعد ارشاد فرمایا

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○ (پ ۲)

جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیئے جائیں تم انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں۔

خالق کائنات نے شہیدوں کا ذکر کرنے سے پہلے دو مرتبہ صبر کا ذکر کیا ہے یعنی شہادت کا مقدمہ صبر ہے۔ شہید وہ ہے جو صبر کرتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ شہید کا ذکر کرنے والے بھی نمازی اور صابر ہوتے ہیں اگر یہ دونوں نہ ہوں تو قبولیت کیسے ہوگی۔ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (پ ۴)

جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کر دیئے گئے ان کے متعلق مردہ گمان مت کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہیں۔

قرآن پاک کی آیات بنیات سے معلوم ہوا کہ شہیدوں کو مردہ سمجھنے پر پابندی صرف زبان پر ہی نہیں بلکہ سوچ پر بھی پابندی ہے۔ شہیدوں کو کبھی تصور میں بھی مردہ مت خیال کرنا بلکہ وہ تو زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ وہ کھاتے پیتے ہیں۔ غور کیجئے! جو ہمارے فانی دسترخوان پہ کھائے پیئے ہم اسے مردہ نہیں کہتے تو جو رب العالمین جل جلالہ کے لافانی دسترخوان پہ کھائے اسے مردہ کیسے کہا جا سکتا ہے۔

شہید اس دار فانی میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں
زمیں پر چاند تاروں کی طرح تابندہ رہتے ہیں

آب حیات پینے والے کو دنیا زندہ مانتی ہے تو جو خالق ارض وسماء کے نام پر شہادت کا جام پی لے وہ زندہ کیوں نہیں۔ شہید حضور علیہ السلام کے غلام کو کہتے ہیں۔ جن کے غلام زندہ ہیں وہ آقا علیہ السلام کس شان سے زندہ ہوں گے۔ امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یا حبیب اللہ!

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

اہلسنت و جماعت کے عقیدے میں شہید زندہ، نبی علیہ السلام زندہ اور نبی علیہ السلام کے صدقے میں ولی بھی زندہ ہیں۔ شہیدوں کا ذکر اس وقار اور عظمت سے کرنا چاہیے کہ سننے والے ان کی عظمت و منزلت کے معترف ہو جائیں۔ بعض لوگ شہیدوں کا ذکر بڑی بے صبری، بے قراری اور واویلا کر کے مناتے ہیں لیکن ہم صبر، نماز اور ایصال ثواب کر کے مناتے ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا طرز عمل دیکھیے۔

صحابیہ کا صبر

صحیح بخاری اور مسلم شریف میں ہے کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حارثہ بن سراقہ غزوہ بدر میں شہید ہوئے ان کی بوڑھی ماں کو خبر ملی کہ تیرا بیٹا شہید ہو گیا ہے۔ بوڑھی ماں کے سینے میں دھڑکتا ہوا دل ہے اور دل میں بیٹے کی محبت ہے حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم فتح بدر کے بعد جب مدینہ تشریف لائے تو شہید کی ماں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کی۔ آقا میں یہ پوچھنے نہیں آئی کہ میرا بیٹا کیوں شہید ہوا ہے بلکہ یہ پوچھنے آئی ہوں کہ میرے بیٹے نے شہید ہونے کے بعد کونسا مقام حاصل کیا ہے۔

اِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ فَبَصَرْتُ عَلَيْهِ وَاِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَاجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ بِالْبُكَاءِ ۔

میرا بیٹا شہید ہونے کے بعد اگر جنت میں پہنچا ہے تو میں صبر کرتی ہوں اور اگر شہید ہونے کے باوجود میرا بیٹا جنت میں نہیں پہنچا تو پھر میں بڑی کوشش کے ساتھ واویلا کرتی ہوں۔

حدیث پاک کے مضمون سے معلوم ہوا کہ جو جنت میں پہنچے اس پر صبر کیا جاتا ہے اور جو نہ پہنچے اس پر واویلا کیا جاتا ہے۔ ہمارے عقیدے میں جملہ شہداء بالخصوص شہداء کربلا رضوان اللہ علیہم اجمعین جنتی ہیں اور پھر سید الشہداء امام عالی مقام رضی اللہ عنہ تمام نوجوانان جنت کے سردار ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔

نوجوانانِ جنت کے سردار

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ (ترمذی شریف)

امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہ جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

اور جب کبھی یہ دونوں سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو آپ ان کو اس طرح سونگھتے جیسے پھولوں کو سونگھا جاتا ہے۔اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرہ ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

باغوں کے پھول ٹہنی سے کاٹ لئے جائیں تو سوکھ جاتے ہیں اور ان کی خوشبو ختم ہو جاتی ہے لیکن یہ پھول کٹ جانے کے باوجود سدا بہار ہیں اور ان کی خوشبو قیامت تک آتی رہے گی۔

محمد مصطفیٰ کے باغ کے پھول ایسے ہیں
جو بن پانی کے تر رہتے ہیں مرجھایا نہیں کرتے

معززین حضرات! جب اس بدر کے شہید کی ماں نے پوچھا کہ آقا میرا بیٹا جنت میں پہنچا ہے کہ نہیں۔تو فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اے ام حارثہ شہادت نقد سودا ہے سب کے فیصلے قیامت کو ہوں گے لیکن شہید کے لئے نہ ادھار ہے نہ انتظار

اِنَّ اِبْنَکَ اَصَابَ الْفِرْدَوْسِ الْاَعْلٰی (ضیاء النبی۳/۳۳۹)

بے شک تیرا بیٹا تو فردوس اعلیٰ میں پہنچ چکا ہے۔

اس حدیث پاک سے رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا بھی اعلان ہو رہا ہے اور صحابیہ کا عقیدہ بھی واضح ہو رہا ہے۔شہید کی ماں نے عرض کی کہ آقا میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ زندگی بھر صبر کروں گی کیونکہ اگر میں نے بے صبری کا مظاہرہ کیا تو کہیں میرے بیٹے کے درجے میں فرق نہ آجائے۔کسی اللہ والے سے کسی نے پوچھا کہ حدیث پاک میں ہے۔شہید کو شہادت کے وقت زخموں کا درد نہیں ہوتا بلکہ لذت

محسوس ہوتی ہے۔ تو اس اللہ والے نے جواباً فرمایا کہ جب مصر کی شہزادیاں جناب زلیخا کو حضرت یوسف علیہ السلام کا طعنہ دے رہی تھیں اور جناب زلیخا ان کے طعنے سن رہی تھیں کوئی پاگل کہہ رہی تھی کوئی دیوانی اور مجنون کہہ رہی تھی حضرت زلیخا کا ایک ہی جواب تھا کہ تم نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا ہی نہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے جناب زلیخا نے کچھ اس انداز سے منت سماجت کی کہ میرے حال پر مہربانی فرماتے ہوئے تھوڑی سی جلوہ نمائی فرمائیں تاکہ ان شہزادیوں کے طعنے ختم ہو جائیں (بات بنتی ہے میری تیرا بگڑتا کیا ہے) حضرت یوسف علیہ السلام انکار فرما رہے تھے اور زلیخا اصرار کر رہی تھیں کہ

نہ کرو جدا خدارا مجھے سنگ آستاں سے
نہ ملے گا کہیں ٹھکانہ گر اٹھا دیا یہاں سے

بالآخر حضرت یوسف علیہ السلام نے جناب زلیخا کی درخواست کو قبول فرمالیا۔ چنانچہ جناب زلیخا نے ان وزیروں اور امیروں کی بیگمات کو دعوتی کارڈ بھیج دیئے اور ان کے لئے دعوت کا بہترین انتظام فرمایا نفیس قسم کے قالین بچھا دیئے گئے لذیذ خوش ذائقہ کھانے اور بہترین پھل بھی رکھ دیئے اور ساتھ چھریاں بھی رکھ دیں۔ جب سب بیگمات آکر اپنی اپنی نشست پر بیٹھ گئیں تو جناب زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک منٹ کے لئے جلوہ گری ہو جائے۔

رخ سے نقاب ناز اٹھائے جدھر گئے
لاکھوں کے دل گئے تو ہزاروں کے سر گئے

جب حسن یوسف جلوہ نماء ہوا تو بیگمات نے پھل کاٹنے کی بجائے اپنی انگلیاں کاٹ لیں اور پکار اٹھیں۔

قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ (پ۱۲)

اے زلیخا تو تو کہتی تھی بشر ہے۔ خدا کی قسم یہ بشر نہیں بلکہ ملک کریم (بزرگ فرشتہ) ہے

بے خودیاں وچ کرن پکاراں جان جہاں وچ باقی
قسم ربدی ایہہ خاکی نا ہیں ہے ملک کریم افلاکی

جناب زلیخا نے کہا اے مجھے طعنے دینے والیو! یہی وہ ہستی ہے جن کے حسن کو دیکھ کر تم نے اپنی انگلیاں کاٹ لیں اور تمہیں احساس تک نہیں ہوا اور درد بھی محسوس نہیں ہوا کیونکہ حسن یوسف ان کے درد پر غالب آ گیا تھا۔ بلاتشبیہ جب شہید میدان جہاد میں حق و باطل کے معرکے میں رضائے خدا اور رضائے مصطفیٰ کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے تو اس کی نگاہ بھی جمال خدا اور حسن مصطفیٰ پر پڑتی ہے تو اس کو بھی درد نہیں ہوتا بلکہ لذت محسوس ہوتی ہے۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

صدیاں گزرنے کے باوجود عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے نام پر گردنیں کٹانے والے لاکھوں موجود رہے اور ہیں اگر یقین نہیں آتا تو غازی علم دین شہید سے پوچھ لو۔ غازی علم دین نے ایک گستاخ رسول کھتری کو واصل جہنم کیا۔ عدالت سے سزائے موت کا حکم ہوا۔ علم دین موت کی کوٹھڑی میں بند ہے۔ قائد اعظم محمد علی جناح علامہ محمد اقبال اور سر محمد شفیع اس وقت اس مقدمے کے وکیل تھے۔ وکلاء غازی کے پاس گئے۔ علم دین کے چہرے پر خوشیاں اور رونقیں ہی رونقیں ہیں۔ قائد اعظم نے کہا تو ایک بار کہہ کہ پتہ نہیں کس نے مارا ہے ہم تجھے چھڑا لیں گے۔ یہ سنتے ہی غازی علم دین کے چہرے پر جلال آ گیا اور کہا۔ اے محمد علی یہ کیا کہہ رہے ہو مجھے تو سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو رہی ہے۔ اس موت میں بھی مجھے زندگی نظر آ رہی ہے۔

برادران عزیز! اللہ تعالیٰ شہید کو کہتا ہے اے شہید تو نے میری خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ہے اب میں تجھے اختیار دیتا ہوں جو بھی نعمت پسند کرتا جائے گا تجھے عطا کرتا جاؤں گا۔ شہید کہتا ہے یا اللہ میں نے جنت اور جنت کی تمام نعمتوں کو دیکھا ہے لیکن جو لذت تیرے نام پر گردن کٹانے میں ہے وہ کسی اور چیز میں نہیں ہے۔ تو پھر مجھے دنیا میں بھیج میرا

جی چاہتا ہے کہ تو مجھے بار بار زندہ کرتا رہے اور میں بار بار تیرے نام پر تیرے راستے میں گردن کٹاتا رہوں۔ شہادت میں لذت ہے درد نہیں شہید کے خون کا قطرہ زمین پر بعد میں گرتا ہے اسے جنت کا داخلہ پہلے مل جاتا ہے۔ شہادت میں موت نہیں حیات ہے۔ اسلامی فوجوں کے عظیم کمانڈر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جن کو حضور علیہ السلام نے (سیف من سیوف اللہ) یعنی اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار کہا ہے جب آپ کا آخری وقت آیا۔ آپ بستر علالت پر رونق افروز ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ دیکھا کہ اسلام کے عظیم فاتح حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو ہیں اور آپ رو رہے ہیں۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے شیر ہو کر موت سے ڈر گئے؟ جناب خالد نے عرض کی کہ یہ بات نہیں بلکہ شہادت کی آرزو میں تمام زندگی لڑتا رہا کہ شہادت نصیب ہو جائے۔ لیکن اب موت بستر پر آ رہی ہے یہ چیز مجھے رولا رہی ہے امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ غم نہ کریں آپ کی موت شہادت ہی ہے۔ اگر آپ میدان جنگ میں شہید ہو جاتے تو آپ کو اللہ کی تلوار کیسے کہا جاتا کیونکہ اللہ کی تلوار کوئی توڑ نہیں سکتا۔ کسی نے کیا خوب ترجمانی کی ہے کہ

شہادت ہے مطلوب مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

فاروق اعظم کی دعا

حضرت سیدنا عمر فاروق خود دعا فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ حَبِیْبِکَ

(بخاری باب فضائل مدینہ)

اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا فرما اور جب مجھے موت آئے تو تیرے محبوب کے شہر میں آئے۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں آپ فرماتی ہیں کہ میرے والد گرامی

یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ مجھے شہادت کی موت دے اور اپنے محبوب کے شہر میں دے یہ دعا سن کر میں حیران ہوتی کہ یہ آپ کی دعا کیسے قبول ہوگی شہادت کے لئے تو کسی محاذ پر جانا پڑے گا آپ کہتے ہیں کہ یا اللہ شہادت بھی ہو اور محبوب کا شہر بھی ہو۔ آخر ایک دن مجھے خبر ملی کہ تمہارے والد گرامی کو مسجد نبوی میں شہید کر دیا گیا ہے میں فوراً سمجھ گئی اور یقین بھی ہو گیا کہ ابا جان جسے دعا مانگتے تھے اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی قبول فرمالی۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آپ مسجد نبوی میں نماز پڑھاتے ہوئے مصلیٰ نماز پر شہید ہوئے۔

حضرات! مذکورہ بالا واقعات سے واضح ہوا کہ شہادت ایک نعمت ہے ایک لذت ہے اور ایک عظیم مرتبہ ہے۔ حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ حضرت امام عالی مقام امام حسین بمع رفقا میدان کربلا میں شہید ہوئے۔ حالانکہ ان کی شہادت کی خبر جملہ احباب واصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین میں مشہور تھی اور وہ امام پاک رضی اللہ عنہ کی ولادت کے ساتھ ہی جبریل علیہ السلام نے زمین کربلا کی مٹی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مٹی ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو عطا فرمائی اور کہا یہ مٹی محفوظ کر کے رکھ لو جب یہ مٹی خون بن جائے تو سمجھنا میرا نواسہ امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گیا ہے پھر وہ مٹی ان کے پاس رہی جب معرکہ کربلا ہوا اور امام پاک رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو وہ مٹی بشکل خون ہو گئی۔

احباب دانش و بنیش! توجہ فرمائیں کہ یہ سب حضرات مستجاب الدعوات اور مقبول بارگاہ رب العالمیں تھے۔ لیکن کسی ایک نے بھی یہ دعا نہیں کی کہ یا اللہ یا ارحم الراحمین یا غفور الرحیم یہ شہید نہ ہوں یہ معرکہ نہ ہو ان کو کوئی مصیبت و پریشانی نہ آئے بلکہ سب کے سب مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ کے مطابق راضی برضائے رب العالمیں جل جلالہ رہے۔

سکھ ہمیشہ دکھ گا ہے بگا ہے پر انہاں دکھاں تھیں سکھ وارے
دکھ قبول محمد بخشا جے راضی رہن پیارے

اب آخر میں شہداء کربلا کے حوالے سے ایک واقعہ سماعت فرمائیں۔ شب عاشور

سیدالشہداء، واقف کلک قضاء امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے رفقاء سے فرمایا کہ ان کوفیوں اور یزیدیوں کا نزاع اور مطالبہ صرف میری ذات سے ہے۔آپ حضرات سے نہیں میری طرف سے سب کو عام اجازت ہے جو جہاں جانا چاہے جا سکتا ہے۔سب نے دست بستہ عرض کی کہ حضور یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ہم قیامت کو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا منہ دکھائیں گے۔آپ کے ساتھ آئے ہیں آپ کے ساتھ ہی رہیں گے آپ کو چھوڑ نہیں سکتے۔کسی شاعر نے کیا خوب ترجمانی کی ہے۔

بدلتے رہتے ہیں انداز کوفی و شامی
حقیقت ابدی ہے مقام شبیری

کرامت امام

امام برحق امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے رفقاء کے جذبات کو دیکھتے ہوئے فرمایا۔

اِرْفَعُوْا رُؤُسَکُمْ وَانْظُرُوْا فَجَعَلُوْا وَھُوَ یَقُوْلُ ھٰذَا مَنْزِلُكَ یَا فَلَانُ یَا فَلَانُ

(شہادت نواسہ سید الابرار ص۴۹۴ الحیات الخفی ۲/۲۱۴ مصنفہ محمود شاہ بن احمد دہلوی)

اپنے سروں کو اوپر اٹھاؤ اور دیکھو۔جب انہوں نے اپنے سروں کو اوپر اٹھایا تو سب نے جنت میں اپنے اپنے محلات اور مقامات دیکھ لئے۔امام لج پال نے فرمایا یہ فلاں کا مقام ہے اور یہ فلاں کا مقام ہے۔

دنیائے اسلام کے عظیم فارسی کتب کے مصنف و شاعر حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا جو عام و خاص میں مقبول وزد عام ہے۔

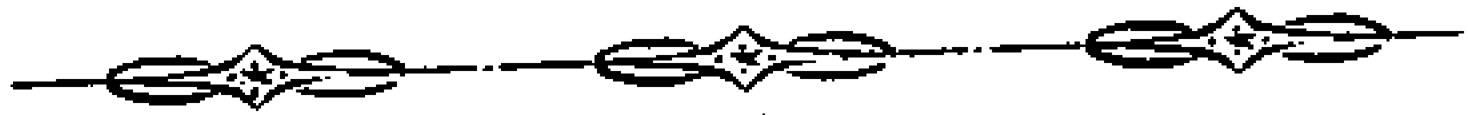
الٰہی بحق بنی فاطمہ کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول من و دست دامانِ آلِ رسول ﷺ

میرے مولا مجھے اپنے عبادت و ریاضت پر کوئی ناز نہیں ہے بس اولاد فاطمہ کا صدقہ مجھے آخری وقت کلمہ نصیب فرما دینا اور اگر تو نے میری یہ التجا قبول نہ کی تو پھر قیامت کے دن میں دامن اہلِ بیت پکڑ کر تیرے دربار میں آؤں گا۔

برادرِ محترم خطیب اسلام علامہ پیر سید خضر حسین شاہ صاحب چشتی بارگاہ حسینی میں اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار یوں کرتے ہیں:

پور خیر النساء پر تو مرتضیٰ
سید کربلا شاہ ہر دوسرا
سارے عالم میں گونجی ہے نوری صدا
نور چشم رسالت کی کیا بات ہے
نوجوانانِ جنت کا سردار ہے
شاہِ عالم محمد کی تلوار ہے
جس نے خون دے کے اسلام زندہ کیا
اس کے شوق شہادت کی کیا بات ہے

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اصحاب رسول واہلِ بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح محبت وعقیدت اولیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی معیت نصیب فرمائے۔ اور ہر قسم کی بد عقیدگی، بے راہ روی سے محفوظ فرما کر دین متین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اولیاء کرام کو خوف و حزن کیوں نہیں ہوتا؟

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَوْلِيَاءِ اُمَّتِهٖ وَعُلَمَاءِ مِلَّتِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ ٥ اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ٥ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ٥ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ٥ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

پورے ذوق وشوق اور اخلاص ومحبت سے تمام حضرات درود شریف پڑھیں۔

اولیاء راہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گرد اند ز راہ
ہر کہ خواہد ہم نشینی باخدا
او نشیند درحضور اولیاء
پیر کامل صورت ظل الٰہ
یعنی دید پیر دید کبریا
گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

حضرات! اس دنیائے رنگ و بو میں جس طرف بھی دیکھو آپ کو خوف ہی خوف نظر آئے گا۔ ہرے بھرے تناور درخت اپنے پھولوں اور پھلوں کی رعنائیوں کے ساتھ اگر چہ شاداب و شادماں نظر آرہے ہیں مگر ان کا پتہ پتہ اس خوف سے ہر وقت لرزہ براندام ہے کہ کہیں کوئی کلہاڑی والا تو نہیں آرہا ہے زمین پر لہلہاتی ہوئی گھاس ڈر رہی ہے کہ کہیں کوئی چار پیروں والا ادھر نہ آجائے اور چار پیروں والا اس خوف سے بھاگا پھر رہا ہے کہ کہیں بسم اللہ اللہ اکبر والا نہ آرہا ہو کمزور طاقتور سے ڈر رہا ہے مزدور سرمایہ دار سے خوف کھا رہا ہے سرمایہ دار انکم آفیسر سے ڈر رہا ہے مجرم پولیس سے خوف کھا رہا ہے الغرض اس ساری دنیا میں ہر لحظہ زمین سے آسمان تک ہر طرف خوف ہی خوف اور ڈر ہی ڈر کا دور دورہ ہے۔ مگر اس ڈر سے بھری ہوئی دنیا میں اسی آسمان کے نیچے اور اسی زمین کے اوپر خدا تعالیٰ کی ایک ایسی مخلوق بھی آباد ہے جس کو سارے عالم میں کسی کا خوف اور ڈر نہیں وہ ہر جگہ ہر دم اور ہر حال میں سارے جہان سے بے خوف اور بے غم ہے۔ انہیں صرف خدا تعالیٰ کا ڈر ہے اور ساری خدائی ان سے ڈرتی ہے یہ ساری خدائی سے بے ڈر اور صرف خدا تعالیٰ سے ڈرنے والی مخلوق کون ہے؟ اور اس کا نام کیا ہے۔

تو سنیئے! ارشاد رب العالمین جل جلالہ ہے کہ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۝ (پ ۱۱)

اس مخلوق کا نام اولیاء اللہ ہے اور ان کی شان یہ ہے کہ ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ کسی چیز کا غم

اس آیت پاک میں دو لفظ ہیں خوف اور حزن۔ انسان کے دل پر آنے والے زمانہ میں کسی چیز کا تکدر پیدا ہو جائے اسے خوف کہتے ہیں۔ گذشتہ زمانہ میں کوئی چیز ضائع یا فوت ہو جس سے انسان کے دل پر رنج و تکدر ہو جائے اسے حزن کہتے ہیں۔ اولیاء کرام کو نہ گذشتہ کا غم ہے اور نہ آنے والے زمانہ کا خوف۔ اس لئے کہ جب انہیں خدا مل گیا اور یہ اللہ کے بندے اللہ والے ہو گئے تو پھر انہیں خوف اور غم کی کیا پرواہ۔

اولیاء بے خوف و بے غم کیوں ہیں

دیکھئے خوف اسے ہوتا ہے جو کمزور ہو۔ طاقتور کسی سے نہیں ڈرتا۔ اولیاء کرام اس دنیا میں بعطاء الٰہی سب سے زیادہ طاقتور ہیں۔ اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے ایک حدیث پاک سنیئے جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جن سے آپ کو اولیاء اللہ کی طاقت و قدرت کا اندازہ ہو جائے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اِنَّ اللہَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ ۔

اللہ تعالٰی کا فرمان ہے کہ جو شخص میرے ولی سے دشمنی کرے گا اس شخص کو میری طرف سے اعلان جنگ ہے۔

وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْہِ ۔

اور میرا بندہ میری کسی چیز کے ذریعے میرا قرب نہیں حاصل کرتا جتنا کہ میرے فرائض کو ادا کر کے میرا قرب حاصل کر سکتا ہے۔

وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُہٗ ۔

اور ہمیشہ میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں۔

فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَ بَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یُبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا وَاِنْ سَاَءَ لَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ وَ لَئِنْ اِسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّہٗ (مشکوۃ شریف ص ۱۹۷)

پھر میں جب اپنے بندے کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور وہ اگر مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور اس کو عطا کرتا ہوں اور وہ اگر میری پناہ مانگے تو میں ضرور اس کو پناہ دیتا ہوں۔

مذکورہ حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کے کان، آنکھ اور ہاتھ پاؤں میں اپنی طاقت وقدرت کا ایک ایسا جلوہ عطا فرماتا ہے کہ ان کی قدرت وطاقت کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کی قدرت وطاقت یاد آ جاتی ہے۔ اب غور کیجئے کہ جن بندوں کے اعضاء میں خدائی طاقت وقدرت کی جلوہ گری ہو کیا وہ کمزور ہوں گے نہیں نہیں۔ وہ تو ساری خدائی میں سب سے بڑھ کر طاقتور ہوں گے۔ تو پھر ان کو خوف کس کا ہوگا۔

نہ تخت نہ تاج میں نہ لشکرو سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

لوہے کی آگ کی مثال

لوہا ٹھنڈا اور سیاہ ہوتا ہے اگر کچھ وقت آگ کی بھٹی میں پڑا رہے تو آگ اس لوہے کو اپنی گرمی اور اپنا رنگ عطا کر دیتی ہے لوہا آگ کی طرح گرم اور سرخ ہو جاتا ہے اب جو کام آگ کرتی ہے وہی کام لوہا کرتا ہے۔ بلاتشبیہ اولیاء اللہ بھی جب عشق الٰہی کی بھٹی میں پڑے رہتے ہیں تو مالک الملک اللہ رب العالمین جل جلالہ اپنی رحیمی وکریمی سے اپنے بندوں کو اپنی قدرت کا ایسا جلوہ عطا کرتا ہے کہ ان کی طاقت دیکھ کر خدا تعالیٰ کی طاقت وقدرت یاد آ جاتی ہے۔ لیکن خدا خدا ہے اور بندہ بندہ ہے۔ اللہ والے خدا نہیں ہوتے بلکہ خدا کی قدرت، طاقت، نصرت اور اعانت ہر قدم ان کے ساتھ رہتی ہے۔

خاصانِ خدا خدا نبا شد
لیکن زخدا جدا نبا شاہد

مٹی اور خوشبو کی مثال

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھے خوشبودار مٹی ملی۔ میں نے اس مٹی سے کہا کہ عنبر ہے یا کستوری ہے۔ تیری خوشبو مجھے مسحور کر رہی ہے تو اس مٹی نے کہا

بگفتا من گلے نا چیز بودم
ولیکن مدتے باگل تشتم

وہ مٹی مجھے کہنے لگی کہ میں مٹی ہی ہوں لیکن کچھ وقت میں پھول کے ساتھ رہی ہوں۔

جمال ہمنشیں درمن اثر کرد
وگرنہ من ہما خاکم کہ ہستم

پھول کی صحبت میں رہنے سے مجھ میں خوشبو پیدا ہوگئی ہے ورنہ میں وہی نا چیز مٹی ہی ہوں۔ (گلستان)

حضرات! غور کریں کہ آگ میں طاقت ہے کہ وہ اپنا رنگ اور اپنی کیفیت لوہے کو عطا کرسکتی ہے۔ پھولوں میں طاقت ہے کہ وہ اپنی صحبت میں رکھ کر تیل اور مٹی کو خوشبو عطا کر سکتے ہیں۔ تو کیا خالق کائنات اپنے محبوب بندوں کے اعضاء و جوارح میں اپنی طاقت و قدرت کی جلوہ گری نہیں فرما سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب بندے بعطاء الٰہی ساری کائنات میں تصرف و حکومت کرتے ہیں، بلکہ عناصر اربعہ آگ ہوا پانی مٹی پر بھی ان کی حکومت و سلطنت کا سکہ بیٹھا ہوا ہے۔ چند واقعات ملاحظہ فرمائیں۔

آگ پر حکومت

خلافت فاروقی میں ایک مرتبہ ایک خوفناک پہاڑی آگ نمودار ہوئی۔ بڑا خطرہ تھا کہ اس آگ سے ہزاروں بستیاں جل کر خاکستر ہو جائیں گے۔ امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ یا حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی اور فرمایا کہ جاؤ اس آگ کو میری چادر دکھاؤ چنانچہ جب آپ کی چادر آگ کے سامنے لائی گئی تو آگ یکدم سمٹ کر پہاڑ میں چلی گئی اور غائب ہوگئی۔

(ازالۃ الخفاء ص ۱۷۲)

پانی پر حکومت

خلافت فاروقی میں مصر کا دریا خشک ہوگیا۔ مصری رعایا مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئی اور اپنی معروضات پیش کیں اور کہا کہ یہ دریا ہر سال ایک خوبصورت کنواری لڑکی لیتا ہے تب چلتا ہے ورنہ خشک رہتا ہے۔ گورنر نے کہا کہ ہمارا اسلام ایسے ظالمانہ فعل کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ بارگاہ خلافت میں عریضہ لکھتا ہوں وہاں

سے جو حکم ملے گا اس پر عمل کیا جائے گا چنانچہ گورنر کا قاصد مدینہ منورہ آیا اور دریائے نیل کے خشک ہونے کا حال سنایا۔ امیرالمومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تمام حالات سے آگاہی کے بعد دریائے نیل کے نام ایک تاریخی خط لکھا جو تاریخ عالم میں بے مثل و بے مثال ہے۔ آج تک کوئی ایسا حکمران نہیں گزرا جس نے دریا کے نام خط لکھا ہو۔ یہ وہی لکھ سکتا ہے جس کا سکہ دریاؤں پر بھی چلتا ہو۔ آپ دریائے نیل کے نام اس طرح تحریر فرماتے ہیں کہ

اِنّی نِیْلِ مِصْرِ مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنْ کُنْتَ تَجْرِیْ بِنَفْسِكَ فَلَاحَاجَةَ لَنَا اِلَیْكَ وَاِنْ کُنْتَ بِاللّٰہِ فَاجْرِ عَلٰی اِسْمِ اللّٰہِ (ازالۃ الخفاص ۲/۱۴۴)

یہ مصر کے دریائے نیل کے نام اللہ کے بندے عمر بن خطاب کا خط ہے اے دریا اگر تو خود بخود جاری ہوا کرتا تھا تو ہم کو تیری ضرورت نہیں اور اگر تو اللہ کے حکم سے جاری ہوتا ہے تو پھر اللہ کے نام سے جاری ہو جا۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس خط کو لفافہ میں بند کر کے قاصد کو دیا اور کہ جاؤ اس خط کو دریا میں ڈال دو۔

فَلَمَّا اُلْقِیَ کِتَابَہُ النِّیْلِ جَرٰی وَ لَمْ یَعُدْ یَقِفُ

جوں ہی آپ کا خط ڈالا گیا دریا جاری ہو گیا اور پھر کبھی خشک نہیں ہوا۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں کہ

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ شود

یعنی ان کا بولنا اللہ ہی کا بولنا ہے اگرچہ بظاہر اللہ کا بندہ بول رہا ہے۔ یہ اللہ والے مظاہر صفات حق ہوتے ہیں۔ ان کا چلنا، پھرنا، دیکھنا سننا اور بولنا سب بعطاء الٰہی خدائی طاقت سے ہوتا ہے (مزید تفصیل کے لئے البرہان فی خصائص حبیب الرحمٰن، تفسیر نعیمی پ ۹ اور تفسیر ضیاء القرآن کا مطالعہ کیجئے)

پہاڑوں پر حکومت

فخر کونین رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے جانثار صحابہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جبل احد پر تشریف لے گئے تو احد پہاڑ جنبش کرنے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبل احد کو اپنی ایڑی کی ٹھوکر لگاتے ہوئے فرمایا: اُسْکُنْ یا احد اے احد ساکن ہو جا جنبش بند کر دے تو احد پہاڑ اسی وقت ساکن ہو گیا۔ (سنن الترمذی)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

ایک ٹھوکر میں احد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

زمین پر حکومت

حضرت علامہ عبدالوہاب سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات الشافیہ میں نقل فرمایا کہ خلافت فاروقی میں ایک مرتبہ شدید قسم کا زلزلہ آیا۔ سیدنا فاروق اعظم رحمۃ اللہ علیہ کچھ دیر رب العالمین کی حمد و ثنا کرتے رہے مگر زلزلہ ختم نہیں ہوتا تھا۔ آپ کو جلال آ گیا اور آپ نے اپنا درہ زمین پر مار کر فرمایا۔

اَلَمْ اَعْدِلْ عَلَیْکَ فَاسْتَقَرَّتْ مِنْ دَقِیْقِھَا (ازالۃ الخفاء ص۲/۱۷۱)

اے زمین ساکن ہو جا کیا میں نے تجھ پر عدل نہیں کیا۔

یہ فرماتے ہی فوراً زلزلہ ختم ہو گیا اور زمین ساکن ہو گئی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ترجمان نبی ہمزبان نبی
جان شان عدالت پر لاکھوں سلام

ہوا پر حکومت

پانی، مٹی اور آگ کی طرح ہوا پر بھی اللہ کے محبوب و مقبول بندوں کی حکومت ہے۔

چنانچہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنا

کر نہاوند کی سرزمین پر جہاد کے لئے بھیجا۔ جناب ساریہ رضی اللہ عنہ کفار سے جہاد فرما رہے تھے۔ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ مسجد نبوی میں ایک دن جمعۃ المبارک کا خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک زور زور سے کہا: یَا سَارِیَۃَ الْجَبَلِ یَا سَارِیَۃَ الْجَبَلِ اے ساریہ پہاڑ کی طرف پشت کرلو۔ حاضرین مسجد حیران تھے کہ حضرت ساریہ تو سرزمین نہاوند پر کفار سے برسر پیکار ہیں اور جہاد فرما رہے ہیں۔ امیر المومنین انہیں کیسے پکار رہے ہیں۔ سب لوگ متعجب ہو رہے تھے کہ نہاوند سے جناب ساریہ کا قاصد فتح کی خبر لے کر آیا۔ اس نے بتایا کہ جوں ہی مقابلہ (جہاد) شروع ہوا ہمیں مسلسل شکست ہو رہی تھی فاذا الصاح یصیح یا سایہ الجبل یا ساریہ الجبل زوردار بارعب آواز آئی کہ اے ساریہ پہاڑ کی طرف پشت کرلو ہم لوگوں نے جیسے ہی پہاڑ کی طرف پشت کر کے صف بندی کی یکدم جنگ کا نقشہ بدل گیا۔ فَھَزَمَھُمُ اللہُ تَعَالٰی۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کو شکست دے دی۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۶)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بغیر کسی برقی قوت اور بغیر ذرائع مواصلات کے صرف زبان سے فرمایا ہوا نے آپ کی آواز کو مدینہ شریف مسجد نبوی سے مقام نہاوند تک پہنچایا۔ جناب ساریہ اور ان کی فوج نے اس آواز کو سنا اور اس پر عمل کر کے فتح حاصل کی۔ ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اربعہ عناصر اللہ تعالیٰ کے مقبول ومحبوب بندوں کے زیر فرمان ہیں۔ اس لئے ان اللہ والوں سے بڑھ کر کسی کی طاقت نہیں پھر وہ کسی سے کیوں ڈریں اور خوف کریں۔ جنگل کے خوفناک درندے، شیر اور چیتے ان مقدس بندوں کی خدمت گزاری اور سواری میں کام آتے ہیں۔

شیر کی سواری

شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ رودبار کے جنگل میں گیا۔ ایک آدمی شیر پر سواری کر رہا ہے یہ دیکھ کر میں بہت حیران ومتعجب ہوا کہ شیر تو جنگل کا بادشاہ ہے اور لوگوں کو چیر پھاڑ جاتا ہے لیکن یہ سوار کیسا با کمال ہے۔ جب وہ سوار میرے قریب پہنچا تو مجھے کہنے لگا اے سعدی حیران ومتعجب نہ ہو۔ اس لئے کہ

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکمے تو ہیچ

یعنی تو خداتعالیٰ کا فرمانبردار ہو جا ساری خدائی تیری تابعدار ہو جائے گی۔

(بوستان)

شیبان راعی اور شیر

حضرت سفیان ثوری اور شیبان راعی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حج کے سفر میں دونوں ایک ساتھ نکلے۔ راستے میں دیکھا ایک خطرناک شیر تنگ پہاڑی راستے میں بیٹھا ہوا ہے تمام مسافر پریشان ہیں کسی میں ہمت نہیں کہ وہ دور سے پتھر مار کر ہی شیر کو اٹھا دے۔ اتنے میں حضرت شیبان راعی آگے بڑھے اور شیر کا کان پکڑ کر اٹھا دیا شیر دم ہلاتا ہوا کھڑا ہو گیا اور آپ کے ساتھ چلنے لگا۔ (تفسیر روح البیان ص ۳۲۳)

کسی شاعر نے کیا خوب منظر کشی کی ہے کہ

ڈرنا ہے تو اک اللہ سے ڈر مرنا ہے تو اس کی راہ میں مر
رکھ اس کی رضا پر اپنی نظر پھر یہ ساری ہی دنیا تیری ہے

حضرت سفینہ اور شیر

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ قافلہ سے بچھڑ کر کسی جنگل میں نکل گئے۔ اس جنگل میں ایک شیر رہتا تھا۔ شیر نے جب حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو حملہ کرنے کے لئے دوڑا۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے جب شیر کو آتے ہوئے دیکھا تو پورے عزم و استقلال سے فرمایا: يَا اَبُو الْحَارِثُ اَنَا مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اے شیر خبردار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں (مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۷) ابوالحارث شیر کی کنیت ہے (مفتاح اللغات ص ۳۹)

سفینے کہیا شیر تائیں بیشک کھالے مینوں
پر میں غلام رسول اللہ دا کی ہے طاقت تینوں

اتنا کہنا تھا کہ وہ شیر کتے کی طرح خوشامد کرتے ہوئے اپنی دم ہلانے لگا اور آپ کے ساتھ چل کر آپ کو قافلہ میں ملا کر واپس ہوا۔ اور زبان حال سے کہا کہ

شیر کیا سفینے تائیں سن راہی راہ جاندے
جو غلام رسول اللہ دے اسیں غلام انہاندے

ابوالحسن خرقانی اور شیر

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شہر طالقان سے حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا شہرہ سن کر ایک درویش خرقان حضرت خواجہ صاحب کے دروازے پر حاضر ہوا۔ دستک دی تو خواجہ صاحب کی زوجہ محترمہ نے پوچھا کون؟ درویش نے عرض کیا میں طالقان سے خواجہ صاحب کی زیارت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ بی بی صاحبہ بڑی بد مزاج اور زبان دراز تھیں گرج کر بولیں۔ تم اس مکار اور دغا باز سے کیوں ملنے آئے ہو۔ خبردار اس سے مت ملنا۔ یہیں سے واپس چلے جاؤ۔ درویش بے چارہ یہ سب سن کر پریشان ہوا اور سوچنے لگا کہ خواجہ صاحب کی بزرگی کا ایک زمانہ معترف ہے اور بی بی صاحبہ کیا کہہ رہی ہیں۔ اتنے میں ایک واقف حال شخص ملا۔ اس نے کہا تھوڑی دیر انتظار کرو آپ ابھی جنگل سے واپس آ رہے ہوں گے۔ درویش شوق زیارت میں جنگل کی طرف چل دیا تھوڑی دور ہی چلا تھا کہ

اندریں بود کہ شیخ نامدار
زود پیش افتاد بر شیرے سوار

حضرت خواجہ ایک شیر پر سوار ہو کر جنگل سے تشریف لا رہے ہیں۔ درویش حیران تھا کہ وہ کیا تھا اور یہ کیا ہے۔ خواجہ صاحب نے روحانی کشف سے درویش کے قلبی خطرات کو پہچان کر فرمایا۔ اے درویش میری بیوی کی بدمزاجی اور زبان درازی پر نہ جا۔ اس میں ایک بڑا راز ہے جس کی کسی کو خبر نہیں۔ اے درویش سن۔

گر نہ صبرم می کشیدے بارزن
کے کشیدے شیر نر بیگار من

اگر میں بیوی کی بدمزاجی پر صبر نہ کرتا تو بھلا شیر نر میری بیگار کیسے اٹھاتا۔ اللہ والوں کا یہی دستور ہے کہ وہ رزیلوں کمینوں کی ایذاؤں پر صبر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند کرتا ہے یہی راز میری بیوی کی بدمزاجی اور بدزبانی میں ہے وہ ہمیشہ میری بدخوئی کرتی ہے اور میں انبیاء علیہم السلام کی سنت پر عمل کر کے سعادت حاصل کرتا ہوں۔ (مثنوی شریف)

فاتح افریقہ

حضرت موسیٰ بن نصیر رضی اللہ عنہ فاتح افریقہ صحراؤں کو عبور کر رہے تھے کہ کسی نے عرض کی حضور اس وقت آپ نہ جائیں ادھر درندے ہیں سانپ ہیں بڑے خطرناک جانور ہیں انسان کو چیر پھاڑ دینے والی مخلوق ہے۔ آپ نے فرمایا ہم تو ادھر ہی جائیں گے جب آگے گئے تو دیکھا شیر، چیتے، بھیڑیئے وغیرہ کثیر التعداد میں پھر رہے ہیں حضرت موسیٰ بن نصیر رضی اللہ عنہ نے ایک پہاڑ پر چڑھ کر کہا اے جنگل کے خونخوار درندو یہ جنگل خالی کر جاؤ مدینے والی سرکار کے غلام آگئے ہیں جب حضرت موسیٰ بن نصیر رضی اللہ عنہ نے پہاڑی پر چڑھ کر یہ اعلان کیا تو سارا جنگل خالی ہو گیا۔

مندرجہ بالا واقعات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول ومحبوب بندوں کو ایسی طاقت وقدرت عطا فرمائی ہے کہ تمام پرندے، درندے، چرندے، حیوانات، جمادات بلکہ دریا، پہاڑ ان کے زیر فرمان ہیں بھلا ایسی کون سی چیز ہے جس سے وہ ڈریں بایں وجہ ارشاد ربانی ہے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ انہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم۔ کیونکہ وہ رب قادر کریم جل جلالہ کے ولی یعنی دوست ہیں۔

اولیاء   راہست   قدرت   ازالہ

تیر   جستہ   باز   گردا   نند   زراہ

دریا میں گھوڑے اونٹ

خلافت فاروقی میں ایک لشکر مدائن کسریٰ کی طرف گیا جس کے امیر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور کمانڈر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ جب یہ لشکر دریائے دجلہ کے کنارے پر پہنچا تو وہاں کوئی کشتی نہ ملی۔

حضرت سعد اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دریا کو مخاطب کر کے فرمایا کہ

یَا بَحْرُ اِنَّكَ تَجْرِیْ بِاَمْرِ اللّٰهِ فَبِحُرْمَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَبِعَدْلِ عُمَرَ خَلِیْفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَّا خَلَّیْتَنَا وَالْعُبُوْرَ ۔ فَعَبَرَ الْجَیْشُ بِخَیْلِهٖ وَ جَمَالِهٖ وَ رِجَالِهٖ اِلَی الْمَدَائِنِ وَلَمْ تَبْتَلَّ حَوَافِرُهَا (ازالۃ الخفاء ص ۲/۱۴۸)

اے دریا تو خدا کے حکم سے جاری ہے ہم تجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ حضرت عمر کے عدل کا واسطہ دیتے ہیں تو کیوں نہیں ہمیں دریا پار کرنے کے لئے راستہ دیتا۔ چنانچہ یہ لشکر اپنے گھوڑوں، اونٹوں اور آدمیوں کے ساتھ دریا پار کر کے مدائن پہنچ گیا اور کسی جانور کا کھر بھی پانی سے تر نہ ہوا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے دریا پار کرنے کے بعد اپنے لشکریوں سے کہا کہ اپنا اپنا سامان دیکھو کسی کی کوئی چیز دریا میں تو نہیں رہ گئی۔ ایک نے عرض کیا۔ میرا مٹی کا پیالہ دریا میں رہ گیا ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے دریا کو مخاطب کر کے فرمایا مدینے والی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کا مٹی کا پیالہ تجھ میں رہ گیا ہے۔ واپس لا۔ ابھی آپ کا کلام ختم نہیں ہوا تھا کہ پانی کی لہروں سے پیالہ بلند ہو گیا۔

برادران گرامی! اللہ تعالیٰ جب اپنے مقبول و محبوب بندوں کو بہت سے طاقتوں سے نوازتے ہیں تو ان کے قول و فعل میں ایک توانائی آجاتی ہے جن سے ان کی شان محبوبیت کا اظہار ہوتا ہے۔ اس واقعہ میں جہاں عظمت صحابہ کرام رضی اللہ عنہ عیاں ہو رہی ہے وہاں ان کے عقیدے کی بھی وضاحت ہو رہی ہے کہ وہ وسیلہ کے قائل تھے انہوں نے دریا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور عدل فاروقی کا وسیلہ پیش کیا اور راستہ پایا۔ درویش لاہوری یوں منظر کشی کرتے ہیں۔

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

خواجہ نجم الدین کبریٰ

بحر العلوم حضرت علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ پر سکرات موت کے عالم میں شیطان نے حملہ کر دیا اور توحید باری تعالیٰ کی تین سو ساٹھ دلیلیں جو آپ بیان فرمایا کرتے تھے شیطان نے سب کو توڑ پھوڑ کر رد کر دیا اور یہ بدحواس ہو گئے۔ آپ کے مرشد کامل سینکڑوں میل دور وضو فرما رہے تھے۔ نگاہ باطن سے علامہ رازی کے حال کو دیکھا تو فرمایا۔ رازی کہہ دے کہ میں دل سے خدا کو ایک مانتا ہوں مجھے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ آپ نے اپنے مرشد کامل خواجہ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کی آواز سنی اور شیطان سے کہا کہ میں بلا دلیل اپنے دل سے خدا کو ایک مانتا ہوں۔ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھا اور امام فخر الدین رازی کا خاتمہ بالخیر ہو گیا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت ص ۳۸۴/۴)

لجپال پرتیاں توڑ دے نئیں
جندی بانھ پکڑن انہوں چھوڑ دے نئیں

یار کی خوشبو

شیخ طریقت حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن خرقان گاؤں کے قریب سے گزرے تو آپ اوپر کو سانس کھینچنے لگے جیسے کسی چیز کی خوشبو سونگھ رہے ہوں۔ نیاز مند نے عرض کیا کہ حضور کسی چیز کی خوشبو سونگھ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا مجھے اس خرقان گاؤں سے یار کی خوشبو آرہی ہے۔ پوچھا گیا وہ کب پیدا ہوں گے ان کا حلیہ اور نام کیا ہوگا رنگت کیسی ہوگی وغیرہ وغیرہ۔

چیست فاش گفت فامش بوالحسن
حلیہ اش را گفت ابرو تازقن

آپ نے فرمایا اس کا نام ابوالحسن ہوگا۔ ان کا پورا پورا حلیہ آنکھ ناک رخسار وغیرہ سب کچھ بیان فرمادیا۔ چنانچہ آپ کے بتائے ہوئے وقت پر خرقان میں خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ بایزید بسطامی کی وفات کے ۳۹ سال بعد میں پیدا ہوئے۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی بصارت، سماعت اور فراست کتنے سال پیدائش سے پہلے خبر دے دی۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء
از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

آصف بن برخیا کی کرامت

ملکہ سباء شہزادی بلقیس کا واقعہ جو سورۂ نمل پ ۱۹ میں ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو خط لکھا کہ تم اپنے درباریوں سمیت مسلمان ہو کر میرے دربار میں حاضر ہو جاؤ۔ اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے دربار میں بیٹھ کر اپنے درباریوں سے فرمایا۔

یٰٓاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ، قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ ۔

اے درباریو! تم میں کون ہے ایسا جو کہ بلقیس اور اس کے درباریوں کے مسلمان ہو کر یہاں آنے سے پہلے بلقیس کا تخت لے آئے۔ ایک سرکش جن بولا کہ میں وہ تخت آپ کے پاس آپ کا اجلاس برخواست ہونے سے پہلے حاضر کر دوں گا آپ یقین کیجئے کہ مجھے اس کی قوت ہے اور میں امانت دار بھی ہوں۔

جن کی یہ بات سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے بھی جلد یہاں اس تخت کو لانے کی میں خواہش رکھتا ہوں۔ اس وقت دربار میں حضرت آصف بن برخیا حاضر تھے جو کہ سلیمان علیہ السلام کے وزیر اور کتاب کے عالم اور اللہ کے ولی بھی تھے۔

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ﲕ لِیَبْلُوَنِیْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ ۝

انہوں نے عرض کیا جنہیں کتاب الٰہی کا علم تھا کہ میں اس تخت کو ایک پلک

مارنے سے پہلے ہی حاضر کروں گا۔ پھر جب سلیمان علیہ السلام نے تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا یہ میرے رب کا فضل ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا کہ ناشکری۔ جو شخص شکر کرتا ہے اپنے بھلے کے لئے کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بے پرواہ اور بڑے کرم والا ہے۔

حضرات گرامی! شہزادی کا تخت چالیس گز لمبا تیس گز چوڑا اور تیس گز اونچا تھا۔ ایک ایک روایت میں اسی گز مربع اور اسی گز اونچا تھا (تفسیر نعیمی پ ۱۹) سونے اور چاندی اور جواہرات سے مرصع و مزین تھا اور کافی وزنی تھا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت آصف بن برخیاء وہاں پہنچ کر تخت لائے یا بیٹھے بٹھائے لائے گر بیٹھے بیٹھائے لائے تو تو رب کریم جل جلانہ نے اتنی طاقت دی ہے کہ اشارے سے تخت آرہا ہے اگر جا کر لائے ہین تو ایک لمحے میں تخت سمیت آنا جانا ہوگا ایک آن میں وہاں بھی اور یہاں بھی حاضر و ناظر ہیں۔ جناب آصف بن برخیاء ادھر ملک سباء میں اور ادھر بیت المقدس میں ہیں آپ نے ایسی نظر ڈالی سارے تالے ٹوٹ گئے۔ دروازے کھل گئے۔ اور آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت حاضر کر دیا۔ قرآن پاک نے ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے اور نبی علیہ السلام کے امتی مومن کتنی طاقت اور قدرت کے مالک ہیں اور یہ بھی کہ جس کے پاس زبور کا علم ہے وہ ہزاروں من وزنی تخت ہزاروں میلوں سے آن واحد میں لا رہا ہے تو جس کے پاس قرآن پاک کا عالم ہو اس کی طاقت اور قوت کا عالم کیا ہوگا۔ یہ عقائد کا مسئلہ ہے کہ کَـــرَامَۃُ الْاَوْلِیَاءِ حَقٌّ یعنی اولیاء کی کرامات حق ہیں۔

غوث اعظم کی کھڑاؤں

حضرت شیخ عبدالحق صریمی بیان کرتے ہیں کہ ۳ صفر ۵۵۵ھ کو غوث پاک مدرسہ میں حاضر تھے ہم نے دیکھا کہ غوث پاک نے وضو فرمایا اور اپنی گیلی کھڑاؤں کو یکے بعد دیگرے ہوا میں پھینک دیا وہ دونوں نظروں سے اوجھل ہو گئیں۔ ہم کچھ پوچھ نہ سکے سب خاموش رہے ۲۳ دن کے بعد بلاد عجم سے ایک قافلہ آیا اس نے بتایا کہ ہم جنگل میں تھے اچانک ڈاکو آئے اور قافلہ کو لوٹنا شروع کر دیا ہمارے کچھ آدمی مارے بھی گئے۔ ہم نے مقابلہ سے لاچار

ہو کر بلند آواز سے پکارا اغثنی یا شیخ عبد القادر کچھ نذر بھی مان لی۔ دفعتاً جنگل میں ایک خوفناک آواز آئی اور ڈاکوؤں کے سردار پر یہ کھڑاؤں لگی اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا باقی ڈاکو مال چھوڑ کر سب فرار ہو گئے۔ (بہجۃ الاسرار)

حضور غوث پاک نے سینکڑوں میل دور سے فریاد کو سنا اور امداد کی اور دیکھ بھی لیا کہ وہ کہاں ہیں۔ یہ ہے قدرت کی جلوہ گری جو اللہ والوں کی عطا ہوتی ہے۔ حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

کی ہویا بت دور گیا دل دور نہ تھیوے ہو

سے کہاں تے میرا مرشد وسدا مینوں وچ حضور ویسوے ہو

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار شریف لاہور صدر میں ہے آپ خاندان مغلیہ کے پیر تھے۔ جو بھی بادشاہ لاہور سے گزرتا آپ کو سلام کر کے گزرتا۔ اورنگزیب عالمگیر جس وقت تخت پر بیٹھا جوانی کا عالم تھا ابھی اس کے ذہن میں بزرگوں کے ساتھ عقیدت و محبت والا جذبہ پوری طرح موجود نہیں۔ ویسے با ادب ہے لیکن کبھی کبھی ٹکراتا ہے۔ اورنگزیب عالمگیر لاہور سے پہلی مرتبہ گزرا تو کسی نے کہا یہاں میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کی زیارت کرتے چلیں۔ دوپہر کا وقت تھا آپ اپنے حجرے میں آرام فرما رہے تھے۔ باہر خادم بیٹھا اللہ اللہ کر رہا تھا بادشاہ اپنے تاج اور فوج سمیت بڑی شان و شوکت سے آیا اور حضرت میاں صاحب کے متعلق پوچھا خادم نے کہا آپ آرام فرما رہے ہیں بادشاہ نے کہا دروازہ کھولو خادم نے کہا اجازت نہیں۔ بادشاہ غصے سے پاگل ہو گیا اور کہا تجھے پتہ نہیں میں پورے ہندوستان کا بادشاہ ہوں دروازہ کھولو میں نے میاں صاحب کی زیارت کرنی ہے خادم نے کہا ٹھیک ہے آپ بادشاہ ہوں گے لیکن میاں صاحب آرام کر رہے ہیں پھر کبھی آنا زیارت ہو جائے گی۔ بادشاہ نے میاں صاحب کے نام رقعہ لکھا کہ میں زیارت کے لئے آیا تھا لیکن خادم نے دروازہ نہیں کھولا۔ یہ بات مجھے اچھی نہیں لگی۔ درویش را دربان نباید۔ یعنی درویش کے دروازے پر دربار نہیں ہونا چاہیے بادشاہ یہ رقعہ خادم کو

دے کر چلا گیا۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیدار ہوئے دیکھا کہ خادم پریشان ہے پوچھا کیا بات ہے کیوں پریشان ہے عرض کی حضور بادشاہ ملنے آیا تھا میں نے دروازہ نہیں کھولا وہ غصہ میں رقعہ دے کر چلا گیا ہے۔ میاں صاحب نے بادشاہ کا رقعہ پڑھا تو آپ نے اسی رقعہ کی دوسری جانب لکھا کہ درباں ببائد تا سگ دنیا نہ آئد۔ یعنی درویش کے دروازے پر دربان ہونا چاہیے تا کہ دنیا کا کوئی کتا نہ آجائے۔ خادم سے فرمایا جاؤ اور بادشاہ کو یہ رقعہ دے آؤ۔

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ

ایک مرتبہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کے پاس خلیفہ وقت نے سونے کی اشرفیوں کی دو تھیلیاں بھیجیں کہ یہ مدرسہ کے طلباء کے لئے خدمت ہے۔ آپ نے لانے والے سے کہا کہ ان کو واپس لے جاؤ ہمیں ان کی ضرورت نہیں۔ وہ لانے والا کانپ گیا کہ حضور خلیفہ وقت ناراض ہو جائے گا اور بڑا مسئلہ بن جائے گا۔ شہنشاہ بغداد رضی اللہ عنہ نے ان اشرفیوں کو ہاتھ میں لے کر دبایا تو ان سے خون بہہ نکلا۔ فرمایا جاؤ اور خلیفہ سے کہو کہ غریبوں پر ظلم کرنے سے باز آجائے ورنہ شاہی محل تک خون کی ندیاں بہا دی جائیں گی جو تمہارے محل کو بہا کر لے جائیں گی۔ (خطبات ضیائیہ)

حضرات گرامی! یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے ولی جو ظلم کے خلاف ٹکرا جاتے ہیں۔ ولی کامل اگر مل جائے تو کائنات کی تقدیر بدل سکتی ہے۔ اس لئے کہ

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

مقام اولیاء کرام

رب العالمین جل جلالہ نے اپنے برگزیدہ اولیاء کاملین کو ہر قسم کے خوف اور غم سے آزاد فرما دیا ہے کیونکہ ہر وقت وہ پروردگار عالم کے ہر حکم کی تعمیل کرتے اور پیارے مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی اور پکی محبت کرتے ہوئے شریعت مطہرہ کا دامن نہیں چھوڑتے۔ اپنی ہر خوشی اور غمی میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کو مدنظر رکھتے ہیں اور

کہتے ہیں کہ

ہر جفا ہر ستم گوارا ہے
اتنا کہہ دے تو ہمارا ہے

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن کچھ ایسے باوقار اور باعزت لوگ ہوں گے کہ انبیاء اور شہداء ان پر رشک کریں گے ان کے چہرے نور علی نور ہوں گے۔ سب لوگ ڈر رہے ہوں گے اس وقت وہ بے خوف اور بے غم ہوں گے۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (مشکوٰۃ شریف ۴۲۶)

اولیاء کرام کی پہچان

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۔

وہ لوگ جو ایمان لائے اور متقی پرہیزگار رہے۔

یعنی اللہ کے ولی کے لئے صاحب ایمان اور متقی پرہیزگار پابند شریعت ہونا ضروری ہے شریعت مطہرہ کی مخالفت کرنے والا کبھی بھی خدا کا ولی نہیں ہوسکتا۔

محال است سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز بر پئے مصطفےٰ

یعنی اے سعدی یہ محال ہے کہ بغیر پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے کوئی شخص صراط مستقیم پاسکے وہ ہمیشہ بھٹکتا ہی رہے گا جب تک ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نہیں کرے گا کبھی بھی منزل مقصود تک نہیں پہنچے گا۔

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

اس زمانہ میں جو لوگ خلاف شرع پیر کہلاتے ہیں۔ اچھے خاصے ہوش وحواس میں رہتے ہوئے مجذوب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ استدراج اور شعبدہ بازی سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی ناکام کوشش بھی کرتے ہیں۔ یہ شریعت کے باغی تصوف کے دشمن ہیں رہبر کے

روپ میں رہزن ہیں ان سے بچو اور اپنے حلقہ احباب کو بھی بچاؤ یہ آپ سب کی دینی وملی ذمہ داری ہے۔ اللہ والوں کی پہچان پیدا کرو جو اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں بیان فرمائی ہے

(سورۃ الفرقان پ۱۹)

اولیاء کرام کا اعزاز

لَهُمُ الْبُشْرٰی فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ۔

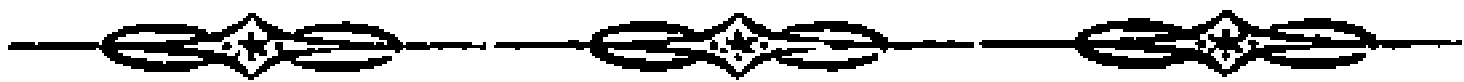
ان کے لئے دنیا وآخرت میں خوشخبریاں ہیں۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ

فی الدنیا بالکرامۃ و فی الآخرۃ بالجنۃ

دنیا میں اللہ تعالیٰ ان کو صاحب کرامت بنائے گا اور آخرت میں انہیں اپنے رضوان وغفران کا شرف عطا فرما کر جنت میں داخل کرے گا۔

عزیزان محترم! اولیاء کرام روئے زمین پر رب کریم کا فضل واحسان کا نشان ہیں ان سے محبت وعقیدت رکھنا علامت ایمان اور ان سے بغض وعناد سراسر خسران وحرمان کا سامان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے مقبول ومحبوب بندوں کی نیازمندی وعقیدت کی دولت سے مالا مال کرے اور دونوں جہاں میں ان کے فیوض وبرکات سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔



سید الاولیاء سید علی ہجویری

المعروف

داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ کَمَا یُحِبُّ وَیَرْضٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ الْمُرْتَضٰی ۔ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَوْلِیَاءِ الْھُدٰی ۔ اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۔ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ ۔

باآواز بلند نہایت ذوق وشوق سے درود شریف پڑھیں۔

ہور دوا نہ دل دی کاری کلمہ دل دی کاری ہو
کلمہ دور زنگار کریندا کلمے میل اتاری ہو
کلمہ ہیرے لعل جواہر کلمہ ہٹ پساری ہو
ایتھے اوتھے دوہیں جہانیں حضرت باہو کلمہ دولت ساری ہو
دنیا ڈھونڈن والے کتے در در پھرن حیرانی ہو
ہڈی اتے ہوڑ تنہاں دی لڑدیاں عمر وہانی ہو
عقل دے کوتاہ سمجھ نہ جانن پیون لوڑن پانی ہو
باہجوں ذکر ربے دے حضرت باہو کوڑی رام کہانی ہو

حضرات! آج پوری دنیا میں ایک بے چینی، پریشانی اور اضطرابی کی کیفیت پائی جاتی ہے کوئی شہر کوئی قصبہ کوئی گاؤں بلکہ کوئی گھر ایسا نہیں جہاں بدامنی اور بے چینی نہ پائی جاتی ہو۔ سبھی اس بے چینی اور بے اطمینانی کا شکار ہیں۔ کبھی آپ نے غور کیا کہ اس کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ مال، اولاد، کاروبار، جائیداد بلکہ بہت کچھ ہونے کے باوجود آپ پریشان و مضطرب رہتے ہیں آخر کیوں؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۔

خبردار دلوں کا اطمینان اور سکون تو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہے۔

یہ بے چینی اور بے اطمینانی اور پریشانی تو ذکر الٰہی سے غفلت کی وجہ سے ہے۔ ذکر الٰہی دل کی غذا ہے۔ دل اپنی غذا نہ پا کر بے چین ہو جاتا ہے۔

غافل انسان اپنے رب کو یاد کر
دل کی اجڑی بستی کو آباد کر

کائنات کی ہر چیز خالق کائنات کی تحمید و تقدیس میں رطب اللسان ہے۔

اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ (پ۱۵)

کوئی چیز بھی اس کی یاد سے غافل نہیں ہے۔

مخبر صادق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کسی درخت پر کلہاڑا اس وقت چلتا ہے جب وہ درخت ذکر الٰہی سے غافل ہو جاتا ہے۔

پرندے کی حکایت

شیخ طریقت حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کسی عقیدت مند نے ایک پرندہ بطور تحفہ پیش کیا۔ آپ نے قبول فرما کر پنجرے میں بند کر دیا۔ کچھ مدت کے بعد آپ نے اس کو آزاد کر دیا۔ لوگوں نے عرض کی کہ آپ نے اس پرندے کو آزاد کیوں کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس پرندے نے مجھے بڑی دردمندی اور دلسوزی سے کہا کہ آپ تو دوستوں کی ملاقات سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور مجھے میرے دوستوں سے دور پنجرے میں بند کر رکھا ہے اس پر مجھے رحم آ گیا میں نے اس کو آزاد کر دیا۔ اڑتے وقت وہ پرندہ کہنے لگا اے جنید میں

یادالٰہی سے ایک دن غافل ہوا۔ دیکھ مجھے پنجرے میں کتنی سزا بھگتنا پڑی۔ ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو اکثر اوقات ذکر الٰہی سے غافل رہتے ہیں۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اب میں کبھی بھی ذکر الٰہی سے غافل نہیں رہوں گا۔ (نزہۃ المجالس ص ۲۵)

گر تو خواہی در دو عالم آبرو
یاد او کن یاد او کن یاد او

کنکریاں

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند کنکریاں اپنے مبارک ہاتھ میں اٹھائیں تو صحابہ کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ

فَسُبْحٰنَ حَتّٰی سَمِعْنَا التَّسْبِیْح (خصائص کبری ص ۷۵)

کنکریاں تسبیح کرنے لگیں اور ان کی آواز ہم نے سنی۔

پہاڑوں کی تسبیح

قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَالطَّیْرَ ؕ (پ ۱۷)

اور ہم نے مسخر کر دیا پہاڑوں کو داؤد علیہ السلام کے ساتھ کرتے تھے تسبیح اور پرندوں کو بھی معلوم ہوا کہ پہاڑ اور پرندے اللہ کی یاد میں مصروف رہتے ہیں۔

راحت دارین چاہے جو تو
یاد او کن یاد او کن یاد او

یاد رکھو! دلوں کا اطمینان اور سکون اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے ذکر سے ملتا ہے۔

یاد حق سرمایہ ایمان بود
ہر گدا در یاد او سلطان شود

ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ شان دار ریاست کے مالک صاحب تاج وتخت

اور بلخ کے بادشاہ تھے نفاست اور نزاکت اس قدر کہ اس کے سونے کے لئے دواڑھائی من گلاب کے پھولوں کی پتیوں کی سیج بچھائی جاتی تھی۔ کیا نرم اور معطر بستر ہوگا۔ ایک حبشن لونڈی یہ ڈیوٹی انجام دیتی تھی وقت گزرتا رہا ایک دن ڈیوٹی سے فارغ ہوئی تو ذہن میں بات آئی کہ بادشاہ کے آنے میں ابھی کچھ وقت باقی ہے میں اس سیج پر لیٹ کر دیکھوں کہ کیا لذت اور کیا کیف وسرور ملتا ہے۔ جب بادشاہ کے پھولوں والے بستر پر لیٹی تو پھولوں کی خوشبو سے نشہ آ گیا مدہوش ہوکر سوگئی وقت گزرتا گیا۔ بادشاہ اپنے وقت پر آیا اور حبشن کو بستر پر لیٹے دیکھ کر مشتعل ہوگیا کہ اس حبشن لونڈی کی یہ جرات۔ اس نے میرے بستر کی توہین کی ہے۔ لونڈی کو آوازدی مگر وہ اتنی گہری نیند میں تھی کہ آواز کا کوئی اثر نہ ہوا۔ بادشاہ نے لونڈی کو مارنا شروع کیا اور کہا کہ تجھے شرم نہیں آئی اس بستر پر لیٹ کر تو نے بستر کو غلیظ کردیا ہے۔ حبشن مسکرائی۔ بادشاہ نے کہا اب تو میرا مذاق اڑا رہی ہے تجھے معلوم نہیں کہ تو بادشاہ کے سامنے کھڑی ہے اس حبشن لونڈی نے کہا میں مذاق نہیں اڑا رہی بلکہ سوچ رہی ہوں کہ

تھوڑی دیر آرام میں کیتا اتنی سزا میں پائی
کی حال انہاں دا محمد بخشا جہاں سُتیاں عمر لنگھائی

حبشن لونڈی کے دل سے ایسا فقرہ نکلا جو بادشاہ کے دل کو زخمی کرگیا۔ بادشاہ کو بادشاہی اور محلات سے نفرت ہوگئی۔ شاہی خزانوں سے بیزاری اور محل کی فضا میں سانس لینا دشوار ہوگیا فوراً محل سے نکلا اور پتہ نہیں کہاں کہاں پہنچا سالہا سال کے بعد راہ چلتے ایک وزیر کی نظر پڑی کہ ابراہیم دریا کے کنارے اللہ اللہ کررہے ہیں اور اپنی پھٹی ہوئی قمیض کو سوئی سے سلائی کررہے ہیں۔ چہرے پر اطمینان وسکون ہے۔ وزیر نے کہا بادشاہ سلامت آپ نے تخت چھوڑ کر بڑی غلطی کی ہے وہاں آپ کے نوکر چاکر خزانے اور بڑی رونقیں تھیں یہاں آپ اکیلے بیٹھے ہیں اور پھٹے کپڑے بھی خود ہی سلائی کررہے ہیں۔ جب وزیر نے یہ طعنہ دیا تو آپ نے وہ زنگ آلود سوئی دریا میں پھینک دیا ور دریا کی طرف منہ کر کے فرمایا مچھلیو! میری سوئی لاؤ۔ ہزاروں کی تعداد میں مچھلیوں نے اپنا منہ پانی کی سطح سے باہر نکالا ہر ایک کے منہ میں سونے کی سوئی تھی آپ نے فرمایا یہ میری نہیں میری وہی سوئی لاؤ کچھ دیر

کے بعد ایک مچھلی باہر آئی اس کے منہ میں وہی زنگ آلود سوئی تھی۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا یہی میری سوئی ہے آپ نے مچھلی سے سوئی لینے کے بعد وزیر کو فرمایا جب تخت پر تاج پہنتے تھے درباری ہمارے سامنے ہماری تعریفیں کرتے اور بعد میں جا کر ہمارے نقائص و عیوب تلاش کرتے ہمارے بیوی اور بچے بھی خوشدلی سے ہمارا کہنا نہیں مانتے تھے جب سے تخت و تاج چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر شروع کیا ہے دریا کی مچھلیاں بھی کہنا مانتی ہیں۔ حکومت وہ اچھی تھی یا یہ اچھی ہے؟

دارا و سکندر سے مرد فقیر اولیٰ
ہے جس کی فقیری میں بوئے اسد اللہی

خالق کائنات کے ذکر سے سکون قلب کا خزانہ نصیب ہوتا ہے۔ جنہیں سکون قلب کا خزانہ نصیب ہوا ہے ان شہنشاہوں میں سے ایک شہنشاہ حجۃ الکاملین قدوۃ السالکین حضرت سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا سالانہ عرس پاک ۱۹-۲۰ صفر المظفر کو بھاٹی گیٹ لاہور میں منعقد ہوتا ہے۔ تقریبا ساڑھے نو سو سال سے یہ سلسلہ جاری ہے اور انشاء اللہ العزیز قیامت تک جاری رہے گا۔ آپ کی ولادت باسعادت افغانستان کے شہر غزنی میں ۴۰۰ھ میں ہوئی اور تقریبا ۴۶۵ھ میں لاہور میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی شہرہ آفاق کتاب کشف المحجوب شریف میں آپ کا نام علی بن عثمان بن علی الجلابی ثم الہجویری ہے والد کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے آپ حسینی سید ہیں۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا بچپن غزنی شہر کے دو محلوں میں گزرا۔ ایک ہجویر دوسرا جلاب، ہجویر محلے میں آپ کا ننھیال تھا اور جلاب محلے میں آپ کا دودھیال تھا کبھی ادھر رہتے اور کبھی ادھر چلے جاتے اس طرح آپ کا بچپن گذرا۔

تعلیم

آپ کو علم پڑھنے کا بہت شوق تھا آپ نے خراسان کے تین سو مشائخ اور غزنی کے علماء کرام سے دین کا علم پڑھا پھر آپ نے تاشقند، سمرقند، بخارا، فرغانہ، ترکستان، طوس، نیشاپور، مرد، سرخس، فارس، کرمان، بیت المقدس، شام، عراق، آذربائیجان، طبرستان،

خوزستان، کا دشوار گذار سفر کر کے ممتاز علماء وصوفیاء سے اکتساب فیض کیا۔ تصنیف وتالیف کے ساتھ ساتھ آپ فن مناظرہ میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ آپ بہت بڑے عالم تھے بلکہ عالموں کے شہنشاہ تھے۔

تلاش مرشد

علم دین کی تحصیل کے بعد آپ مرشد کامل کی تلاش میں نکلے دور دراز کے سفر کیے صعوبتیں برداشت کیں منزل بمنزل عزم بالجزم سے جستجو کرتے ہوئے ملک شام پہنچے اور ولی کامل حضرت خواجہ ابوالفضل بن محمد حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ کافی عرصہ مرشد کامل کی خدمت میں رہ کر سلوک اور روحانیات کی منازل کو طے کیا۔

ضرورت مرشد کیوں

حضرات گرامی! کوئی کتنا ہی بڑا عالم وفاضل متقی پرہیزگار اور پارسا کیوں نہ ہو اسے کسی نہ کسی پیر کامل کی بیعت اور غلامی اختیار کرنی پڑتی ہے۔ عارف رومی فرماتے ہیں کہ

پیر رابگزیں کہ بے پیرایں سفر
ہست پراز آفت و خوف و خطر
کے شود نور خدا بے پیر حاصل بندہ را
آتش خورشید بے شیشہ نہ سوز دپنبہ را

کسی سیاہ رنگ کے کپڑے کو آتش خورشید سے جلانے کا طریقہ یہ ہے کہ سورج اور سیاہ کپڑے کے درمیان آتشی شیشہ رکھ دیتے ہیں اور سورج کی کرنیں جب شیشے سے گزر کر کپڑے پر پڑتی ہیں تو اسے فوراً جلا دیتی ہیں حالانکہ اگر وہی کپڑا تمام دن دھوپ میں پڑا رہے بلاوساطت شیشہ تو بالکل نہیں جلتا۔ اسی طریق سے مرید مرشد کے وسیلہ سے آتش عشق الٰہی میں جل کر بہت جلد واصل باللہ ہو جاتا ہے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کا مصداق بن جاتا ہے دیکھئے! حضور غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ولیوں کے بادشاہ ہیں آپ حضرت خواجہ ابوسعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت ہیں حضرت داتا گنج بخش

رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ ابوالفضل بن محمد حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت ہیں۔ حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت ہیں خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ تونسہ شریف بیعت ہیں حضرت خواجہ مہر علی شاہ گولڑوی سیال شریف بیعت ہیں حضور پیر سید جماعت علی شاہ صاحب چورہ شریف بیعت ہیں استاذ و العلماء ابوالمنصور محمد نذیر احمد علی پور شریف بیعت ہیں حضرت مولانا سید ابوالحقائق محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف بیعت ہیں حضور قبلہ عالم پیر سیّد نورالحسن شاہ شرقپور شریف بیعت ہیں اور شیخ کامل حضور میاں شیر محمد صاحب مکان شریف بیعت ہیں مولانا غلام حسن چک بھٹی شریف والے باؤلی شریف بیعت ہیں پاسبان ملک رضا الحاج مفتی محمد صادق صاحب محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت ہیں۔ پیر طریقت حضرت صاحبزادہ پیر محمد مظہر قیوم صاحب کا آستانہ عالیہ بیربل شریف والے فخر سلدات بابا جی سید طاہر حسینؒ شاہ کے بیعت ہیں۔

جناب صوفی لال دین صاحب گوجروی فرماتے ہیں کہ

لکھیا وَابْتَغُوْا وَسِیْلَۃَ قرآن اندر باجھ پیر راضی نہ رحمان ہوئے
بنے حافظ قرآن بھانوی عالم فاضل باجھ پیر دے نہ عرفان ہوئے

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی بیعت ضروری ہے بیعت کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ مرید کا ہاتھ پیر کے ہاتھ میں، پیر کا ہاتھ اپنے پیر کے ہاتھ میں ان کا ہاتھ بڑے پیر کے ہاتھ میں بڑے پیر کا ہاتھ درجہ بدرجہ سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں۔ اس طرح حضور رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ اس لئے کسی نہ کسی عارف باللہ صحیح العقیدہ متبع شریعت ولی کامل کو تلاش کر کے بیعت کرنی چاہیے۔ بدعقیدہ بدعمل اور غیر شرع کی بیعت نہ کریں مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں کہ

اے بسا ابلیس آدم روئے ہلست
پس بہر دستے نہ باید داد دست

کئی شیطان بشکل انسان اور کئی رہزن بشکل رہبر اس دنیا میں پھر رہے ہیں ان کو پہچان کر صحیح اور کامل کا انتخاب کریں۔

خام کی جانن سار فقر دی جھڑے محرم فاہیں ولدے ہو
آب متی تھیں پیدا ہوئے خامی بھانڈے گلدے ہو
قدر کی جانن لعل جواہراں جو سوداگر بل دے ہو
ایمان سلامت سوئی ویسن حضرت باہو جھڑے بھیج فقیراں ہی ملدے ہو

آمدم برسر مطلب

حضرت سیدنا علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ دمشق کی ایک غار بیت الجن میں اپنے مرشد کامل کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ پیر صاحب نے فرمایا ہم نے تمہاری ڈیوٹی لاہور میں لگادی ہے تم لاہور جا کر اسلام کی تبلیغ کرو داتا صاحب نے عرض کی حضور میں آپ کے قدموں میں رہنا چاہتا ہوں جدا نہیں ہونا چاہتا اور لاہور میں میرے پیر بھائی حسین زنجانی موجود ہیں۔ پیر صاحب نے فرمایا نہیں تجھے لاہور جانا ہوگا۔ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور کے لئے عازم سفر ہوئے اور پیر صاحب کے حکم کی تعمیل پر جب لاہور پہنچے تو شام کا وقت تھا موسم بھی سرد اور ابر آلود۔ بوندا باندی کا امکان، لاہور شہر کا دروازہ بند۔ آپ نے دروازہ کھٹکھٹایا چوکیدار نے پوچھا کون؟ حضور داتا صاحب یہ کہہ سکتے تھے کہ میں غوث زماں ہوں، قطب دوراں ہوں۔ فخر الاولیاء ہوں جو بھی کہتے بجا تھا لیکن آپ نے بڑی سادگی اور عاجزی سے کہا کہ میں ایک مسافر ہوں۔

دیکھئے جب بندہ عاجزی کرتا ہے تو ارحم الراحمین کی رحمتوں کی بارش ہونا شروع ہو جاتی ہے عاجزی سے عزت ملتی ہے تکبر اور غرور خانہ خراب کرتا ہے۔ شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہیں

تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندان لعنت گرفتار کرد

تکبر اور غرور نے ہی شیطان کو لعنتی اور راندۂ درگاہ بنایا ورنہ وہ معلم الملکوت تھا۔

چوکیدار نے کہا گورنر کا حکم ہے یہ دروازہ صبح کو کھلے گا صبح تک انتظار کریں۔ داتا صاحب نے چوکیدار کو مجبور نہیں کیا بلکہ وحدہ لاشریک کے ذکر وفکر میں مشغول ہو کر رات کو گزار دیا۔

رات پورے تے بے درواں نوں نیند پیاری آوے
درد منداں نو یاد سجن دی ساری رات جگاوے

وَالَّذِیۡنَ یَبِیۡتُوۡنَ لِرَبِّہِمۡ سُجَّدًا وَّقِیَامًا (پ۱۹)

اللہ کے بندے مولا کی رضا کے لئے راتوں کو جاگ کر قیام وسجود میں گزار دیتے ہیں۔

داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ساری رات نوافل پڑھتے رہے ذکر اذکار کرتے رہے۔ صبح چوکیدار نے دروازہ کھولا جب اس کی نظر اچانک داتا صاحب پر پڑی ادباً کھڑا ہو گیا اور دل ہی دل میں کہنے لگا کہ اس دروازے سے میں نے بڑے بڑے لوگوں کو گزرتے دیکھا لیکن ایسا رعب اور جلوہ کبھی نہیں دیکھا جیسا ان میں دیکھ رہا ہوں۔

نہ تخت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور کے دروازے میں داخل ہوئے۔ دیکھا تو ایک جنازہ آرہا ہے خلق خدا کا ہجوم تھا۔ آپ نے پوچھا یہ جنازہ کس کا ہے۔ آواز آئی یہ حضرت میراں حسین زنجانی قطب لاہور کا ہے آپ فوراً سمجھ گئے کہ یہ میرے پیر بھائی ہیں جن کی ڈیوٹی پر میں یہاں آیا ہوں۔ میں پیر صاحب کے قدموں میں رہنا چاہتا تھا میری نظر ابتداء پر تھی اور پیر صاحب کی نظر انتہاء پر تھی آپ بیٹھے دمشق میں تھے اور نظر ان کی لاہور پر پڑ رہی تھی۔ میاں صاحب فرماتے ہیں۔

جے رب دل دیاں اکھیاں دیوے چانن ہووے نوروں
ولیاں نوں نظری آوے کیا نیڑے کیا دوراں

حضرات! داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر بھائی حضرت میراں حسین زنجانی رحمۃ

اللہ علیہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ فراغت کے بعد آپ نے سلسلہ رشد و ہدایت شروع فرمایا۔ شریعت و طریقت، معرفت و حقیقت کا خلق خدا کو درس دیا اپنی سیرت و کردار اور روح پرور تعلیمات سے لاکھوں زنگ آلود دلوں کو پرنور کیا۔ زندگی کا ہر لمحہ ذکر خدا اور دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کر کے فقر درویشی کے خزانوں کے وارث ہو کر داتا گنج بخش ہو گئے۔ ان کے در فیض سے فیضان حاصل کرنے والا یہ کہنے پر مجبور ہو گیا

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

حضرات گرامی! یہ شعر کسی عام مولوی یا شاعر کا نہیں بلکہ یہ اس فخر عارفاں خواجہ خواجگاں حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا نذرانہ عقیدت ہے جن کی نگاہ فیض نے نوے لاکھ کافروں کو کلمہ پڑھایا۔ جنہوں نے ذکر الٰہی کے نور سے پورے ملک کو منور کیا۔ آپ اپنے پیر و مرشد کے فرمان کے مطابق اجمیر سے باہر ایک ٹیلے پر بیٹھ گئے۔ شہر میں واقف نہیں کوئی شناسا نہیں ذکر بالجہر میں مشغول ہو جاتے ہیں لوگ سنتے سنتے جمع ہو جاتے ہیں اللہ کے ولی کے ارد گرد گھیرا بنا لیتے ہیں اللہ کے ولی نے اللہ کے نام کی ضرب لگا کر دائیں دیکھا بائیں دیکھا آگے دیکھا پیچھے دیکھا جدھر دیکھا حصے کے حصے لے لئے۔

آں بنگاہ مے کشند ایں بسپاہ مے کشند
آں ہمہ جذبہ کلیم ایں ہمہ سحر سامری

کافی لوگ نور ایمان سے منور ہو گئے۔

اجمیر میں مسجد

جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تو آپ نے مسجد بنانے کا حکم دیا۔ سی آئی ڈی پولیس نے راجے کو اطلاع دی۔ راجے نے حکم دیا کہ خواجہ صاحب کے مریدوں کو بیگار کے لئے پکڑ لیا جائے تا کہ یہ مسجد نہ بنا سکیں لیکن مریدوں کے دلوں میں جذبہ اس قدر تھا کہ انہوں نے دن کو بیگار میں کام کیا تو رات کو مسجد کی تعمیر شروع کر دی۔ راجے کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے تیل کے کنستر خالی کروا دیئے تا کہ تیل نہ ہونے کی وجہ سے شمع نہ جلیں گی اور نہ

مسجد اس کی روشنی میں تعمیر ہوگی۔ مریدین جب شام کو بیگار سے واپس لوٹے تو دیکھا تیل پانی کی طرح بہہ رہا ہے خواجہ صاحب کی خدمت میں عرض کی۔ آپ نے فرمایا۔ ایمان والو! اتنا تو بتاؤ کہ تیل خود جلتا تھا یا ہمارا رب اس کو جلاتا تھا۔ مریدین نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ جلاتا تھا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا جو خدا تیل کو جلا سکتا ہے وہ فقیر کے لوٹے کے پانی کو بھی جلا کر روشنی کا انتظام فرما سکتا ہے۔ بسم اللہ پڑھ کر پانی کو جلاؤ۔ خدا تعالیٰ قادر ہے کہ اپنے دین کی لاج رکھ لے گا۔ چنانچہ جب فقراء نے پانی ڈالا تو پروردگار نے اپنے نام کی لاج رکھ لی اور کفار مایوس ہو گئے (منہاج التبلیغ ص ۶۰/۳ تا ۶۲ مصنفہ دوست محمد قریشی دیوبندی آف ملتان) خواجہ خواجگان اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے حضور داتا گنج بخش کے مزار شریف کی طرف بیٹھ کر چالیس دن چلہ کشی فرمائی۔ جب گوہر مراد حاصل ہوا۔ قرب خداوندی کی منزل کو پا لیا تو آپ نے مزار پر کھڑے ہو کر اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

اے دنیا والو! اس مزار میں لیٹنے والے کو عام لوگوں کی طرح نہ خیال کرنا یہ تو گنج بخش ہے۔ دین و دنیا کے خزانے عطاء کرنے والے۔ یہ ناقصوں کا پیر اور کاملوں کا رہنما ہے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ جن خوش نصیبوں کو اپنی اپنی عقیدت کا صلہ ملا ہے وہ یوں کہتے ہیں۔

پیروں کا نیر ہے روشن ضمیر ہے
علی ہجویری داتا سب کا دستگیر ہے

داتا صاحب کیوں جاتے ہیں

کچھ لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ تم داتا صاحب کیوں جاتے ہو تم قبر پرست ہو حالانکہ یہ چیز نہیں اگر ہم قبر پرست ہوتے ہم اپنے ہی شہر اپنے ہی قصبہ اپنے ہی گاؤں کے قبرستان میں کسی قبر پر بیٹھ جاتے ہمیں کراچی سے لاہور پشاور سے لاہور اسلام آباد سے لاہور اور دور دراز مقامات سے سفر کر کے لاہور آنے اور داتا صاحب کے مزار شریف پر حاضر ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قبر جہنم کے گڑھوں میں سے

ایک گڑھا ہے یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔(عامہ کتب) کافروں، مشرکوں، بے دینوں کی قبریں دوزخ کا گڑھا ہیں اور اللہ والوں کی قبریں جنت کا باغ ہیں۔الحمدللہ ہم ہر قبر پر نہیں جاتے بلکہ اسی قبر پر جاتے ہیں جس کو جنت کا باغ تصور کرتے ہیں۔ ملک ولایت میں کوئی ولی ایسا نہیں جو اولیاء اللہ اور انبیاء کرام کے مزارات کی زیارت کا منکر ہو۔ اولیاء کرام کے مزارات پر جانا ولیوں کا عقیدہ ہے۔حضور داتا صاحب کی زندگی کا اکثر حصہ ولیوں کے مزارات کی زیارت میں گزرا ہے۔

مزارات کی حاضری

کشف المحجوب میں آپ فرماتے ہیں کہ جب کبھی میں کسی پریشانی میں مبتلا ہوتا ہوں جب بھی میری منزل میں کوئی رکاوٹ آتی ہے تو میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دیتا ہوں تو اللہ تعالیٰ میری پریشانی دور فرما دیتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ایک ایسی پریشانی میں مبتلا ہوا مجھے حضرت بایزید بسطامی کے مزار پر تین مرتبہ حاضری دینا پڑی اور اسی کشف المحجوب شریف میں ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ میرا گذر ملک شام کے دمشق شہر میں ہوا وہاں حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا مزار شریف تھا میں نے وہاں حاضری دی طبیعت پر سکون ہوگئی بیٹھے بیٹھے آنکھ لگ گئی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری دینے کے طفیل مجھے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو گئی۔

برادران گرامی! یہ سب فیوض و برکات اور بزرگوں کی نظر عنایات ادب سے میسر ہوتی ہے بے ادبی سے کچھ نہیں ملتا۔

بزرگوں کا ادب

لفوظات عارفین میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے مرشد کامل خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ چالیس یوم مراقبہ کر کے فیضیاب ہونے کے بعد جب جانے لگے تو جب تک اور جہاں تک آپ کو حضور داتا صاحب کا مزار شریف نظر آتا رہا آپ نے مزار شریف کی طرف پشت نہیں کی۔ یہ ہے ادب

اور جس نے بھی ادب کیا خالی نہیں گیا میاں محمد بخش کھڑی شریف والے فرماتے ہیں۔

بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگاہے ڈھوئی
باجھ ادب محمد بخشا منزل نہیں پہنچیا کوئی

ہم اہلسنت و جماعت ان اللہ والوں کے محبّ اور غلام ہیں جن کی نگاہ فیض نے لاکھوں کی بگڑی بنائی۔ کسی کو علم کسی کو حلم کسی کو تاج شاہی کسی کو دولت دین و دنیا عطا فرمائی اور کسی کو حقیقت و معرفت اور کسی کو غریب نواز ہونے کی سعادت نصیب فرمائی یہ اللہ والے مزارات میں لیٹے ہوئے لاکھوں نیازمندوں کو ظاہری اور باطنی فیوض و برکات سے سرفراز فرمارہے ہیں۔ علامہ اقبال کہتے ہیں۔

سیدِ ہجویر مخدومِ اُمم
مرقدِ او پیر سنجر را حرم

یعنی یہ ہجویر کا سید ہے اور ساری اُمتوں کا مخدوم ہے اس کا مزار خواجہ معین الدین چشتی کے لئے حرم بن گیا۔

کتا جنتی

اولیاء کرام کے مزارات کی حاضری سے روکنے والو! بنی اسرائیل کے ولی اصحاب کہف کا کتا غار کے دروازے پر بیٹھ کر (وَ کَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ) جنتی ہو سکتا ہے (پ ۱۵ تفسیر نعیمی ص ۵۲۳) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امت کے ولیوں کے پاس بیٹھ جائیں وہ کیوں جنتی نہیں ہو سکتے؟ مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خوا
او نشیند در حضور اولیاء

اہل اسلام اولیاء کرام کی قبور پر فاتحہ کے لئے جاتے ہیں اللہ کریم کے مقبول بندے فیض رساں ہوتے ہیں انہیں یہ عظمت بارگاہ خداوندی سے ملتی ہے وہ اپنے مزارات میں لیٹے ہوئے بھی گنج بخش ہیں۔ لیکن فیضان باطنی سے محروم لوگ ان اللہ والوں کے فیضان کیا سمجھ سکتے ہیں۔ کاش ان لوگوں کو کسی عارف باللہ اللہ والے کی صحبت و رفاقت اور معیت

نصیب ہوتی تو یہ ایسی باتوں سے اجتناب کرتے۔ صرف ظاہر کو دیکھنے والو! مزار داتا کی رقم ہی دیکھ لو تقریباً ڈیڑھ کروڑ سالانہ محکمہ اوقاف حاصل کرتا ہے۔ صبح سے شام تک لاتعداد لوگ کھانا کھا رہے ہیں اور لے کر جا رہے ہیں اور اپنی اپنی مرادیں پا رہے ہیں کیا یہ گنج بخشی نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے۔

کسے کامل دا جد لڑ پھڑیئے رنگ لگ جاندے تدبیراں نوں
جد نظر کرم دی ہو جاوے رب بدل دیندا تقدیراں نو

قبر سے فائدہ

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں کہ میرے پیر نے فرمایا فقیر مرتا نہیں صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہوگا جو زندگی میں فائدہ ہوتا تھا پھر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت کی قبر میں سے وہی فائدہ اٹھایا جو حالت حیات میں اٹھایا تھا۔ (امداد المشتاق ص ۶۴)

روحانی تاجدار

دنیا میں بڑے بڑے تاجدار آئے۔ مالدار آئے۔ عہدہ وحکومت والے آئے۔ تاج والے آئے راج والے آئے۔ انہیں سلام کیے گئے ان کی تاجداری کو تسلیم کیا گیا جب وہ دنیا سے گئے تو بے نام ہو گئے بے نشان ہو گئے نہ تاج رہا نہ راج رہا نہ وزارت رہی نہ امارت رہی رب العالمین جل جلالہ کے پیارے محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق نہ رکھنے والا امیر ہونے کے باوجود بے نام ہو گیا اور فخر رسل صلی اللہ علیہ وسلم کے در کا فقیر مرنے کے بعد بھی مقام پا گیا اور مخلوق خدا کے دلوں پر حکومت کر رہا ہے۔ دنیا کے بادشاہ کے درباری اس کے مرنے کے بعد اس کا دربار چھوڑ کر چلے جاتے ہیں لیکن اللہ والوں کے عقیدت مند مزار چھوڑ کر نہیں جاتے دنیادار کی قبر پر دیا جلتا نہیں اور اللہ والوں کے مزارات پر کبھی بجھتا نہیں۔

نہ وزیراں دے نہ امیراں دے
دیوے بلدے سدا فقیراں دے

اللہ والے بندوں کے اقوال زندہ ان کے ارشادات و فرمودات زندہ ان کی حق کی روشن کی ہوئی شمع زندہ ان کا فیض وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ وہ آنے والے کی جھولی بعطاء الٰہی گوہر مراد سے بھر رہے ہیں۔ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ

قلم ربانی ہتھ ولی دے لکھے لیکھ مٹاوے
رب ولی نوں طاقت دتی لکھے جو من بھاوے

تعمیر مساجد

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور تشریف لانے کے بعد سب سے پہلے اللہ کے گھر مسجد کی بنیاد رکھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مسجد بنائی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے مسجد بنائی۔ حضور علیہ السلام نے مدینہ شریف میں مسجد قباء شریف (جہاں دو نفل پڑھنے سے عمرہ کا ثواب ملتا ہے) بنائی پھر مسجد نبوی شریف (جہاں ایک نماز پڑھنے سے پچاس ہزار نماز کا ثواب ملتا ہے) بنائی۔ کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام جہاں بھی جاتے ہیں پہلے مسجد بناتے ہیں۔ بحمدہ تعالیٰ فقیر نے بھی کئی مساجد کی بنیاد رکھی اور ۱۹۶۷ء سے تا حال فقیر جہاں مرکزی جامع مسجد حنفیہ رضویہ اہلسنت و جماعت رسول پور تارڑ حافظ آباد میں (تقریباً نصف صدی سے خطابت امامت اور تدریس کے فرائض انجام دے رہا ہے۔ اس کی بھی تعمیر و توسیع کے لئے بنیاد رکھی) بفضلہ تعالیٰ اب وہ خوبصورت، دلفریب اور عظیم الشان مساجد میں سے ایک فقید المثال مسجد ہے۔

آمد برسر مطلب

جب داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد تیار ہو گئی اور نماز کا وقت ہوا۔ ایک بابا جی نے کہا کہ حضور مسجد کے قبلے کی سمت ٹھیک نہیں۔ داتا صاحب نے فرمایا بتا دو ہم سیدھا کر دیں گے۔ بابا جی بتانے کے لئے آگے بڑھے جب محراب کے قریب پہنچے تو بغیر بتائے واپس آ گئے۔ نمازیوں نے کہا بابا جی بتایا نہیں کہ کہاں سے ٹیڑھا ہے بابا جی نے کہا کہ وہ تو ٹھیک ہے میں ہی ٹیڑھا تھا۔ پوچھا گیا کیسے معلوم ہوا۔ بابا جی کہنے لگے جب میں محراب کے قریب پہنچا تو میں نے خود مسجد کے محراب میں کعبہ کو دیکھا ہے۔

داتا صاحب سے ارادت

حضرت غوث صمدانی قندیل نورانی شہباز لامکانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی رحمۃ اللہ علیہ اپنی محافل ومجالس میں فرمایا کرتے تھے کہ اگر داتا گنج علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ میرے وقت میں ہوتے تو میں ان کا مرید ہوتا اوران کی بیعت کرتا۔کسی نے حضرت سلطان العارفین سے پوچھا کہ حضور اللہ کے ولی کی پہچان کیا ہے تو آپ نے فرمایا

ثابت صدق تے قدم اگیرے تاہیں اب لبھیوے ہو
لوں لوں دے وچ ذکر اللہ دا ہر دم پیا پڑھیوے ہو
ظاہر باطن عین عیانی ہو ہو پیا سنیوے ہو
نام فقیر تنہاں دا حضرت باہو قبر جنہا ندی جیوے ہو

آپ فرماتے ہیں میرے نزدیک ولی وہ ہے جس کی قبر زندہ ہو۔حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرے بزرگوں میں امتیازی مقام ہے۔غور کریں کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ صاحب اولاد ہیں مریدوں اور شاگردوں کا سلسلہ بھی جاری ہے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ صاحب اولاد ہیں مریدوں اور شاگردوں کا بھی سلسلہ جاری ہے حضرت بابا فرید الدین گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ صاحب اولاد ہیں مریدوں اور شاگردوں کا بھی سلسلہ جاری ہے دیگر کئی بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہ صاحب اولاد ہیں مریدوں اور شاگردوں کا سلسلہ جاری ہے لیکن تاریخ میں حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ہر دن ہر وقت ذکر اذکار تلاوت ونعت اور ختم شریف ومحافل کا اہتمام ہوتا ہے اگر فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ کی تفسیر کا مشاہدہ کرنا ہو تو کسی وقت داتا صاحب کے دربار پر حاضری دیں پھر دیکھیں داتا صاحب کی کیا امتیازی شان ہے۔علامہ اقبال کہتے ہیں کہ

خاک پنجاب از دم او زندہ گشت
صبح ما از مہر او تابندہ گشت

داتا کا معنی

لوگ کہتے ہیں داتا نہ کہو یہ خدا تعالیٰ کا نام ہے۔ہم کہتے ہیں آپ سارا قرآن پاک

پڑھ لیں آپ کو داتا خدا تعالیٰ کا نام کہیں نہیں ملے گا۔ داتا کا معنی ہے دینے والا، دینے والے کئی ہو سکتے ہیں بڑے چھوٹوں کو دیتے ہیں گھر والے فقیروں کو دیتے ہیں امیر غریبوں کو دیتے ہیں کیا یہ سب چھوٹے چھوٹے خدا ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ خدا خود بخود داتا ہے اس کو کسی نے بنایا نہیں اور یہ خدا تعالیٰ کی عطا سے داتا ہیں۔ اگر کوئی خدا سمجھ کر داتا کہے تو شرک ہے اور اگر کوئی خدا کی عطا سمجھ کر داتا کہے تو مومن ہے۔ اب دیکھئے لفظ رب خدا کا نام قرآن پاک میں ہے مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ مگر حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ مصر کو ایک ہی آیت میں تین مرتبہ رب کہا ہے (پ۱۲) اور سورۂ بنی اسرائیل پ ۱۵ آیت ۶۳ میں والدین کو کہا گیا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا یہ سب مجازی معنی ہیں۔ اس لئے معنی کا خیال ضرور رکھنا چاہیے ورنہ راہ راست سے بھٹک جانے کا احتمال ہے۔

شیخ ہندی

حجۃ الکاملین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے جب لاہور میں سکونت فرمائی تو آپ کے قرب و جوار میں ایک ہندو جوگی رہتا تھا جو سفلی علم اور استدراج کا ماہر تھا اردگرد کے گوالے اس کو دودھ دیا کرتے تھے جو گوالا دودھ نہ دیتا اس کی بھینس دودھ کی بجائے خون دینا شروع کر دیتی۔ ایک دن حضور داتا صاحب اپنی کٹیا میں جلوہ افروز تھے ایک عورت دودھ کا مٹکا اٹھائے وہاں سے گزری آپ نے اس سے پوچھا کہ دودھ تم کہاں لے جا رہی ہو اس نے عرض کیا کہ یہ دودھ راجو جوگی کو دینے جا رہی ہوں۔ آپ نے فرمایا اگر اس کو نہ دیں تو پھر کیا ہوگا۔ عورت نے عرض کیا کہ اگر دودھ جوگی کو نہ پہنچایا تو ہماری بھینسوں کے تھنوں سے دودھ کی بجائے خون آنا شروع ہو جائے گا۔ سرکار موج میں تھے فرمایا آج دودھ ہم درویشوں کو دے اللہ تعالیٰ تیرے مویشیوں میں برکت دے دے گا اور ان کی حفاظت فرمائے گا۔ اس عورت نے دودھ آپ کی نذر کر دیا اللہ کریم کا کرم ہوا اس کے مویشی صحیح سلامت رہے اور معمول سے بھی زیادہ دودھ دینے لگے۔ اس عورت نے اپنے قرب و جوار میں رہنے والے گوالوں سے یہ واقعہ بیان کیا تو وہ بھی اپنا اپنا دودھ داتا صاحب کے حضور لانے لگے۔ اس طرح جوگی کا ڈیرہ بے رونق ہو گیا (بمصداق تنگ آمد بجنگ آمد)

جوگی داتا صاحب سے مقابلہ پر اتر آیا جوگی نے کہا تم کون ہو آپ نے فرمایا میں اپنے مالک و مولیٰ کا ایک عاجز بندہ ہوں۔ جوگی نے کہا تمہارے پاس کوئی کمال ہے تو دکھاؤ آپ نے فرمایا میں دین اسلام کا ادنیٰ خادم ہوں خلق خدا کو صراط مستقیم کی تعلیم دیتا ہوں تیرے پاس کوئی کمال ہے تو تم دکھا سکتے ہو۔ جوگی نے قوت استدراج سے ہوا میں اڑنا شروع کر دیا۔ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پاپوش کو حکم دیا۔ آپ کا حکم ملتے ہی پاپوش ہوا میں اڑی اور جوگی کے سر پر برسنے لگی وہ مجبور ہو کر زمین پر آیا اس کے تمام استدراج ناکام ہو گئے حقیقت واضح ہو گئی آپ کی نگاہ ولایت سے اس کی تقدیر بدل گئی وہ آپ کے دست حق پرست پر اسلام لے آیا۔ آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا جو بعد میں شیخ ہندی کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کے ظاہر اور باطن کو نور اسلام سے روشن اور سیرت و کردار کو بے مثل بنا دیا پھر خلافت بھی عطا فرمائی۔ شیخ ہندی کا مزار شریف آپ کے احاطہ میں موجود ہے۔ جیسا کہ خواجہ خواجگان قبلہ چشتی اجمیری کا چلہ کشی والا حجرہ آپ کے قدموں میں موجود ہے۔

جب نظر لطف و کرم کی شیخ ہندی پر پڑی
کر دیا قطرے سے دریا آپ نے یا گنج بخش

روضہ شریف دکھایا

ایک مرتبہ آپ اپنی کٹیا کے قریب باہر کھڑے تھے کہ ہندوؤں کی بارات گزری براتی راستہ بھولے ہوئے تھے انہوں نے آپ سے عرض کی کہ حضور ہم راستہ بھول گئے ہیں ہمیں راستہ بتا دیجئے آپ نے فرمایا بتا دوں یا دکھا دوں۔ درویش کی رمز کو وہ ہندو سمجھ نہ سکے اور کہنے لگے کہ راستہ دکھا دو تو بہتر ہے آپ نے فرمایا اگر راستہ دیکھنا ہے تو آنکھیں بند کر لو۔

الٹی ہی چال چلتے ہیں دیوان گان عشق
آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کے لئے

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے پر انہوں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ آپ نے نگاہ ولایت ان کے قلوب پر ڈالی ان سب کو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کروا دی اب جو آنکھ کھولتا گیا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتا گیا۔ (حیات تعلیمات داتا گنج بخش)

کسے کامل دی جد نظر پوے
رب بدل دیندا تقدیراں نوں

ولی کی نشانی

حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا حضور ولی کی نشانی کیا ہے تو آپ نے فرمایا میرے نزدیک ولی وہ ہے جس میں دریا جیسی سخاوت ہو، دریا سے روز ہزاروں من پانی بہتا ہے اور اس کی روانی میں فرق نہیں آتا۔ دوسری نشانی سورج جیسی شفقت ہو جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی کرنیں بادشاہ پر فقیروں پر چھوٹوں پر اور بڑوں پر یکساں پڑتی ہیں سورج یہ نہیں دیکھا امیر کون ہے غریب کون ہے سورج کی شفقت سب کے لئے برابر ہوتی ہے۔ تیسری نشانی یہ ہے کہ اس میں زمین جیسی عاجزی ہو زمین پر خلق خدا چلتی ہے پاؤں سے زمین کو پامال کرتی ہے زمین کوئی شکوہ نہیں کرتی سادگی کے ساتھ خاموش ہے آپ فرماتے ہیں جس کے پاس زمین جیسی عاجزی ہو دریا جیسی سخاوت ہو اور سورج جیسی شفقت ہو وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہے۔ اور یہ تینوں نشانیاں داتا صاحب رضی اللہ عنہ میں موجود ہیں درج ذیل شعر کا یہی مفہوم ہے۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو معاصی سے اجتناب اور اعمال صالحہ کی توفیق عنایت فرما کر اپنے مقبول بندوں کی رفاقت و معیت عطا فرمائے۔ آمین۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

شنیدم کہ در روزے امید و بیم
بداں را بہ نیکا بہ بخشد کریم

تاج العارفین محمد کا کیس

فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اس وقت تک سجادہ شخصیت پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہوتا جب تک کہ اس کو کاف سے قاف تک کا علم نہ حاصل ہو جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضور! کاف سے قاف تک کے علم کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا کہ کاف سے مراد کن فیکون اور

قاف سے مراد وُقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ہے۔ یعنی قیامت کا دن۔ مطلب یہ ہے کہ ازل سے قیامت تک کا علم جب تک کسی کو منجانب اللہ کشف سے نہ حاصل ہو جائے اس کو شیخ بن کر سجادہ نشین نہیں ہونا چاہیے۔ (حقانی)

حضور قبلہ شاہ صاحب یوں فرماتے تھے

نظر ولی دی ہر ہر ویلے لوح محفوظ تے جاوے
جے لوح محفوظ ویکھ نہ سکے نام دا ولی کہاوے

عقیدت مندوں کے شواہد

حضرت نجم العارفین خواجہ میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی زیست میں حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری دیتے تھے اور نیلا گنبد میں کھڑے ہو کر سلام نیاز مندانہ پیش کرتے تھے۔ اللہ اللہ یہ تھا مقام ادب۔ ایک مرتبہ مریدین نے دریافت کیا کہ اگر یہ سلام دربار شریف میں ہی کیا جائے تو کیسا رہے۔ حاضر و سلام تو لازم و ملزوم ہیں۔ یہ نیلا گنبد اور کجا دربار شریف۔ یہ سن کر آپ نے قدرے سکوت فرما کر کہا کہ اے سائلین اپنی آنکھیں بند کر لو۔ جونہی سائلین نے آنکھیں بند کیں اولیاء اللہ و بزرگان دین کا جم غفیر مزار پر انوار پر نظر آیا اور انوار حق کی بارش ہو رہی تھی۔ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی آپ نے فرمایا آنکھیں کھولو پھر ارشاد فرمایا کہ مجھے اس امر کا احساس تھا کہ میرا پاؤں شاید کسی پر پڑ جائے یا میری ذات سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ یہی وجہ تھی کہ میں نیلا گنبد سے ہی سلام بھیجتا رہا۔

طواف احمد کے مکینوں کا فلک کرتے ہیں
یہ وہ بندے ہیں ادب جن کا ملک کرتے ہیں

دارا شکوہ

اپنی کتاب سفینۃ الاولیاء، میں لکھتا ہے کہ جو زائر حاجت مند چالیس جمعراتیں یا متواتر چالیس دن آپ کے مزار پر حاضری دے بشرطیکہ پیراہن پاک اور نیت صاف ہو انشاء اللہ تعالیٰ جو جائز مراد چاہے خدا تعالیٰ سے پائے۔ اپنی نسبت لکھتا ہے کہ میں نے یہ تجربہ کیا اور اپنی مراد پائی۔ عارفانہ حق کا یہ مرتبہ اور شان حاجت مندوں کے لئے بلا مبالغہ

زبردست وسیلہ ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نفحات الانس اور تذکرۃ الاصفیاء دارا شکوہ نے سفینۃ الاولیاء میں آپ کی بے حد تعریف و توصیف تحریر کی ہے۔ ناظرین و سامعین بھی حضور داتا صاحب حاضری دے کر فیوض و برکات سے مستفید ہوں۔ کیا خبر کون سی گھڑی آپ کی بگڑی قسمت سنور جائے اور کامیابی و کامرانی آپ کے قدم چومے۔

علوم نافع

حاتم الاحم فرماتے ہیں کہ علام الغیوب نے مجھے ایسے علوم دیئے ہیں کہ اب کسی علم کی مزید مجھے ضرورت نہیں ہے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کون سے علوم ہیں تو آپ نے فرمایا۔ مجھے معلوم ہوا کہ موت اٹل ہے جس سے کسی صورت میں بچ نہیں سکتا۔ تو موت کا ڈر میرے دل سے جاتا رہا اور اس کے لئے توشہ مہیا کرنا شروع کر دیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ ہمارا ہر چھوٹے سے چھوٹا فعل خدا تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں ہے تو مجھے برے کام سے شرم آئی تاکہ قیامت کے دن شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

علم ظاہر و باطن

انسان کا علم خدا تعالیٰ کے احکام اور اس کی ذات پاک کی معرفت کے متعلق ہونا چاہیے۔ خصوصاً اس علم کا سیکھنا فرض ہے جو وقت کا پیغمبر خدا تعالیٰ کی طرف سے لایا ہو۔ ایک علم ظاہر ہوتا ہے اور ایک علم باطن۔ دونوں میں سے ہر ایک کے اصول و فروع ہیں۔ اصول علم ظاہر اقرار توحید و رسالت ہے یعنی خدا تعالیٰ کو ایک مانے اور اس کے پیغمبروں کو نور حق جانے۔

فروع علم ظاہر کا مطلب ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد اچھے طریقے سے ادا کرے یعنی عبادات اور معاملات میں کوتاہی نہ کرے۔

اصول علم باطن معرفت الٰہی ہے یعنی خدا تعالیٰ کو اس کی ذات وصفات سے پہچانے۔

فروع علم باطن نیت کا خلوص اور صفائی قلب ہے۔

علم ظاہر و علم باطن دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ علم ظاہر بغیر علم باطن کے بے معنی جہالت مغروری اور نفاق ہے کیونکہ وہ حقیقت سے خالی ہے صرف ظاہری علم کا ہونا کچھ کمال نہیں

کیونکہ صرف قال ہی قال ہے حال نہیں اس طرح علم باطن بغیر علم ظاہر کے گمراہی ہے کیونکہ جب انوار الہٰی اس کے دل میں روشن ہوں گے تو شیطانی وساوس میں پڑ کر صحیح راستے سے بھٹک جائے گا اور اس کی حقیقت معلوم نہ کر سکے گا لہٰذا وہ گمراہ ہو جائے گا۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

ثابت صدق تے قدم اگیرے تاہیں رب لبھیوے ہو
لوں لوں دے وچ ذکر اللہ دا ہردم پیا پڑھیوے ہو
ظاہر باطن عین عیانی ہو ہو پیا سینوے ہو
نام فقیر تنہا ندا حضرت باہو قبر جنہا ندی جیوے ہو

سپاس عقیدت بحضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
رب کعبہ کی عطا ہے ذاتِ گنج بخش
پیکر حق و صداقت معدن و رشد و ہدیٰ
مظہر صدق و صفا ذاتِ گنج بخش
فیض عالم کا ہے فیضان جاری و ساری سدا
مصدر لطف و عطا ہے ذاتِ گنج بخش
لطف کی خیرات ملتی ہے یہاں صبح و مسا
فیض کا اک در کھلا ہے ذاتِ گنج بخش
روشنی اسلام کی بخشی جہانِ کفر کو
دین حقہ کی ضیاء ہے ذاتِ گنج بخش
الغرض مہجور قصہ مختصر تم بھی کہو
مظہر نور خدا ہے ذاتِ گنج بخش

(از سید عارف محمود مہجور رضوی، گجرات)

امام اہلسنّت مولانا احمد رضا خان

رحمۃ اللہ علیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِالْھُدٰی اَرْسَلَ رُسُلَہٗ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہِ الَّذِیْ اَوْضَحَ سُبُلَہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ نُزُلَہٗ، وَعَلٰی اَوْلِیَائِہِ الَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ فَاَصَابُوْا فَضْلَہٗ ۔ اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (پ ۲۲)

تمام حضرات پورے ذوق وشوق اور خلوص ومحبت سے بلند آواز میں درود وسلام پڑھیں۔

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت کے بھی کیا کہنے
وہ جس کے دلنشیں اشعار ہیں عشاق کے گہنے
کیا گستاخیٔ خیر الوریٰ کا سد باب اس نے
دلوں میں عشق شاہ دین کے مہکائے گلاب اس نے
رضائے مصطفٰے کی ہے سند نام و مقام اس کا
کتابوں اور مجموعوں پہ حاوی ہے سلام اس کا
ہمہ وصف موصوف اس کی حسن نما ہستی
بسائی اس نے علم و فضل کی سب سے جدا بستی

حضرات گرامی! قرآن مجید فرقان حمید کی جو آیت مقدسہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے۔

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (پ۲۲)

اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں وہ صرف علماء ہیں۔

فضیلت علم وعلماء

کلام پاک میں خالق کائنات نے اور احادیث مبارکہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مقامات پر علماء کرام کی عظمت ومنزلت کو بیان فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

قُلْ هَلْ يَسْتَوِی الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (پ۲۳)

اے محبوب فرمادیجئے کیا علم والے اور بے علم برابر ہوسکتے ہیں؟

جواب نفی میں ہے جیسے سردی اور گرمی، سیاہ وسفید، ادنیٰ اور اعلیٰ، عالم اور جاہل برابر نہیں ہوسکتے کیونکہ اَلْعِلْمُ نُوْرٌ وَالْجَهْلُ ظَلَام یعنی علم نور ہے روشنی ہے اور جہالت اندھیرا ہے۔ قرآن پاک میں ایک جگہ ارشاد ربانی ہے کہ وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (پ ۱) حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کروانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دوسرے بے شمار انعامات کے ساتھ ساتھ علم کی دولت سے بھی مالا مال فرمایا تھا۔ پھر دیکھئے یہ علم ہی کی برکت تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (پ۱۵) اور ہم نے اسے علم لدنی سکھایا۔

علم ہی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل کی کال کوٹھڑی سے نکال کر تخت شاہی پر بٹھایا۔ آپ فرماتے ہیں کہ

وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ (پ۱۷) اور تو نے مجھے خوابوں کا علم بخشا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زرہ بنانے کا علم سکھایا۔ ارشاد رب العالمین ہے کہ

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ (پ۱۷)

اور ہم نے تمہارے لئے داؤد علیہ السلام کو ایک طرح کا لباس (زرہ) بنانا

سکھایا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولیوں کا علم بخشا۔ ارشاد پروردگار عالم ہے

وَعَلَّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرَ (پ۱۹)

اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولیوں کا علم عطا فرمایا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کتاب وحکمت اور توراۃ وانجیل کا علم عطا فرمایا۔

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ (پ۳)

اور جب امام الانبیاء فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آئی تو رب کعبہ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے آپ کو علم دیا عرش کا علم دیا فلاں فلاں چیز کا علم دیا بلکہ فرمایا کہ

وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (پ۵)۔

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! تمہیں وہ کچھ سکھایا جو تم نہیں جانتے تھے۔

(تفصیل کے لئے تفسیر کبیر، تفسیر مدارک، تفسیر نعیمی، تفسیر ضیاء القرآن اور البرہان فی خصائص حبیب الرحمٰن دیکھئے) سیاح لامکان محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ شب معراج میں نے اپنے رب کو

رَأَيْتُ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ

بڑی حسین صورت میں دیکھا۔ اس نے میرے دونوں کندھوں کے درمیان اپنا دست قدرت رکھا جس سے میں نے اپنے سینہ میں ٹھنڈک پائی اور

عَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ (مشکوٰۃ شریف)

مجھے زمین وآسمان کی ہر چیز کا علم حاصل ہو گیا۔

تو دانائے ماکان و ما یکون ہے
مگر بے خبر بے خبر بے دیکھتے ہیں

حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم، مال اور ملک میں اختیار دیا گیا۔ آپ نے علم کو اختیار

کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم کے ساتھ ساتھ مال اور ملک یعنی بادشاہی بھی عطا فرما دی۔ حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماں باپ کے چہرے کو عقیدت و محبت سے دیکھنا، کعبۃ اللہ کو عقیدت و محبت سے دیکھنا اور عالم دین کے چہرے کو عقیدت و محبت سے دیکھنا عبادت ہے۔ مزید فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم دین کسی مجلس میں آئے اور لوگ اس کی تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہوں تو قیامت کے دن وہ لوگ میری شفاعت سے محروم رہیں گے اور جو شخص عالم دین کو ایک درہم دے یا پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا پانی پلائے تو اللہ تعالیٰ اسے نیک بخت اولاد عطا فرمائے گا اور اسے بلا حساب و کتاب جنت میں داخل کرے گا۔ (تذکرہ الواعظین)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِيْ عَلٰى اُمَّتِيْ (ترمذی شریف)

عالم کو عابد پر اس طرح فضیلت ہے جس طرح مجھے میری امت پر فضیلت ہے۔

رحمت کائنات، روح دو عالم سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

عَلَيْكُمْ بِمَجَالَسَةِ الْعُلَمَاءِ وَاسْتِمَاعِ كَلَامِ الْحُكَمَاءِ فَاِنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْقَلْبَ الْمَيِّتَ بِنُوْرِ الْحِكْمَةِ كَمَا يُحْيِ الْاَرْضَ الْمَيْتَةَ بِمَآءِ الْمَطَرِ (منہات ابن حجر ص ۵)

لازم پکڑو تم علماء کے پاس بیٹھنا اور حکیموں کا کلام سننا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مرے ہوئے دل کو حکمت کے نور کے ساتھ زندہ فرماتا ہے جسے مری ہوئی زمین کو مینہ کے پانی کے ساتھ زندہ فرما دیتا ہے۔

صاحب طحطاوی شریف فرماتے ہیں کہ

اِنَّمَا الْعِلْمُ لِاَرْبَابِهٖ وَلَيْسَ لَهَا عَزْلٌ ۔

بے شک علم صاحب علم کے لئے وہ منصب ہے جس کی معزولی نہیں۔

اور

اَلْعِلْمُ وَسِیْلَۃٌ اِلٰی کُلِّ فَضِیْلَۃٍ (درمختار ص ۱۶)

علم ہر منصب کے حصول کے لئے وسیلہ ہے۔علم کے بغیر کامیابی ممکن نہیں۔

مذکورہ بالا دلائل سے معلوم ہوا کہ علم بڑی نعمت اور بہت بڑی دولت ہے۔

عالم کون ہے

اب دیکھنا ہے کہ عالم کون ہوتا ہے اور کس کو عالم کہنا چاہیے بعض لوگ کہتے ہیں کہ جس شخص کو عربی اور فارسی پر عبور حاصل ہو وہ عالم ہے حالانکہ یہ اصول غلط ہے کیونکہ ایران کا بچہ بچہ فارسی بولتا ہے اور عرب ممالک کا رہنا والا عربی بولتا ہے تو کیا پھر یہ سب عالم ہیں۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ عالم وہ ہوتا ہے جس کو اپنے مولیٰ خالق و مالک کی معرفت حاصل ہو جائے اس کے عقائد و اعمال درست ہو جائیں۔ ظاہری علوم کی ہزاروں کتب پڑھ لینا ان علوم پر حاوی ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اصل چیز احکام شریعت کا جاننا اور ان پر عمل کرنا پھر معرفت خداوندی کا حصول ضروری ہے جتنی معرفت بڑھے گی اتنا ہی زیادہ دل میں خوف خدا پیدا ہو گا اور اس کی بدولت اطاعت گزاری کا جذبہ پیدا ہو گا پھر اطاعت سے محبت بڑھے گی اور محبت سے خالق ارض و سماء کی قربت نصیب ہو گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مخلوق میں اللہ تعالیٰ کا خوف اس کو ہے جو اللہ تعالیٰ کے جبروت اور اس کی عزت و شان سے باخبر ہے بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور سب سے زیادہ اس کا خوف رکھنے والا ہوں (تفسیر خزائن العرفان پ۲۲ ص ۶۳۰) علم خوف خدا کا نام ہے اور جس کے پاس یہ ہے وہ حالات نہیں دیکھتا بلکہ اللہ احکم الحاکمین کا حکم دیکھتا ہے کہ وہ کیا ہے۔ اس کا دل خشیت الٰہی سے لبریز ہوتا ہے۔ اس کے قول اور فعل میں تضاد نہیں ہوتا بلکہ جو کہتا ہے وہ کرتا بھی ہے اور اگر اس کے برعکس ہے تو وہ عالم نہیں ہے ارشاد ربانی ہے لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ تم وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے۔ عالم کا عامل ہونا اس لئے ضروری ہے کہ اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ یعنی علماء نبیوں کے وارث ہوتے ہیں۔ یہ منصب بڑا مقدس اور بڑا پاکیزہ ہے۔ علماء کرام کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس مقدس منصب کے تقدس کو

ملحوظ رکھیں۔ غیر شرعی غیر شائستہ قول و فعل سے اجتناب کریں لغویات اور بے ہودگی کو قریب نہ آنے دیں۔ اگر کسی ڈاکٹر، وکیل، پروفیسر شخص میں کوئی عیب نظر آجائے تو لوگ خاموش رہتے ہیں بلکہ نظر انداز کر دیتے ہیں لیکن عالم دین پر ذرا سی گرد آجائے تو سارے نمازی مخالف ہو کر طرح طرح کی باتیں بنانا شروع کر دیں گے اس لئے عالم دین کو بڑا محتاط رہنا چاہیے اس کے پاس مصلیٰ و منبر انبیاء کی وراثت ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور بطفیل سرکار مدینہ راحت قلب و سینہ فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم علم دین اور علمائے دین کی وجہ سے اسلام کی رونقیں قیامت تک جاری وساری رہیں گی۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ علماء بھی حقیقت میں وہی ہیں جو متبع شریعت صحیح العقیدہ مدینے والی سرکار کے باادب غلام ہوں۔ بے ادب علماء کو تو رب العالمین نے اپنی پاک کلام میں مَثَلُ الْحِمَارُ کہا ہے یعنی یہ گدھے کی طرح ہیں یَحْمِلُ اَسْفَارًا جن پر کتابوں کا بوجھ لادا جاتا ہے۔ عالم ہے ہی وہ جس کے دل میں عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن ہو جس سے عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی ملتی ہو۔ جس کی باتوں کو سن کر محبت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اطاعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیدار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ پیدا ہو۔ مخبر صادق ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

اِنَّ شَرَّ الْاَشْرَارِ الْعُلَمَاءُ وَاِنَّ خَیْرَ الْاَخْیَارِ الْعُلَمَاءُ (مشکوٰۃ ص ۳۷)

بروں میں سب سے برا شریر عالم ہے اور اچھوں میں سب سے اچھا عالم ہے۔

یہ جتنے فرقے بنے ہیں اگر آپ غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ کسی نہ کسی عالم کے بگڑنے سے بنے ہیں ان کا بانی کوئی نہ کوئی عالم ہوگا۔ ہر نبی عالم ہوا ہے اور شیطان بھی عالم ہے۔ جو باادب علمائے حق ہیں وہ نبیوں کے وارث ہیں اور جو بے ادب ہیں وہ شیطان کے جانشین ہیں ایک حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا لیکن پہلی امتوں میں جو کام نبی کرتے تھے مری امت کے علماء حق کریں گے۔

عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ كَاَنْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ (عامہ کتب)

مری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔

نبی نہیں ہوں گے لیکن تبلیغ انہیں کی طرح کریں گے جس طرح اللہ کے نبی کرتے تھے۔ دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا اَمْرَ دِیْنِھَا ۔ (مشکوٰۃ ص ۳۴)

اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی میں ایک مجدد بھیجے گا جو سوسال کے گرد غبار کو صاف کرے گا اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

امام اہلسنّت مولانا الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۷۴ھ بروز شنبہ بوقت ظہر بریلی شریف آپ کی ولادت ہوئی اور آپ کے جد امجد مولانا رضا علی خاں رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا نام احمد رضا رکھا۔ ۱۳۴۰ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ محدثین فرماتے ہیں کہ مجدد ایک صدی میں بچپن اور جوانی گزارتا ہے اور علم کی تحقیق کرتا ہے دوسری صدی میں اسلام کا پرم بلند کرنے کے لئے تبلیغ کرتا ہے اور اس کا نام پوری دنیا میں پہنچ جاتا ہے۔ جب آپ حج کرنے کے لئے تشریف لے گئے تو مکۃ المکرمہ اور مدینہ منورہ کے علماء کرام بغیر تعارف اور چہرہ شناسی کے آپ کو دیکھتے ہی پکار اٹھے کہ یہ وقت کا مجدد ہے۔ زیارت بھی کر رہے ہیں اور زبان حال سے کہہ بھی رہے ہیں کہ ان کی پیشانی میں اللہ کا نور چمک رہا ہے۔ مجدد وہ ہی ہوتا ہے جس کو علماء کرام تسلیم کریں۔ شیخ طریقت رہبر شریعت حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ جن کی نظر کسی بے نمازی پر پڑ جائے تو پکا نمازی بلکہ تہجد گذار بن جائے کسی داڑھی مونڈھے پر پڑ جائے تو جب دوسرا جمعہ آئے تو اس کے چہرے پہ داڑھی آجائے کسی گنہگار پر پڑ جائے تو ولی کامل بن جائے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک رات خواب میں حضور غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔ میں نے عرض کی۔ حضور اس وقت آپ کا نائب کون ہے؟ دیکھو میاں صاحب کا عقیدہ ہے کہ اگرچہ غوث پاک کے وصال کو سات آٹھ سو سال ہو چکے ہیں لیکن ان کی ولایت کے پرچم لہرا رہے ہیں اور قیامت تک لہراتے رہیں گے۔ ولی مرتا نہیں ولی کی ولایت قیامت تک جاری رہتی ہے۔ علمائے دیوبند کے پیرو مرشد بزرگ عالم دین حاجی امداد اللہ صاحب

مہاجر مکی فرماتے ہیں کہ میرے پیشوا نے فرمایا کہ فقیر مرتا نہیں صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے (امداد المشتاق ص ۱۱۳) میاں صاحب کو جواباً حضور غوث پاک نے فرمایا کہ اس وقت میرے نائب بریلی کے احمد رضا خاں ہیں۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بغرض زیارت بریلی تشریف لے گئے فرماتے ہیں کہ میں نے مولانا احمد رضا خان کی زیارت کی جیسا غوث پاک نے فرمایا تھا ویسا ہی پایا۔ یہ گواہی حضور میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ مجدد وہ ہوتا ہے جس کے پاس علم کا خزانہ ہو اور عمل میں بھی اونچا ہو۔ جب آپ تلاش کریں گے تو تاریخ کا ایک ایک صفحہ پکارے گا کہ وہ امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان ہیں۔ جس نے گلشن عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرا بھرا بنایا۔ جس نے گمراہوں کو راہ حق دکھانے کی مقدور بھر کوششیں کیں۔ جس نے بارگاہ احدیت کی عزت وجلالت اور سرکاری مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وحرمت کا ڈنکا پوری دنیا میں بجایا۔ جس نے ہزاروں بھٹکے ہوئے لوگوں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنایا۔ جس نے پوری زندگی شریعت مطہرہ کی اتباع اور دین متین کی خدمت میں گزار دی۔

سلسلہ تعلیم

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی چار سال کی عمر میں خداداد ذہانت سے قرآن مجید ناظرہ ختم کیا اور چھ سال کی عمر میں آپ نے ربیع الاول شریف کی تقریب سعید میں منبر پر رونق افروز ہو کر میلاد شریف پڑھا۔ اردو فاسی کی تعلیم جناب مرزا غلام قادر بیگ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اور تمام دینیات کی تعلیم اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ سے مکمل فرمائی۔ تیرہ برس دس مہینے کی عمر میں آپ نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تفسیر، حدیث، کلام، فقہ، اصول، معانی، بیان، تاریخ، منطق، حساب، جغرافیہ اور فلسفہ وغیرہ جملہ علوم دینیہ وعقلیہ کی تکمیل کر کے ۱۴ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ میں سند فراغ حاصل فرمائی اور اسی روز ایک مسئلہ رضاعت سے متعلق ایک فتویٰ تحریر کر کے اپنے والد گرامی کی خدمت میں پیش کیا جواب بالکل صحیح تھا۔ والد گرامی نے اسی وقت فتویٰ نویسی کا کام آپ کے سپرد کر دیا۔ آپ نے سلوک وطریقت کے علوم مولانا سید آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ سے علم تکسیر

اور جعفر کا کچھ حصہ اور دیگر باطنی علوم مولانا ابوالحسن نوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل فرمائے۔ مولانا عبدالعلی رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی آپ کے اساتذہ میں ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ نے پچاس علوم میں کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خداداد ذہانت اس قدر تھی کہ آپ نے استاد سے کبھی چوتھا حصہ کتاب سے زیادہ نہیں پڑھا بلکہ بقیہ کتاب از خود پڑھتے اور یاد کر کے سنا دیا کرتے (حیات اعلیٰ حضرت) امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے چھ دن میں قرآن پاک حفظ کیا جو کہ ایک ریکارڈ ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بعد دوسرا ریکارڈ مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جنہوں نے ایک ماہ میں قرآن پاک حفظ کیا۔ ابھی تک یہ ریکارڈ کسی نے نہیں توڑا۔

بچپن

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن کے زمانہ میں جو مولوی صاحب آپ کو پڑھایا کرتے تھے ایک دن بچوں نے ان کو سلام کیا۔ مولوی صاحب نے جواب دیا جیتے رہو۔ اس پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی صاحب سے کہا یہ تو سلام کا جواب نہ ہوا۔ وعلیکم السلام کہنا چاہیے تھا۔ مولوی صاحب سن کر بہت خوش ہوئے اور دعا دی۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے چھ سال کی عمر میں معلوم کر لیا تھا کہ بغداد شریف کدھر ہے اس وقت سے لے کر میں نے بغداد شریف کی طرف پاؤں نہیں پھیلائے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت)

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ بارگاہ غوثیت میں یوں عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔

بغداد شہر دی کی نشانی اُچیاں لمیاں چیراں ہو
تن من میرا پرزے پرزے جیوں درزی دیاں لیراں ہو
انہاں لیراں دی گل کفنی پا کے رلساں سنگ فقیراں ہو
بغداد شہر دے ٹکڑے منگساں حضرت باہو کرساں میراں میراں ہو
سن فریاد پیراں دیا پیرا میری عرض سنیں کن دھر کے ہو
میرا بیڑا اڑیا وچ کپر اندے جتھے مچھ نہ بہندے ڈر کے ہو

شاہ جیلانی محبوب سبحانی میری خبر لیو جھٹ کر کے ہو
پیر جہاندا میراں باہو سوئی کدھی لگ دے تر کے ہو (چنبے دی بوٹی)

پیشانی میں اللہ کا نور

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی بار ۱۲۲۵ھ میں اپنے والدین کریمین کے ہمراہ فریضہ حج ادا فرمایا ایک دن آپ نے مقام ابراہیم میں نماز پڑھی۔ امام شافعیہ حضرت حسین بن صالح جمل اللیل نے جب آپ کا چہرۂ انور دیکھا تو بغیر کسی جان پہچان کے آپ کا ہاتھ پکڑا اور اپنے دولت خانہ پر لائے اور بہت دیر تک آپ کی پیشانی مقدس پر نگاہ جمائے رہے پھر انہوں نے فرمایا: اِنِّیْ لَاَجِدُ نُوْرَ اللّٰہِ فِیْ ھٰذَا الْجَبِیْنِ یعنی بے شک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور دیکھ رہا ہوں۔

بعدہٗ صحاح ستہ اور سلسلہ عالیہ قادریہ کی اجازت اپنے مبارک ہاتھ سے لکھ کر آپ کو عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا: اِسْمُكَ ضِیَاءُ الدِّیْنِ اَحْمَدُ تمہارا نام ضیاء الدین احمد ہے۔ پھر اعلیٰ حضرت نے حج سے فارغ ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضری دی اور بارگاہ رسالت سے ہزاروں نعمتوں اور برکتوں سے نوازے گئے۔

بیعت و خلافت

اعلیٰ حضرت اور آپ کے والد گرامی مولانا نقی علی خاں مارہرہ شریف میں حضور پیر سید آل رسول احمد رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر ۱۲۹۴ھ میں سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں بیعت ہوئے۔ مرشد کریم نے آپ دونوں (باپ بیٹا) کو خلافت نامہ عطا فرما کر خرقہ مقدسہ سے بھی سرفراز فرما دیا۔ مولانا سید ابوالحسن نوری عرف میاں صاحب نے عرض کی آپ کے تو یہاں طویل مشقت مجاہدات و ریاضیات کے بعد خلافت و اجازت دی جاتی ہے لیکن ان حضرات کو بیعت کرتے ہی خلافت دے دی۔ مرشد کریم نے فرمایا میاں صاحب اور لوگ زنگ آلود میلا کچیلا دل لے کر آتے ہیں۔ اس کی صفائی اور پاکیزگی کے لئے مجاہدات طویلہ اور ریاضیات شاقہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ دونوں حضرات پاکیزہ دل لے کر ہمارے پاس آئے ان کو صرف اتصال کی ضرورت تھی وہ مرید ہوتے ہی حاصل ہو گئی۔

پھر مرشد کریم نے فرمایا کہ مجھے اس بات کی بڑی فکر رہتی تھی کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے آل رسول احمد تو میرے لئے کیا لایا ہے تو میں بارگاہ الٰہی میں کونسی چیز پیش کروں گا۔ لیکن آج میری وہ فکر دل سے دور ہوگئی ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ آل رسول تو میرے لئے کیا لایا ہے تو میں عرض کروں گا کہ الٰہی تیرے لئے احمد رضا لایا ہوں

(حیات اعلیٰ حضرت)

مندرجہ بالا سے معلوم ہوا کہ اللہ والے نگاہ باطن سے آنے والوں کے ظاہر و باطن سے واقف ہوتے ہیں اور ان کے مدارج کو خوب جانتے اور پہچانتے ہوتے ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء
ازچہ محفوظ است محفوظ از خطا

آپ بیتی

مورخہ ۳۰ شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ بروز اتوار فقیر بغرض زیارت وحصول فیض و برکت آستانہ عالیہ بیربل شریف حاضر ہوا تو پیر طریقت عالم شریعت رہبر حقیقت و معرفت حضرت صاحبزادہ پیر محمد مظہر قیوم صاحب زیب سجادہ نے بلا کسی عرض و معروض کے شفقت فرماتے ہوئے اپنی کلاہ مبارک اور دستار بندی سے سرفراز فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جاؤ مزار شریف پہ مراقبہ کرو آپ جہاں بھی ہوں گے۔ بیربل شریف کا فیض آپ کو ملتا رہے گا۔ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ

ولی خدا دے دیکھ کے بھانڈا پاندے خیر حضوروں
جیکر بھانڈا کچا ہووے اوہ ویکھ لیندے نے دوروں

ضیاء الدین

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر جنہوں نے ہندوستان کے علاوہ یورپ کے ممالک میں تعلیم پائی۔ ریاضی میں کمال حاصل کیا اور کافی شہرت کے حامل تھے۔ اتفاق سے ان کو ریاضی کے کسی مسئلہ میں اشتباہ ہوگیا ہر چند کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ انہوں نے مولانا پروفیسر سلیمان اشرف بہاری سے ذکر کیا کہ اس مسئلہ کے حل کے لئے میں جرمن جانا

چاہتا ہوں۔ مولانا سلیمان اشرف صاحب نے مشورہ دیا کہ ایک مرتبہ بریلی شریف جا کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیجئے آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ مولانا آپ نے مجھے کیسا مشورہ دیا ہے اور کن کے پاس جانے کا کہا ہے جنہوں نے غیر ممالک تو کیا اپنے شہر کے کالج میں بھی تعلیم حاصل نہیں کی اور میں بذات خود کہاں کہاں تعلیم حاصل کرتا رہا ہوں اور حل نہیں کر سکا تو وہ کیسے حل کرلیں گے۔ کچھ روز کے بعد آپ نے پھر بریلی شریف جانے کا کہا لیکن ضیاء الدین صاحب نہ مانے کچھ روز کے بعد تیسری مرتبہ پھر مشورہ دیا تو سر ضیاء الدین کرخت لہجہ میں بولے مولانا عقل بھی کسی چیز کا نام ہے آپ مجھے بار بار بریلی شریف کا کہہ رہے ہیں اس پر سلیمان اشرف نے کہا آخر جانے میں حرج ہی کیا ہے بالآخر وہ دونوں بریلی شریف پہنچے اور باریابی کے بعد عرض کی کہ ایک مسئلہ ریاضی کا پوچھنا ہے اعلیٰ حضرت نے فرمایا پوچھو کیا ہے سر ضیاء الدین صاحب نے مسئلہ پیش کیا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سنتے ہی اس کا جواب دے دیا سر ضیاء الدین حیران ہو گئے اور بول اٹھے کہ سنا تھا علم لدنی کوئی ہے لیکن آج دیکھ لیا ہے جب سر ضیاء الدین آپ سے اجازت لے کر واپس پہنچے تو آپ نے آپ کی مجلس اور فیض صحبت کی وجہ سے داڑھی بھی رکھ لی اور نماز کے بھی پابند ہو گئے۔ (حیات اعلیٰ حضرت)

علامہ اقبال

شاعر مشرق مصور پاکستان ڈاکٹر علامہ محمد اقبال لندن کی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرتے رہے حصول علم کے بعد آپ کے دل اور آپ کے کلام میں جو عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلک نظر آتی ہے اس کا مرکزی حصہ امام احمد رضا خان ہیں علامہ اقبال نے جب آپ کی زندگی اور کتب کا مطالعہ کیا تو آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امام احمد رضا خان کو علم وحکمت کے وہ خزانے عطا فرمائے ہیں جہاں عقلوں کی انتہا ہوتی ہے وہاں امام احمد رضا خان کی ابتداء ہوتی ہے پھر آپ فرماتے ہیں کہ امام احمد رضا کی کتابیں اور حالات پڑھ کر میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اگر ان کی طبیعت میں سختی نہ ہوتی اور جلال نہ ہوتا تو احمد رضا خان فقہ میں ابو حنیفہ ثانی ہوتا۔ یاد رکھیں امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ میں جو سختی اور جلال ہے

اصل میں وہ عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فرماتے ہیں کہ میں سب کچھ برداشت کرسکتا ہوں مگر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی برداشت نہیں کرسکتا۔ ایک مرتبہ مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے خلیفہ بھی ہیں نے عرض کی کہ حضور اگر تھوڑی سی نرمی فرمائیں تو فائدہ ہوگا۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا میرے پاس کونسا ایٹم بم ہے صرف قلم ہی تو ہے جب کوئی بے ادب بے ادبی کرتا ہے تو تھوڑی سی قلم کو حرکت دیتا ہوں اور ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

ڈاکٹر عبدالقدیر خان

پاکستان کا مایہ ناز سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدر خان اعلیٰ حضرت کا معتقد ہے ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں میں سمجھتا تھا علماء کو سائنس نہیں آتی لیکن جب میں نے اعلیٰ حضرت کی کتابیں پڑھیں تو آپ کی کتابوں میں سائنس کے تجربے موجود ہیں اور سائنس کے کمالات بھی موجود ہیں۔ یونیورسٹیوں میں ایسا حساب دان کوئی نہیں جیسے امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ (خطبات ضیائیہ)

صاحبزادہ خورشید گیلانی

۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ یوم وصال کی مناسبت سے صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی کے خصوصی مقالے سے اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ علم کے دعویدار تو بے شمار نظر آتے ہیں مگر ناموس علم کے پاسدار بہت کم ہوتے ہیں۔ علم نگلنے والے لوگوں کی فہرست تو بہت طویل ہے مگر اسے ہضم کرنے والے بہت قلیل ہیں۔ اپنے علم کو بزم ناز کی زیست بنانے والے کسی دور میں کم نہیں ہوئے مگر اپنے سرمایہ علم کو بارگاہ نیاز میں لٹانے والے ڈھونڈے سے خال خال ملتے ہیں۔ محض علم چاٹنا اور بات ہے لیکن فیض عشق بانٹنا چیزے دیگر، مکتب و مدرسہ کی راہ کس نے نہیں دیکھی مزہ تو جب ہے کہ آدمی گمراہ نہ ہو۔ کتاب کون نہیں پڑھ سکتا لطف تو تب ہے کہ صاحب کتاب سے نسبت جڑی رہے۔ قلم و

قرطاس سے کون واقف نہیں بات تو تب ہے کہ جان و دل حرف ناشناس معلم اور قرطاس نا آشنا مربی کے لئے وقف رہیں۔ بابا ذہین شاہ تاجی فرماتے تھے

شیخ میخانے میں آنے کو مسلمان آیا
کاش میخانے سے نکلے تو مسلمان نکلے

اعلیٰ حضرت فاضل بریلی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں یہ بات نظر آتی ہے کہ وہ علم کے ساتھ ساتھ ناموس علم کا پاس رکھنے والے تھے۔ ریاست نان پارہ کے والی کے ہاں ہونے والی خصوصی تقریب پر مدحیہ قصیدے لکھنے کی بجائے اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف لکھ کر بھیج دیتے ہیں اور نعت بھی وہ جس میں تغزل اپنے عروج پر ہے اور تقدیس بھی کمال پر۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

عرب کے مایہ ناز شاعر فرزدق نے کہا تھا کہ شاعری میں بعض مقامات ایسے آجاتے ہیں کہ سجدہ لازمی ہوجاتا ہے فاضل بریلوی کا یہ شعر اسی پایہ کا ہے جہاں ذوق اور وجدان کی پیشانی بے اختیار جھک جاتی ہے اور اس نعت کا مقطع تو غضب کا ہے جس میں اہل زر کی دولت پر طنز اور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی دریوزہ گری پر فخر کا اظہار ہے اور ساتھ ساتھ مسند علم و فقر کا وقار ہے۔

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ نان نہیں

حیرت ہے کہ جنہیں اپنی تاریخ پیدائش تک یاد نہیں اعلیٰ حضرت کے منہ لگتے ہیں۔

انسائیکلوپیڈیا کا لفظ ہم سب نے سنا پڑھا ہے جس کا معنی ہے جامع العلوم۔ وہ کتاب یا تالیف انسائیکلوپیڈیا کہلاتی ہے جس میں متعدد متنوع اور متفرق علوم جمع کر دیئے گئے ہوں مگر سچی بات یہی ہے کہ چلتی پھرتی اور سانس لیتی انسائیکلوپیڈیا فاضل بریلوی کی شخصیت تھی۔ جنہیں بچپن اقسام علم پر قسام ازل نے دسترس عطا کر دی تھی ہزاروں صفحات پر مشتمل

فتاویٰ رضویہ کی ضخیم مجلدات ہمارے اس دعویٰ کا نا قابل تردید ثبوت ہیں۔

(ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ بابات صفر المظفر ۱۴۳۲ھ ص ۱۴)

متقدمین ومتاخرین بزرگان دین سلف صالحین مجتہدین محدثین مفسرین اولیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی اپنی بساط کے مطابق ہدیہ عقیدت پیش کرتے عربی فارسی اردو پشتو ہندی وغیرہ وغیرہ زبانوں میں ہر جگہ ہر زمانہ میں دستیاب رہا اور ہے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو نعت گوئی میں ایک منفرد مقام حاصل ہے جو عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہو کر مدح سرائی کرتے نظر آتے ہیں جن کے ثبوت کے لئے آپ کا نعتیہ دیوان حدائق بخشش دیکھا جا سکتا ہے۔ بالخصوص آپ کا مشہور زمانہ سلام تمام ممالک میں ہر محفل ہر صبح اور جمعۃ المبارک کو عشاق گن گناتے نظر آتے ہیں۔

شمس الزماں قادری

خطیب ملت مولانا ابوالبدر شمس الزماں قادری صاحب نے یوم رضا کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ ایوبی دور میں جب صدر جمال عبدالناصر پاکستان کے دورے پر تشریف لائے اور لاہور کے دورہ کے دوران گورنر ہاؤس میں نماز جمعہ پڑھی نماز کے بعد گورنر ہاؤس میں انہوں نے کھجور کا پودا لگانا تھا۔ جب صدر ناصر مرحوم پودا لگا رہے تھے بالکل اسی وقت مسجد سے اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کے سلام، مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام۔ سے فضا گونج اٹھی صدر ناصر عشق ومحبت سے لبریز کلام سن کر مواد ب کھڑے ہو گئے اور آخر تک کھڑے رہے ان پر کیف وسرور کا عالم طاری تھا۔ واپس اپنے وطن جا کر انہوں نے گورنر مغربی پاکستان نواب امیر محمد خان کو خط لکھا کہ مجھ پر ابھی تک اعلیٰ حضرت کے سلام کا اثر باقی ہے اور میرے شب وروز اسی کیف وسرور کے عالم میں گزر رہے ہیں

(ہفت روزہ الہام بہاولپور ۲۸ فروری ۱۹۷۸ء)

پروفیسر حسین سحر صاحب

لکھتے ہیں کہ علمائے دین میں نعت نگاری کی حیثیت سے سب سے ممتاز نام مولانا احمد رضا خان بریلوی کا ہے حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے نعت گوئی کو عبادت کا درجہ دیا۔ امیر

مینائی اور اکبر الہ آبادی کے ہم عصر تھے ان کی شاعری کا محور خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات و سیرت تھی مولانا صاحب شریعت بھی تھے اور صاحب طریقت بھی صرف نعت، سلام اور منقبت کہتے تھے۔ بڑی دردمندی اور دل سوزی کے ساتھ کہتے تھے سادہ بے تکلف اور برجستہ وشگفتہ بیان ان کے کلام کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ ان کے نعتیہ اشعار اور سلام سیرت کے جلسوں میں پڑھے اور سنے جاتے ہیں ان کا وہ سلام تو بہت مقبول ہے جس کا مطلع ہے۔

مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

(روزنامہ آفتاب ملتان ۲۲ فروری ۱۹۷۸ء

پروفیسر طاہر تونسوی

معلم شعبہ اردو گورنمنٹ کالج لاہور لکھتے ہیں کہ حضرت رضا بریلوی کا نام نعت گوئی کے سلسلے کی اہم کڑی ہے انہوں نے نعت کو وسعت عطا کی ہے کہ نعتیہ شاعری اردو لازم و ملزوم ہوگئے ہیں انہوں نے سادہ مگر پرکارانہ الفاظ میں اپنے خیالات کو ڈھالا ہے کہ وجدان عش عش کرنے لگتا ہے کیف و مستی کا ایسا منظر نامہ تخلیق کیا ہے کہ فکر و نظر کی وارداتیں اور سرمستی کی کیفیات تڑپتی دکھائی دیتی ہیں۔ (روزنامہ امروز لاہور ۱۹۷۸ء، ۸ مئی)

چار زبانوں والی نعت شریف

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے احباب میں سے جناب ارشاد اور جناب ناطق صاحب نے ایک دن عرض کی کہ آپ کوئی ایسی نعت شریف لکھیں جس میں عربی، فارسی، اردو، ہندی چاروں زبانیں جمع ہوں آپ نے ان کی فرمائش پر فی البدیہ یہ نعت شریف لکھی۔ لَمْ یَاتِ نَظِیْرُکَ فِیْ نَظَرٍ۔ مثل تو نہ شد پیدا جانا (مکمل نعت شریف حدائق بخشش ص ۲۱) پر ملاحظہ فرمائیں)

کنز الایمان

دور حاضر میں اردو کے شائع شدہ تراجم میں صرف ایک ترجمہ کنز الایمان ہے جو

قرآن حکیم کا صحیح ترجمان ہونے کے ساتھ ساتھ تفاسیر معتبرہ قدیمہ کے مطابق ہے قرآن حکیم کے مخصوص محاوروں کی نشان دہی کرتا ہے اور کتاب حکیم کے اصلی منشاء و مراد کو بتاتا ہے قادر مطلق احکم الحاکمین کی ردائے عزت و جلال میں نقص و عیب کا دھبا لگانے والوں کے لئے شمشیر براں ہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کی عظمت و حرمت کا محافظ و نگہبان ہے عامہ مسلمین کے لئے با محاورہ اردو میں سادہ ترجمہ ہے لیکن علماء و مشائخ کے لئے حقائق و معارف کا امنڈتا ہوا دریا ہے قرآن مجید فرقان حمید رب العالمین جل جلالہ کا مقدس کلام ہے اور کنز الایمان اس کا بہترین ترجمان ہے۔ قرآن کریم کے تراجم کا تقابلی جائزہ لینے اور پڑھنے کے لئے مکتبہ قادریہ چوک میلاد مصطفےٰ اور مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ سے کتاب طلب فرمائیں۔ انشاء اللہ العزیز آپ کے جملہ شکوک و شبہات دور ہو جائیں گے اور ایمان کے باغوں میں بہار آجائے گی۔

خداداد ذہانت

ناظرین کرام! آپ کو یہ معلوم کر کے حیرت ہوگی کہ اتنی کثیر خوبیوں والا ترجمہ بغیر کسی کتاب کی مدد کے اور بغیر کسی تیاری کے عالم ظہور میں آیا ہے واقعہ یوں ہوا کہ صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ نے قرآن مجید کے صحیح ترجمہ کی ضرورت پیش کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ترجمہ کر دینے کی گذارش کی۔ آپ نے وعدہ تو فرمالیا لیکن دوسرے مشاغل دینیہ کثیرہ کے ہجوم کی وجہ سے تاخیر ہوتی رہی۔ جب حضرت صدر الشریعہ کی جانب سے اصرار بڑھا تو آپ نے فرمایا چونکہ ترجمہ کے لئے میرے پاس مستقل وقت نہیں ہے اس لئے آپ رات کو سونے کے وقت یا دن کو قیلولہ کے وقت آجایا کریں چنانچہ حضرت صدر الشریعہ ایک دن کاغذ قلم اور دوات لے کر حاضر خدمت ہو گئے اور یہ دینی کام شروع ہو گیا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ زبانی طور پر آیات کا ترجمہ بولتے جاتے اور مولانا امجد علی صاحب اس کو لکھتے جاتے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پہلے کوئی کتب تفسیر، لغات وغیرہ نہیں دیکھتے تھے بلکہ آپ فی البدیہہ برجستہ زبانی ترجمہ لکھواتے جب علماء کرام آپ کے ترجمہ کا

تقابل تفاسیر سے کرتے تو بالکل عین مطابق ہوتا۔ حضرت مولانا امجد علی صاحب کی کوشش سے دنیائے سنّیت کو کنز الایمان کی دولت عظمیٰ نصیب ہوئی۔

فَجَزَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْ اَهْلِ السُّنَّةِ جَزَاءً كَثِيْرًا وَّاَجْرًا جَزِيْلًا۔

دولت مکیہ

۲۵ صفر المظفر ۱۳۲۳ھ کو عصر کی نماز سے فارغ ہو کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کتب خانہ حرم کی جانب جا رہے تھے جب دفتر کے زینہ پر چڑھنے لگے تو پیچھے سے آہٹ معلوم ہوئی دیکھا تو رئیس العلماء مولانا صالح کمال ہیں۔ سلام و مصافحہ کے بعد دونوں حضرات کتب خانہ کے دفتر میں جا کر بیٹھ گئے اس وقت وہاں دیگر علماء کے علاوہ مولانا سید اسماعیل اور مولانا سید مصطفیٰ اور ان کے والد ماجد سید خلیل تشریف فرما تھے۔ حضرت مولانا صالح کمال نے جیب سے ایک پرچہ نکالا جس پر علم غیب کے متعلق پانچ سوال تھے انہوں نے وہ پرچہ اعلیٰ حضرت کی طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ یہ سوالات وہابیہ نے سیدنا شریف علی پاشا کے ذریعہ پیش کیے ہیں اور آپ سے جواب مقصود ہے۔ اعلیٰ حضرت جواب لکھنے کے لئے فوراً تیار ہو گئے۔ مولانا صالح کمال اور مولانا سید اسماعیل نے فرمایا کہ ہم لوگ ایسا فوری جواب نہیں چاہتے جو مختصر ہو بلکہ ایسا مدلل جواب چاہتے ہیں جس کا جواب نہ ہو۔ مولانا صالح کمال نے فرمایا کل منگل اور پرسوں بدھ ہے ان دو روز میں آپ جواب مکمل فرما دیں اور ہمیں آپ کا جواب جمعرات کو مل جائے تا کہ سیدنا شریف کے سامنے پیش کر دیں۔ اعلیٰ حضرت نے وعدہ فرما لیا۔ اللہ کی شان کہ دوسرے دن آپ کو بخار ہو گیا لیکن آپ اسی حالت میں رسالہ دولت مکیہ تصنیف کرتے رہے مکہ معظمہ میں یہ بات گونج چکی تھی کہ علم غیب کے سوالات کے جوابات مولانا احمد رضا تحریر کر رہے ہیں ابھی دولت مکیہ مکمل نہیں ہوئی تھی کہ شیخ الخطباء مولانا احمد ابوالخیر کا پیغام پہنچا کہ میں چلنے سے معذور ہوں اور دولت مکیہ سننا چاہتا ہوں اعلیٰ حضرت تشریف لے گئے جتنا حصہ لکھا جا چکا تھا ان کو سنا دیا وہ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا اس میں علم خمس کی بحث کا اضافہ ضرور کر دیا جائے اعلیٰ حضرت نے رخصت ہوتے وقت ان کے زانوئے مبارک کو ہاتھ لگایا تو حضرت موصوف نے فرمایا: اَنَــا اُقْبِلُ

اَرْجُلَکُمْ اَنَا اُقَبِّلُ نِعَالَکُمْ میں آپ کے قدموں کو بوسہ دوں میں آپ کے نعلین کو بوسہ دوں۔ پھر وہاں سے اعلیٰ حضرت اپنی قیام گاہ پر تشریف لے آئے اور شب ہی میں بحث خمس کو بڑھا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے خاص کرم و فضل سے دولت مکیّہ کی تکمیل کر کے جمعرات کی صبح ہی کو یہ کتاب حضرت مولانا اصالح کمال کے یہاں پہنچا دی گئی۔ دولت مکیہ اعلیٰ حضرت کی زندہ جاوید کرامت ہے کہ آپ نے بخار کی شدت میں بغیر کسی کتاب کی مدد کے محض اپنی خداداد یادداشت کے بل بوتے پر تفاسیر، احادیث اور کتب ائمہ کی اصل عبارات کے حوالجات کثیرہ نقل فرماتے ہوئے صرف ساڑھے آٹھ گھنٹے کی قلیل مدت میں تصنیف فرمائی جس میں حقائق و دقائق، معارف کے سمندر لہریں مار رہے ہیں اس کے دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ باغیوں کی سرکوبی کے لئے تازہ دم لشکر ہیں۔

شاہِ حجاز کا دربار پر وقار جس میں رئیس العلماء صالح کمال نے ۲۸ ذوالحجہ ۱۳۲۳ھ کو کتاب پیش کی اور علی الاعلان فرمایا کہ اعلیٰ حضرت نے وہ علوم ظاہر کیے ہیں جن کے انوار چمک اٹھے ہیں اور جو ہمارے خواب میں بھی نہ تھا شاہ حجاز شریف علی پاشہ نے کتاب پڑھنے کا حکم دیا۔ حضرت مولانا صالح کمال کتاب سناتے رہے جس کے دلائل قاہرہ سن کر شریف علی پاشا نے باآواز بلند کہا: اَللّٰہُ یُعْطِیْ وَھٰؤُلَاءِ یَمْنَعُوْنَ یعنی اللہ تو حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرماتا ہے اور یہ لوگ منع کرتے ہیں۔ کتاب کا شہرہ پورے شہر میں پھیل گیا مکہ شریف کے علماء نے اصل کتاب کی متعدد نقلیں لیں۔ (حیات اعلیٰ حضرت ص ۲۷۰)

اعلیٰ حضرت علماء مدینہ کے جھرمٹ میں

مدینہ منورہ میں اعلیٰ حضرت کی حاضری سے پہلے ہی آپ کے علم و فضل کا شہرہ اور آپ کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا ہو چکا تھا مکہ شریف میں آپ مدینہ منورہ کی حاضری کے لئے بے تاب تھے لیکن آپ کی علالت سفر کے لئے مانع تھی اور یہاں علمائے مدینہ عاشق رسول کی ملاقات اور زیارت کے لئے بیقرار ہو کر آپ کی آمد کا سختی سے انتظار فرما رہے تھے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالحق مہاجر مکی کا بیان ہے کہ ہم سالہا سال سے یہاں مدینہ منورہ میں مقیم ہیں۔ اطراف و آفاق سے علماء کرام آتے ہیں کوئی ان کو پوچھتا نہیں لیکن اعلیٰ

حضرت کے پہنچنے سے پہلے ہی علماء مدینہ اور اہل بازار آپ کی ملاقات اور زیارت کے لئے مشتاق تھے چنانچہ جب مدینہ منورہ میں آپ کی حاضری ہوئی اور آمد کی خبر ہر طرف پھیلی تو صبح سے عشاء تک آپ کے پاس علمائے مدینہ کا ہجوم رہتا ملاقات وزیارت کرنے والوں کی بھیڑ بارہ بجے رات سے پہلے ہٹنے کا نام نہ لیتی تھی یہاں تک کہ اگر کسی کو تنہائی میں بات کرنی ہوتی تو وہ آدھی رات کے بعد ہی مل سکتا تھا آپ کے ساتھ خلوص وعقیدت میں مدینہ منورہ کے باشندگان نے مکہ شریف سے زیادہ حصہ لیا۔ علمائے کرام مکہ شریف و مدینہ منورہ بڑی محبت و خلوص سے پیش آئے اور شایان شان آپ کا اکرام کیا حقیقت یہ ہے کہ جو مرد مومن پیارے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وعظمت پر اپنی فانی عزت قربان کر کے فنافی الرسول کی منزل پر پہنچ جاتا ہے پھر بارگاہ رسالت سے اس کو وہ اعزاز نصیب ہوتا ہے کہ امت کے بڑے بڑے اور چھوٹے سب اسی کے آگے جبین احترام جھکا دیتے ہیں۔ (حیات اعلیٰ حضرت)

سنی اور غیر سنی کی پہچان

حضرت علامہ مولانا قادر بخش صاحب سہسرامی جو ایک بہت بڑے عالم اور زبردست مقرر تھے۔ ایک مرتبہ صوبہ بہار کے سنی مسلمانوں نے حضرت مولانا قادر بخش سہسرامی کو اپنے یہاں تقریر کے لئے بلایا تقریر کے بعد کھانا کھانے کے لئے بیٹھے تو کسی نے پوچھا کہ حضرت سنی اور غیر سنی کی کیا پہچان ہے۔ ایسی بات بتائیے جس کے ذریعہ ہم لوگ بھی سنی اور غیر سنی کو پہچان سکیں کوئی بڑی علمی بات نہ ہو۔ مولانا قادر بخش سہسرامی صاحب نے فرمایا کہ ایسا آسان اور عمدہ اور کھرا قاعدہ آپ لوگوں کو بتا دیتا ہوں کہ اس سے اچھا اور آسان ملنا مشکل ہے آپ لوگ جب کسی کے بارے میں معلوم کرنا چاہیں کہ یہ سُنّی ہے یا غیر سُنّی تو اس کے سامنے اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ چھیڑ دیجئے اور اس کے چہرے کو بغور دیکھئے اگر چہرے پر بشاشت ہے اور خوشی کے آثار دکھائی دیتے ہیں تو سمجھ لیجئے کہ یہ سنی ہے بصورت دیگر وہ سنی نہیں ہے۔ کیونکہ آپ کی ذات اَلْحُبُّ فِي اللهِ وَالْبُغْضُ فِي اللهِ کی زندہ تصویر تھی اللہ جل جلالہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والے کو اپنا عزیز سمجھتے تھے اور اللہ جل جلالہ و رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کو اپنا دشمن

جانتے تھے۔ اپنے مخالف سے کبھی کج خلقی سے پیش نہ آئے۔ خوش خلقی کا یہ عالم تھا کہ جس سے ایک بار کلام فرمایا اس کے دل کو گرویدہ کرلیا کبھی دشمن سے بھی سخت کلام نہ فرمائی ہمیشہ حلم سے کام لیا۔ لیکن دین کے دشمن سے کبھی نرمی نہ برتی۔

شہباز خطابت

جس طرح آپ قلم کے دھنی تھے اسی طرح آپ میدان خطابت کے بھی شہسوار تھے اگر آپ کی تحریر تحقیقات وتدقیقات کے دریا بہاتی تو آپ کی تقریر حقائق وعرفان کے انوار برساتی تھی لیکن چونکہ بقاء دوام صرف تحریر کو ہے اس لئے آپ کی زندگی کے بیشتر اوقات تصنیفات کتب میں صرف ہوئے مگر تاہم خود شہر بریلی میں آپ کے ہر سال تین زبردست وعظ پابندی کے ساتھ ہوا کرتے تھے۔ ایک وعظ طلبہ فارغ التحصیل کے سالانہ جلسہ دستار بندی کے موقع پر ہوتا تھا۔ دوسرا وعظ جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں جو ہر سال ۱۲ ربیع الاول شریف کو آپ کی طرف سے حضرت مولانا حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے دولت کدہ پر منعقد ہوتا تھا۔ جس میں شہر بھر کے عمائدین ومعززین مطبوعہ دعوت نامہ کے ذریعہ مدعو کیے جاتے۔ اس جلسہ کی اہمیت پورے شہر میں ایسی تھی کہ اس تاریخ کو کسی دوسری جگہ اہتمام و انتظام کے ساتھ محفل نہیں ہوتی تھی۔ جملہ شائقین یہیں آکر اس جلیل الشان جلسہ میں شریک ہوتے۔ تیسرا وعظ مرشد برحق حضرت مولانا سید آل رسول مارہروی رضی اللہ عنہ کے عرس مبارک کے موقع پر جو ہر سال ۱۸ ذی الحجہ کو آپ کے کاشانہ اقدس پر منعقد ہوتا تھا۔ ان کے علاوہ لوگوں کی عرض وتمنا شہر و بیرونجات میں بھی آپ کے وعظ وبیانات ہوتے تھے۔

آپ کی تقریروں، تحریروں اور تمام تصنیفوں کا خلاصہ حسب ذیل تین باتیں ہیں:

۱- دنیا بھر کی ہر ایک لائق محبت و مستحق تعظیم چیز سے زیادہ اللہ جل جلالہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و تعظیم ہے۔

۲- اللہ تعالیٰ جل جلالہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی رضا کے لئے اللہ و رسول کے دوستوں سے دوستی ہونی چاہیے۔

۳- اللہ تعالیٰ جل جلالہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کے لئے اللہ تعالیٰ و رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے نفرت وعداوت ہونی چاہیے۔

آپ اپنی ساری عمر دنیا کو یہی بتاتے رہے کہ جس مسلمان کے دل میں ان تینوں باتوں میں سے ایک بات بھی کامل نہیں تو اس کا ایمان بھی کامل نہیں۔ الغرض آپ نے مسلمانان عالم کو شان الٰہی کا سچا ادب سکھایا۔ پیارے مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا سبق پڑھایا۔ حضرات انبیاء ومرسلین علیہم الصلاۃ والتسلیم کی عزت وحرمت کا گن گانا بتایا۔ صحابہ کرام واہل بیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت وعقیدت کا درس دیا۔ حضرات اولیاء کرام کے احترام واکرام کا چراغ روشن کیا۔ محبوبان بارگاہ الٰہی کے دشمنوں سے دور ونفور رہنے کا شرعی حکم سنایا۔ شریعت وطریقت کی سچی تعلیم سے آگاہ کیا۔ جھوٹے تصوف وفقیری کا پردہ چاک کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر خود عمل کیا اور اپنے مخلصین سے عمل کراتے رہے اور دوسرے مسلمانوں کو تلقین کرتے رہے۔ بمصداق جو سیکھا ہے سب کو سکھاتے چلو۔ دیئے سے دیا جلاتے چلو۔

آخر میں جناب سید عارف محمود مہجور رضوی گجراتی کا نذرانہ عقیدت ملاحظہ فرمائیں۔

عشق رسول حق ہے عنوان اعلیٰ حضرت
عشق رسول حق ہے پہچان اعلیٰ حضرت
کیوں کر نہ ضوفشاں ہوں عشق نبی کی شمعیں
عشق رسول حق ہے فیضان اعلیٰ حضرت
لکھے گئے ہزاروں قرآن کے تراجم
سب سے جدا ہے کنز الایمان اعلیٰ حضرت
دامان مصطفےٰ کے سایہ میں عاطفت ہے
اب بھی یہ گونجتا ہے اعلان اعلیٰ حضرت

(رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ جنوری ۲۰۰۲ء)

وَمَا عَلَیَّ اِلَّا الْبَلَاغ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ ھُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْل

میلاد شریف کیا ہے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ نَبِیَّہٗ وَزَیَّنَہٗ بِمَکَارِمِ الْوُجُوْدِ وَفَضَّلَہٗ بِالشَّفَاعَۃِ الْکُبْرٰی وَالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِكُ الْمَعْبُوْدِ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَکْرَمَ الْخَلْقِ وَاَحْسَنَ الْمَوْلُوْدِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ مِّیْلَادُہٗ سَعِیْدٌ وَ بَقَّاءُہٗ مَسْعُوْد وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ اِلَی الْیَوْمِ الْمَوْعُوْد ۔ اَمَّا بَعْدُ،

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْھَدُوْا وَ اَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ ۝ ۔ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔

تمام احباب نہایت ذوق وشوق اور با آواز بلند درود شریف پڑھیں۔

حریم عرش سے صل علیٰ خیر الوریٰ آئے
حبیب کبریا آئے طبیب دوسرا آئے
شہ ارض و سما آئے حبیب کبریا آئے
مچی ہے دھوم عالم میں محمد مصطفےٰ آئے

یہ وہ ماہ مبارک ہے کہ جس میں مصطفےٰ آئے
زبان خلق پر ہر دم نہ کیوں صلی علی آئے
وہ آئے جن کی آمد باعث تزئین گلشن ہے
ربیع الاولین یعنی بہار جانفزا آئے
امین دو جہاں بن کر مکین لا مکاں بن کر
مبارک اہل دنیا کو شہنشاہ دنے آئے
لب کوثر سرِ میزانِ ریاض خلد جنت میں
نظر جلوے جمال مصطفےٰ کے جا بجائے آئے

اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعزم شانہ ولا الہ غیرہ کی حمد وثنا وتقدیس وتہلیل کے بعد بے شمار ولا تعداد ہدیہ درود وسلام برذات سید الکائنات فخر موجودات اشرف البریات تاجدار عرب وعجم فخر آدم وبنی آدم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرات ذی وقار! ربیع الاول شریف وہ مقدس اور مبارک مہینہ ہے جس میں فخر کون ومکاں وجہ تخلیق انس وجاں مہبطِ آیات قرآن حضور سید المرسلین خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی۔ آپ کی جلوہ گری نے اس ظلمت کدہ عالم کو بقعہ نور بنایا۔ اسی ماہ مبارک کی بارہ تاریخ کو حضور سراپا نور کی آمد سے دنیا کا گوشہ گوشہ پرنور رہوا۔ بقول شاعر

لیلۃ القدر کا ہے بڑا مرتبہ — یہ بھی مانا ہے مرتبہ بڑا عید کا
جس میں تشریف لائے مگر مصطفےٰ — اس مبارک مہینے کی کیا بات ہے

عید میلاد

برادران گرامی! یہ جو ہم دو عیدیں عید الفطر اور عید الضحیٰ (چھوٹی اور بڑی عید) مناتے ہیں اور رمضان المبارک میں لیلۃ القدر جس کی شان قرآن پاک نے یوں بیان کی کہ

لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ (پ۳۰) یعنی یہ رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

اس کے علاوہ شعبان المعظم میں شب برات جس کے متعلق حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس رات بنی کلب، ربیع اور مضر کی بکریوں کے بالوں

کے برابر گناہ گار بخش دیتا ہے اور ماہ رمضان المبارک کا پورا مہینہ جس کے متعلق حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ رمضان المبارک کی پہلی ساعت سے لے کر آخری ساعت تک رحمت کے اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے اور آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنے سے ایک حج اور ایک عمرہ مبرور کا ثواب مل جاتا ہے۔ یہ سب اور اس کے علاوہ اللہ ذوالجلال والاکرام کی بڑی بڑی نعمتیں اسی ماہ مکرم ربیع الاول شریف کے صدقہ میں ملیں۔ اگر ربیع الاول شریف کی بارہویں تاریخ نہ ہوتی اور شاہ لولاک تشریف نہ لاتے تو کیا ہمیں یہ سب نعمتیں میسر آتیں۔ ہرگز نہیں۔ کیا خوب کہا مولانا ظفر علی خان نے

گر ارض وسما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

قسم بخدا اگر مدینے کا چاند طلوع نہ فرماتا تو نہ کوئی رمضان کا چاند دیکھتا اور نہ کوئی شعبان کا چاند دیکھتا اور نہ کوئی عید الفطر کا چاند دیکھتا اور نہ کوئی عید الاضحیٰ کا چاند دیکھتا۔ یہ قدر و منزلت کی راتیں یہ عیدیں اور یہ بہاریں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے۔

عید میلاد نہ ہوتی تو نہ ہوتیں یہ بھی
اپنی ہستی پہ کریں غور و تامل عیدیں

امام حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ایک پلے میں وہ دونوں ایک پلے میں یہ ایک
دونوں عیدوں سے نہیں کم عید میلاد رسول

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دن عرش و فرش، شمس و قمر، جن و بشر، حور و ملک، بحر و بر بلکہ کائنات کی ہر چیز کے چہرے پر نکھار آیا اور ہر مخلوق نے خوشی منائی سوائے ابلیس مردود کے

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں اے ربیع الاول
سوا ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

دنیا بھر میں یہ دن ایک خاص شان سے منایا جاتا ہے عاشقان مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دن میلاد شریف کی محفلیں اور جلسے منعقد کرتے ہیں اور یہ سب باتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعقیدت، تعظیم وتکریم اور شان عظیم کو ظاہر کرنے والی ہیں۔

بعض لوگ میلاد شریف کو ناجائز کہتے ہیں حالانکہ شریعت میں جس کام کی ممانعت نہ ہو اور قرآن وحدیث سے بھی نہ ٹکرائے وہ جائز مستحسن اور موجب اجر عظیم ہے۔ یہ محفل میلاد شریف بھی اسی قبیل سے ہے۔

محفل میلاد شریف

اس محفل میلاد شریف میں حضور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وکمالات اور حضور علیہ السلام کی سیرت وحالات اور صورت منورہ کا بیان ہوتا ہے اور سب سننے سنانے والے اپنے محبوب مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان افروز ارشادات، معجزات، کمالات سننے کے لئے جمع ہوتے ہیں اس میں کوئی ناجائز اور قباحت والی بات نہیں بلکہ مسلمانوں کے لئے موجب صد خیر وبرکت اور باعث مسرت ہے۔

اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے ذرا تفصیل سے دیکھئے کہ اس میں ہوتا کیا ہے

☆ اجتماع عام ہوتا ہے

☆ اس میں قرآن خوانی اور نعت خوانی ہوتی ہے

☆ ذکر ولادت باسعادت اور داعی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور خدا ورسول کے احکام وارشادات پر وعظ ہوتا ہے۔

☆ آخر میں بصد احترام واکرام صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے۔

☆ حسب المقدور شرینی تقسیم ہوتی ہے اور دعائے خیر پہ محفل کا اختتام ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا تمام امور میں کوئی ایسی بات نہیں جو ناجائز ہو ہر مسلمان جانتا ہے کہ یہ سب امور جائز مستحسن اور موجب خیر وبرکت ہیں اب مزید وضاحت اور تفصیل کے لئے ان امور کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا جاتا ہے۔ تاکہ کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے۔

اجتماع عام

سب سے پہلا اجتماع جس میں خالق کائنات نے ذکر رسالت فرمایا

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَاؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ۝ (پ۳)

اور جب اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے عہد لیا کہ میں تمہیں کتاب وحکمت دوں اور پھر تمہارے پاس تمہاری کتابوں کی تصدیق کرنے والا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لے آئے۔ تو تم اس (سید الانبیاء) پر ضرور ضرور ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا یہ فرما کر پھر فرمایا کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو تو سب نے عرض کی کہ ہاں فرمایا سب ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

برادران عزیز! ہماری محافل میں سو دو سو یا ہزار دو ہزار کم وبیش کا اجتماع ہوتا ہے لیکن عالم ارواح میں ایک لاکھ کئی ہزار انبیاء مرسلین علیہم السلام کا اجتماع تھا۔ ہمارے اجتماع میں بیان کرنے والے علماء کرام ومشائخ عظام ہوتے ہیں اور اس پہلے اجتماع میں بیان کرنے والا خود خالق کائنات خداوند کریم تھا ہماری محفلوں میں بیان ذکر رسول ہوتا اور اس پہلے اجتماع میں بھی بیان ذکر رسول ہی تھا پھر دیکھئے ذکر توحید (الست بربکم قالو بلیٰ) والے اجتماع میں ہر نیک وبد، مسلم وغیر مسلم سب شامل تھے اور امتیاز نہ تھا لیکن ذکر رسول والے اجتماع میں صرف معصوم اور مقبول رب العالمین انبیاء ومرسلین علیہم السلام تھے۔ اس میں ایک لطیف اشارہ یہ بھی ہے کہ اس محفلمیں وہی شریک ہوگا جو ازلی خوش بخت اور صالح ہوگا۔ غور کیجئے اللہ وحدہٗ لاشریک نے کس قدر اہتمام کے ساتھ ذکر رسول کیا اور یہ بھی یاد رہے کہ ذکر رسول کرنا اللہ کریم کی سنت ہے اور ذکر رسول سننا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔

ہزار عالم و فاضل ہزار زاہد ہو — اگر ہے شاہ رسل سے جدا تو کچھ بھی نہیں

معلوم ہوا کہ محفل میلاد کا اجتماع کوئی نئی بات نہیں بلکہ ہر زمانہ میں ہوا اور انشاء اللہ ہوتا رہے گا۔ دیکھیے مشکوٰۃ شریف فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث کے ابتدائی لفظ یہ ہیں۔

جَلَسَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ (اِلٰى اٰخِرِهٖ)

یعنی ایک جگہ بہت سے صحابہ کرام کا اجتماع تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے اپنے فضائل و مناقب بیان فرمائے۔

(تفصیل کے لئے دیکھیے البرہان فی خصائص حبیب الرحمٰن اور مرأت شرح مشکوٰۃ شریف)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حاضر خدمت ہوا شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک خبر پہنچی تھی کہ بعض لوگ ہمارے نسب میں طعن کرتے ہیں۔

فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا

(مشکوٰۃ شریف بروایت ترمذی شریف)

پس منبر پر قیام فرما کر پوچھا، بتاؤ، میں کون ہوں، سب نے عرض کی کہ آپ اللہ کے رسول ہیں فرمایا وہ تو ٹھیک ہے لیکن یاد رکھو میں محمد بن عبد اللہ ہوں۔ عبد المطلب کا پوتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھ کو بہترین مخلوق میں پیدا فرمایا پھر ان کے دو حصے کیے عرب و عجم تو مجھ کو ان میں بہتر عرب میں پیدا کیا پھر عرب کے قبیلے بنائے تو مجھ کو بہتر قبیلہ قریش میں پیدا کیا پھر قریش کے چند خاندان بنے تو مجھ کو بہتر خاندان بنو ہاشم میں سے کیا پس میں ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہوں اور خاندان میں بھی سب سے اچھا ہوں۔

تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

امام قسطلانی شارح بخاری مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں کہ

لَا زَالَ اَهْلُ الْاِسْلَامِ يَحْتَفِلُوْنَ بِشَهْرِ مَوْلِدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَ يَعْمَلُوْنَ الْوَلَائِمَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ فِيْ لَيَالِيْهِ بِاَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ وَيُظْهِرُوْنَ السُّرُوْرَ وَيَزِيْدُوْنَ فِي الْمُبَرَّاتِ وَ يَعْتَنُوْنَ بِقِرَاءَةِ مَوْلِدِ الْكَرِيْمِ (مواہب لدنیہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے رہے اور دعوت طعام کرتے رہے اور ان راتوں میں انواع واقسام کی خیرات کرتے رہے اور سرور ظاہر کرتے اور نیک کاموں میں حصہ لیتے مولد کریم کی قرأت کا خصوصی اہتمام کرتے۔

حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

قَالَ اِمَامُ السُّيُوْطِيْ يُسْتَحَبُّ لَنَا اِظْهَارُ الشُّكْرِ لِمَوْلِدِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ (تفسیر روح البیان ۹/۵۶)

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی ولادت پر شکر کرنا ہمارے لئے مستحب ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ

لَا زَالَ اَهْلُ الْاِسْلَامِ يَحْتَفِلُوْنَ بِشَهْرِ مَوْلِدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ماثبت بالسنہ ص ۷۵)

اہل اسلام ہمیشہ محفلیں منعقد کرتے رہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد مبارک کے زمانہ میں (سلطان العارفین ۱۹۶۲ء)

(مزید تفصیلات کے لئے النعمۃ الکبری مصنفہ ابن حجر مکی مطبوعہ قادری کتب خانہ سیالکوٹ دیکھئے)

قرآن خوانی

دوسری بات جو محفل میلاد شریف میں نظر آتی ہے وہ قرآن خوانی ہے۔ قرآن خوانی کی برکات سے کون انکار کرسکتا ہے قرآن پاک کی تلاوت وسماعت سے تو ہزاروں بلائیں دور ہوتی ہیں۔ قرآن پاک پڑھنے اور سننے سے دینوی واخروی فوائد حاصل ہوتے ہیں حضور

صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِنْ بُیُوْتِ اللّٰہِ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَیَتَدَارَ سُوْنَہٗ بَیْنَھُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ وَغَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ وَحَفَّتْھُمُ الْمَلٰئِکَۃُ وَذَکَرَھُمُ اللّٰہُ فِیْ مِنْ عِنْدَہٗ (مسلم شریف ترغیب منذری ص ۲۸۰)

اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں قرآن پاک سننے سنانے کے لئے لوگ جمع ہوں تو ان پر اللہ کا فضل وسکون نازل ہوتا ہے رحمت حق انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انہیں گھیرے میں لے لیتے ہیں۔

اس حدیث پاک میں قرآن مجید سننے اور سنانے کے لئے جمع ہونا کس قدر موجب اجروثواب بیان فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل وکرم اور رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ مسلمان کی ساری عزتیں اور رفعتیں اسی قرآن پاک سے وابستہ ہیں پہلے مسلمانوں نے اسی قرآن حکیم کی بدولت عروج پایا۔ چنانچہ شاعر کہتا ہے کہ

وہ معزز تھے زمانہ میں مسلمان ہو کر
اور ہم خوار ہوئے ہیں تارک قرآن ہو کر

افضل عبادت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ

اَفْضَلُ عِبَادَۃِ اُمَّتِیْ تِلَاوَۃُ الْقُرْآنِ (احیاء العلوم ۱/۲۸۱)

افضل ترین عبادت میری امت کی قرآن پاک کی تلاوت ہے۔

جب کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کا دل زنگ آلود ہو جاتا ہے حضور علیہ السلام سے اس کے متعلق جب پوچھا گیا کہ زنگ کیسے اترے گا تو آپ نے فرمایا کثیرۃ ذکر الموت وتلاوۃ القرآن (مشکوٰۃ شریف) قرآن پاک کی تلاوت کرو اور موت کو کثرت سے یاد کرو۔

خیر و برکت

حضور رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اِنَّ الْبَیْتَ الَّذِیْ لَا یُتْلٰی فِیْہِ کِتَابُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ضَاقَ بِاَھْلِہٖ وَقَلَّ

خَيْرُهٗ وَ خَرَجَتْ مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ وَ حَضَرَتِ الشَّيَاطِيْنُ

(احیاء العلوم ص ۲۸۲)

جس گھر میں قرآن پاک کی تلاوت نہ کی جائے اللہ تعالیٰ اس کے رہنے والوں پر تنگی کر دیتا ہے اور ان سے خیر و برکت اٹھا لیتا ہے اور ملائکہ اس گھر کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور شیاطین کی وہ آماجگاہ بن جاتا ہے۔

نیز فرمایا

مَا مِنْ شَفِيْعٍ اَفْضَلُ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنَ الْقُرْآنِ (احیاء العلوم ص ۲۸۱)

قرآن مجید سے بہتر اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت کرنے والا اور کوئی نہیں۔

قرآن مجید فرقان حمید برہان رشید ایک ایسا دلفریب اور لاریب کلام ہے جیسے بار بار پڑھو صبح و شام پڑھو ساری عمر پڑھو اس سے پڑھنے والا اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا بلکہ بار بار پڑھنے میں پہلے سے زیادہ کیف و سرور محسوس ہوتا ہے۔ یہ بات یاد رکھیئے کہ قرآن کریم کو صحت لفظی اور حسن صوت سے پڑھنا چاہیے۔ قرآن پاک کو صحیح پڑھنا سیکھو قرآن پاک میں زیر زبر کی غلطی سے معنی بدل جاتے ہیں اور الفاظ کی تبدیلی سے بھی بہت فرق پڑ جاتا ہے۔ مثلاً قل کو کل پڑھ دیا تو معنی میں تبدیلی ہو جائیگی جیسے ایک شخص نماز پڑھتے ہوئے آگے کتا باندھ لیتا تھا پوچھنے پر کہنے لگا کہ حدیث پر عمل کر رہا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے لَاصَلٰوةَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْب ۔ یعنی حضور قلب کے بغیر نماز کی کاملیت نہیں ہوتی۔ بڑے ق کی جگہ چھوٹا ک پڑھتا رہا جس کا معنی کتا ہے۔ اس لئے ایسی غلطیوں سے بچنے کے لئے قرآن پاک صحیح پڑھنا سیکھیے۔

الغرض محفل میلاد شریف میں قرآن پاک کی تلاوت ہوتی ہے جو صدہا برکات اور اجر و ثواب کا موجب ہے۔

ایک پنجابی شاعر اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

جندا قرآن نال پیار ہو گیا
بھانویں لکھ گنہگار بیڑا پار ہو گیا

نعت خوانی

تیسری بات جو محفل میلاد شریف میں نظر آتی ہے وہ نعت خوانی ہے۔ جو مسلمان حضور علیہ السلام کا نعت خواں نہیں حقیقت میں وہ کامل مسلمان نہیں قرآن پاک سارا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ہے جیسے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ یہ آیت پاک حمد خدا بھی ہے اور نعت مصطفیٰ بھی ہے میاں صاحب فرماتے ہیں

شداں مداں زیراں زبراں شان نبی وچ آیاں
عاماں لوماں خبر نہ کائی خاصاں رمزاں پایاں

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت نظم میں ہو یا نثر میں جان ایمان ہے اور خود نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ کے معنی ہی میں نعت موجود ہے یعنی محمد کہتے ہی اسے ہیں جس کی ہر آن ہر زمان تعریف کی جائے اَلَّذِيْ يُحْمَدُ حَمْدًا بَعْدَ حَمْدٍ وہ ذات جس کی پے در پے اور متواتر حمد کی جائے اسے محمد ﷺ کہتے ہیں محمد کا معنی ہی حمد کیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چونکہ فرش و عرش والے سبھی حمد و ثنا کرتے رہتے ہیں اس لئے آپ کا نام ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حبیب اللہ!

عرش پر تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی نعت خوانی کا ذکر احادیث میں آتا ہے آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی فرماتے اور آپ کی مدح و ثنا میں شعر پڑھتے بلکہ کفار کی لغویات کا بھی جواب دیتے ہیں۔

سٹیج بچھانا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُوْلُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُفَاخِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ (مشکوٰۃ شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نعت خواں حضرت حسان کے لئے اپنی مسجد میں منبر رکھتے اور حسان منبر پر کھڑے ہو کر حضور کی نعت خوانی کرتے۔

اس حدیث پاک سے سٹیج بچھانا اور نعت خواں کا اس پر کھڑے ہو کر نعت شریف پڑھنا بھی ثابت ہوا۔ پھر حدیث پاک میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان سے نعت شریف سن کر اپنے نعت خواں کو یوں دعا دیتے۔ اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اے اللہ حسان کی روح قدس سے مدد فرما۔ اسی طرح جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شعروں میں نعت شریف پڑھی...... آپ نے اجازت طلب کی اجازت ملنے پر سرکار کی نعت شریف پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا دی: قُلْ لَا یُفْضِضُ اللّٰہُ فَاکَ کہو جو کہنا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سلامت رکھے۔ اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ صحابہ کے بھرے اجتماع میں ایک طویل نعت شریف پڑھی جو مواہب لدنیہ س ۱/۱۷۵ پر موجود ہے۔

بڑے بڑے صحابہ کرام اولیاء عظام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی میں رطب اللسان رہے اور ہیں۔ فاروق اعظم، امام اعظم، غوث اعظم، مولانا جامی، مولانا رومی، امام بوصیری، امیر خسرو، اعلیٰ حضرت وغیرہم رضی اللہ عنہم ان سب بزرگوں نے نعتیں لکھیں اور پڑھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت نظم میں یا نثر میں مسلمان کے لئے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ ہمیں نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سننے اور پڑھنے کی توفیق دے اور نعت شریف پڑھتے ہوئے ہی ہمارا دم نکلے۔

بشیر ان کی ثنا کرتے ہوئے تیرا دم نکلے
فرشتے غسل دیں لاشے ترے کا آب زم زم سے

ذکر ولادت اور وعظ

اب چوتھے نمبر پر وعظ و ذکر ولادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں انبیاء کرام

کے اجتماع میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر فرمایا نیز پ ۴ میں فرمایا کہ

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ج

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ (کنز الایمان)

پھر خالق کائنات نے پ ۵ میں فرمایا کہ

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ ۔

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

(کنز الایمان)

پھر پ ۱۱ میں ارشاد رب العالمین ہے کہ

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان۔

مندرجہ بالا آیات میں اللہ وحدہٗ لاشریک نے آپ کا ذکر ولادت (تشریف آوری) فرما کر آپ کے اوصاف جمیلہ کا ذکر فرمایا۔

اور خود سرور کونین رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ذکر فرمایا ہے کہ

اِنِّىْ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِىْ طِيْنَتِهٖ وَسَاُخْبِرُكُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِىْ اَنَا دَعْوَةُ اِبْرَاهِيْمَ وَبَشَارَةُ عِيْسٰى وَ رُؤْيَا اُمِّىَ الَّتِىْ رَاَتْ حِيْنَ وَضَعَتْنِىْ وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۰۵)

میں اس وقت بھی اللہ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا تھا جب کہ آدم علیہ السلام مٹی اور خمیر میں تھے اور میں تمہیں اپنی ابتداء کی خبر دیتا ہوں۔ میں دعاء ابراہیم کا نتیجہ ہوں اور میں عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں جو آپ نے اپنی قوم کو دی۔ اور میں ہی اپنی والدہ کا وہ خواب ہوں جو میری والدہ نے میری ولادت کے وقت ایک ایسا نور دیکھا تھا جس کی روشنی سے ملک شام کے محلات روشن ہو گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے وہ خواب ہوں جو انہوں نے دیکھے ہیں۔ غور کریں خواب والدہ ماجدہ نے دیکھے اور تعبیریں آپ علیہ السلام بتا رہے ہیں۔

کائنات کی ساری ماؤں سے خوش نصیب ماں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا ہیں جن کی گود میں محبوب کونین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ کسی ماں کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ میرا بچہ مستقبل میں کیسا ہوگا۔ بانی پاکستان ہوگا، مصور پاکستان ہوگا، شاعر ہوگا، عالم ہوگا، حافظ قرآن ہوگا، ڈاکٹر ہوگا، وکیل ہوگا، نیک ہوگا یا بد ہوگا۔ لیکن حضرت آمنہ وہ خوش نصیب ماں ہے جن کو آپ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ہی پتہ چل گیا کہ میرا لخت جگر امام الانبیاء ہوگا کیونکہ آپ کو ہر ماہ انبیاء وکرام کی زیارتیں ہوتی تھیں اور مبارکبادیاں ملتی تھیں کہ تیرا نور چشم اس شان کا مالک ہوگا (تفصیل کے لئے المیلاد النبوی لابن جوزی دیکھیے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور ولادت کا ذکر ہر دور میں ہوا ہر نبی نے اپنے اپنے زمانے میں اپنی اپنی امتوں کو آپ کی آمد اور جلوہ نمائی کے خطبے دیئے اور آپ کی آمد کے چرچے کیے۔

بشارت تیری انبیاء دیتے آئے
ہوا ہر زمانہ میں چرچا تیرا

آپ کی آمد سے پہلے انبیاء کرام فرماتے تھے کہ وہ آرہے ہیں اب قیامت تک امتی

کہتے ہیں اور کہتے رہیں گے کہ وہ تشریف لے آئے ہیں اور عید میلاد کی خوشیاں مناتے رہیں گے۔

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولا کی دھوم
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت علی شیر خدا حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے خلیفہ اور سید التابعین ہیں سے کسی نے پوچھا کہ حضور محفل میلاد پہ کتنا خرچہ کرنا چاہیے تا کہ اسراف نہ ہو تو آپ نے فرمایا

لَوْ كَانَ لِيْ جَبَلُ اُحُدٍ ذَهَبًا لَاَنْفَقْتُهٗ عَلٰى قِرَاْءَةِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (نعمت کبریٰ)

اگر اللہ تعالیٰ احد پہاڑ کو میرے لئے سونا بنا دے تو وہ تمام سونا میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی خوشی میں قربان کردوں۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے میلاد شریف پر جتنا خرچ کیا جائے کم ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خان تاجدار بریلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

فیوض الحرمین میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں حج کرنے کے لئے گیا تو مجھے مکہ المکرمہ میں رہنے کا کچھ موقع ملا یہاں تک کہ ربیع الاول شریف کا مہینہ آ گیا اور بارہویں تاریخ آ گئی آپ فرماتے ہیں جس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی وہاں محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوئی۔ اس محفل میں بڑے بڑے غوث، قطب، محدث، مفسر، علماء اولیاء آئے اور مجھے بھی اس نورانی محفل سے حاضری کا موقع نصیب ہوا۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی نگاہوں سے اس محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر انوار کی بارش ہوتے ہوئے دیکھی ہے۔

علمائے دیو بند کے مقتدر بزرگ اور پیرو مرشد جناب حاجی امداد اللہ مہاجر مکی شمائم

امداد یہ ص ۹۳ میں فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں۔ تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں۔ جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں؟ البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے۔ اگر احتمال تشریف آوری کیا جائے۔ مضائقہ نہیں کیونکہ خلق مقید بزمان و مکان ہے۔ لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے۔ پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں۔

دنیا میں کروڑوں جگہ محفل میلاد منعقد ہوتی ہیں لیکن کسی محفل میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم رنجہ فرمانا حضرت حاجی صاحب کے نزدیک بعید نہیں اور حضور علیہ السلام کی تشریف آوری کا خیال کرنا بھی شرعاً کوئی مضائقہ نہیں۔ جو لوگ آپ علیہ السلام کے تشریف لانے کا انکار کرتے ہیں وہ شمائم امدادیہ کی منقولہ عبارات کو غور سے پڑھیں بزرگوں کے فرمان کی روشنی میں اپنی اصلاح کریں۔ باقی رہا وعظ یعنی مسلمانوں کو پند و نصیحت تو ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

فَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ (پ ۲۷)

یعنی وعظ کہو کہ یہ وعظ مومنوں کے لئے نافع ہے۔

الحمد للہ! محفل میلاد شریف میں سب باتیں تعمیل ارشاد حق تعالیٰ ہیں جو کہ مستحسن اور باعث ثواب ہیں۔

قیام وسلام

اس مسئلہ میں کسی کو اختلاف نہیں کیونکہ درود وسلام کا پڑھنا بہت بڑا نیک کام ہے ارشاد باری ہے کہ

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (پ ۲۲)

تم بھی ان پر درود پڑھو اور سلام بھیجو جیسا کہ سلام بھیجنے کا حق ہے۔

ارشاد رب العالمین جل جلالہ بغیر کسی قید کے مطلقاً ہے یہ نہیں فرمایا کہ میرے محبوب پر صلوٰۃ سلام بیٹھ کر ہی پڑھنا خبردار قیام نہ کرنا۔ بلکہ فرمایا میرے محبوب علیہ السلام پر صلوٰۃ والسلام پڑھو جیسے ممکن ہو کھڑے ہو کر بیٹھ کر، لیٹ کر، کوئی پابندی نہیں لگائی اگر کوئی خود

پابندی لگاتا ہے تو اس کی مرضی خالق تو صرف خلوص چاہتا ہے ادب چاہتا ہے اور اپنے محبوب سے محبت وعقیدت چاہتا ہے۔ ہم اہلسنّت و جماعت تو ہر طرح صلوٰۃ والسلام پڑھنا جائز سمجھتے ہیں البتہ جو یہ کہتے ہیں کہ کھڑے ہوکر نہیں پڑھنا چاہیے وہ بتائیں کہ کھڑے ہوکر کیوں نہیں پڑھنا چاہیے۔ قرآن پاک میں یہ کہیں نہیں کہ کھڑے ہوکر صلوٰۃ وسلام مت پڑھیں۔ بلکہ مطلق ہے کہ صلوٰۃ وسلام پڑھو کوئی کھڑے ہونے یا بیٹھنے کی پابندی نہیں ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

سلام وقیام کا انکار کرنے والے بعض اوقات یہ کہتے ہیں کہ دیکھو نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے اس لئے میلاد شریف میں بھی بیٹھ کر صلوۃ وسلام پڑھنا چاہیے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ نماز کی تمام دعائیں اور ہیتیں شریعت کی طرف سے معین ہیں اس میں عقل وقیاس کا کوئی دخل نہیں۔ میلاد کو نماز پر قیاس کرنا غلط ہے۔ دیکھئے نماز میں قرآن مجید صرف کھڑے ہوکر پڑھا جاتا ہے رکوع یا سجدہ یا تشہد کی حالت میں پڑھنا منع ہے تسبیحات رکوع وسجدہ میں پڑھی جاتی ہے قیام اور تشہد میں نہیں پڑھی جاتی۔ کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ نماز کی حالت میں جو چیز جیسے پڑھی جاتی ہے نماز کے باہر بھی ویسے ہی پڑھی جائے۔ کوئی بھی دانشمند ایسی جسارت نہیں کرسکتا۔

پھر دیکھئے! سلموا فعل امر کے بعد تسلیما مفعول مطلق کا بھی ذکر کیا گیا۔ جو تاکید کے لئے ہے مطلب یہ کہ تم لوگ سلام پڑھو جیسا سلام پڑھنے کا حق ہے یعنی ادب واحترام اور وقار کے ساتھ سلام پڑھو۔ نماز میں بیٹھ کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ نماز میں بیٹھ کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے میں زیادہ ادب واحترام اور اطمینان ووقار کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ اس لئے اہلسنّت وجماعت نماز میں بیٹھ کر اور میلاد میں کھڑے ہوکر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں۔

تمام انبیاء کرام پر سلام پڑھنا یہ تو اللہ کریم کی سنت ہے دیکھیئے قرآن شریف۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ (پ۲۳) سَلَامٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعَالَمِيْنَ

(پ۲۳) سَلَامٌ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ (پ۲۳) سَلَامٌ عَلٰی مُوْسٰی وَ هَارُوْنَ
(پ۲۳) سَلَامٌ عَلٰی اِلْیَاسِیْنَ (پ۲۳) وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ (پ۲۳)

حضرت یحیٰی علیہ السلام کا پورا میلاد بیان فرما کر فرمایا

وَسَلَامٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَ یَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا (پ۱۶)

حضرت یحیٰی علیہ السلام پر سلام ہو ان کی ولادت کے دن ان کی وفات کے دن اور ان کے قبر سے اٹھنے کے دن۔

اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد شریف سورۂ مریم میں بیان کیا گیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے سلام پڑھنے کا ذکر خداوند کریم نے یوں فرمایا کہ

وَالسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَ یَوْمَ اَمُوْتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا (پ۱۶)

دونوں پیغمبروں کے میلاد کے اختتام پر سلام، ہم بھی میلاد شریف کے آخر میں سلام پڑھتے ہیں۔

ایک حدیث پاک میں ہے کہ

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (شرح شفا ۳/۸۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں تشریف لاتے تو یوں فرماتے صلی اللہ علیہ وسلم

المختصر: صلوٰۃ وسلام ہر طرح جائز ہے بیٹھ کر پڑھو یا کھڑے ہو کر پڑھو نماز سے پہلے پڑھو یا بعد میں پڑھو اس میں نزاع نہیں ہے۔

میلاد دافع شرک ہے

میلاد شریف کے متعلق کچھ لوگ خواہ مخواہ بحث کرنے لگ جاتے ہیں حالانکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دافع شرک ہے عیسیٰ علیہ السلام نے چند معجزات دکھائے تو لوگوں نے خدا یا خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم تو سراپا معجزہ ہیں اس لئے جب میلاد شریف میں بار بار بیان ہوتا رہتا ہے کہ آپ بارہ ربیع الاول شریف کو پیدا ہوئے آپ کی والدہ کا نام آمنہ والد کا نام عبداللہ دادا کا نام عبدالمطلب دائی کا نام حلیمہ سعدیہ چچا کا

نام ابو طالب، حمزہ، عباس ہیں، اب کسی کو یہ وہم نہیں ہو سکتا کہ آپ خدا ہیں۔ میلاد شریف امت کو شریک سے بچانے کا ایک بہترین عمل ہے۔

شرینی تقسیم کرنا

اس کار خیر کے اچھا ہونے میں شبہ کیوں! جب کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ

- یَآیُّھَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُو الطَّعَامَ (ابن ماجہ ص ۶۴۳)

اے لوگو سلام پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ۔

دوسری حدیث پاک

کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ

(مشکوۃ شریف ص ۳۵۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حلوے اور شہد سے بڑا پیار تھا۔

اختتام پر شرینی تقسیم کرنا اسی حدیث پاک پر عمل ہے۔ اس میں کوئی بدعت اور ناجائز کام نہیں۔

دعائے خیر

محفل پاک کے اختتام پر دعاء خیر کی جاتی ہے یہ بھی ایک بہت ہی مستحسن عمل ہے متعدد احادیث مبارکہ میں اس کی اہمیت وافادیت کو بیان کیا گیا ہے مثلاً

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَاءُ ھُوَالْعِبَادَۃُ (ترمذی شریف)

آپ فرماتے ہیں کہ دعا عین عبادت ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ (ترمذی شریف)

آپ نے فرمایا دعا عبادت کا مغز ہے۔

پہلی حدیث نعمان بن بشیر سے دوسری حدیث حضرت انس سے تیسری حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ وَ

عِمَادُ الدِّيْنِ وَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

(الحاکم فی المستدرک ص ۱/۴۹۲ سلام المومن)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا مومن کا ہتھیار ہے دین کا ستون ہے اور زمین وآسمان کا نور ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ شَیْءٌ اَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الدُّعَاءِ (الحاکم ص ۱/۴۹۰)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے بڑھ کر کوئی چیز عزت والی نہیں۔

سیدنا حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ فرمایا حضور علیہ السلام نے

اِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَ مِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِالدُّعَاءِ

(مشکوٰۃ شریف)

بے شک دعا نفع دیتی ہے ان حوادث میں جو نازل ہو چکے اور ان میں بھی جو ابھی نازل نہیں ہوئے پس اے خدا کے بندو دعا کا اہتمام کرو۔

نیز ایک اور حدیث پاک میں آپ فرماتے ہیں کہ

مَنْ لَّمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ (ترمذی، ابن ماجہ)

جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا اللہ اس پر غضب فرماتا ہے۔

مندرجہ بالا احادیث کی روشنی میں پتہ چلا کہ دعا مانگنا کتنا ضروری ہے اور جو دعا نہیں مانگتے اللہ تعالیٰ ان پر ناراض ہوتا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات محبوب ہے کہ اس کے بندے اس سے مانگیں اور اس بات کا انتظار کرنا کہ بلا اور پریشانی کو اپنے کرم سے دور فرمائے گا اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ (ابن حبان ص ۲/۸۷)

فضل ترے دی آس الٰہی ہور غرور نہ کوئی
صدقہ اپنے پاک نبی دا بخش خطا جو ہوئی

دعا کی حقیقت

حضرت علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

حَقِیْقَۃُ الدُّعَاءِ اِسْتِدْعَاءُ الْعَبْدِ رَبَّہٗ جَلَّ جَلَالُہُ الْعِنَایَۃَ وَاِسْتِمْدَادُہٗ اِیَّاہُ الْمَعُوْنَۃَ (تفسیر کبیر ص ۵/۱۰۶)

دعاء کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اپنے پروردگار جل جلالہ سے اعانت و مدد کا طلب گار ہو۔

حضرات گرامی! آپ نے ہر چیز کو علیحدہ علیحدہ باحوالہ پڑھ لیا اور امید ہے کہ سمجھ بھی لیا ہوگا۔ اب بھی اگر کوئی اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے محفل میلاد شریف کو بدعت یا ناجائز کہے تو اس کی اپنی مرضی۔ پیر سید امیر شاہ صاحب فرماتے تھے کہ

بس کر ہن تو شاہ امیرا ہوے بیان بتیرے
جنوں چاہوے اوہ دیوے ہدایت وس نہیں کجھ تیرے

اب آخر میں علامہ عبدالسمیع بیدل کا نذرانہ عقیدت پڑھیئے وہ فرماتے ہیں کہ

آؤ مشتاقان محفل محفل میلاد میں — رحمتیں بے حد ہیں نازل محفل میلاد میں
عطر ملنا، بانٹنا شرینی، سلگانا بخور — ہیں یہ امت کے مشاغل محفل میلاد میں
ذکر حق، نعت پیغمبر، اجتماع مومنین — جمع ہیں یہ سب فضائل محفل میلاد میں
قاری میلاد جب اٹھ کر لگے پڑھنے سلام — سب اٹھے محفل کی محفل، محفل میلاد میں
حیف اس پر جب کھڑے سب ہوئیں وہ بیٹھا رہے — ہو کے پابند سلاسل محفل میلاد میں

کچھ تو اس محفل میں پایا ہے جو یوں آداب سے
سر کے بل آتا ہے بیدل محفل میلاد میں

والسلام مع الکرام

بے مثل بشریت ونورانیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ یَا نُوْرُ یَا نُوْرَ النُّوْرِ یَا نُوْرَ قَبْلَ کُلِّ نُوْرٍ وَ نُوْرَ بَعْدَ کُلِّ نُوْرٍ یَامَنْ لَہُ النُّوْرُ وَبِہِ النُّوْرُ وَمِنْہُ النُّوْرُ وَاِلَیْہِ النُّوْرُ وَھُوَ النُّوْرُ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی نُوْرِکَ الْمُنِیْرِ الَّذِیْ خَلَقْتَہٗ مِنْ نُوْرِکَ وَخَلَقْتَ مِنْ نُوْرِہِ الْخَلْقَ جَمِیْعًا وَعَلٰی اَشِعَّۃِ اَنْوَارِہٖ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَقْمَارِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ آمِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ ۔

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔

تمام حضرات نہایت ذوق وشوق کے ساتھ باآواز بلند درود شریف پڑھیں۔

یوم میلاد شہنشاہ دو عالم آ گیا
صنعت آذر کی بربادی کا موسم آ گیا
صبح صادق بارہویں تاریخ دوشنبہ کے دن
شکل انسانی میں وہ نور مجسم آ گیا
زندگی اب دامن رحمت میں پائے گی سکون
محسن انسانیت ہادی اکرم آ گیا

ہو گیا ظاہر ابراہیمی دعاؤں کا اثر
نازش عالم نوید ابن مریم آگیا
ذرہ ذرہ بن گیا آئینہ حسن و جمال
نور برساتا ہوا خورشید اعظم آگیا

حضرات گرامی! ماہ نور شہر السرور ماہ ربیع الاول شریف وہ مبارک اور مقدس مہینہ ہے جس کی آغوش میں نور مبین کے جلوے قیامت تک چمکتے رہیں گے اسی مہینہ میں دین الٰہی کی تکمیل اور روحانی دستور کی بنیاد رکھی گئی اور خدا تعالیٰ کی مخلوق کے لئے نجات وسعادت کا راستہ تیار کیا گیا یہ مبارک اور مقدس مہینہ اسلام میں بڑی فضیلت رکھتا ہے اور اس کی خوبیاں سال کے تمام مہینوں پر فوقیت رکھتی ہیں اس ماہ مبارک کی بارہ تاریخ کو خالق کائنات جل جلالہ کے سب سے پہلے اور آخری نبی جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔

بشانِ محبوبیت وہ محبوب خالق بے نیاز آئے
خدا ہے خود جن کا مدح خواں وہ محمد پاکباز آئے
وہ آئے آمد سے جن کی ماہ ربیع الاول نے اوج پایا
وہ آئے معراج وتاج والے وہ آئے شاہ حجاز آئے
زمانہ جن کا منتظر تھا تھے عرش اعلیٰ پر جس کے جلوے
نقاب رخ کو اٹھائے وہ ہی دکھانے ابروئے ناز آئے

پہلی بہار

ربیع الاول کے معنی ہیں پہلی بہار یعنی سرکار دوعالم فخر آدم وبنی آدم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد سے دنیائے ظلمت میں بہار آگئی۔ ساری دنیا بقعۂ نور بن گئی۔ معلم انسانیت رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل دنیا کی حالت اتنی خراب اور خستہ ہو چکی تھی کہ ہر طرف کفر وشرک، ظلم وستم کی گھٹائیں چھا چکی تھیں عیاری بدکرداری مکاری چوری اور راہ زنی لوگوں کا معمول بن گیا تھا۔ انسان ایک کوہ آتش فشاں تھا جس سے ہر

گھڑی بغض و عناد اور فساد کی آگ نکلتی رہتی تھی۔ ہر شخص اور ہر قبیلہ کے جذبات اتنے مشتعل اور بے قابو تھے کہ چھوٹی چھوٹی سی بات پر کشت وخوں کا بازار گرم ہو جاتا تھا۔ کسی کے جان و مال کا کوئی تحفظ نہ تھا۔ حضور سراپا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی تو عرب کے اجڑے ہوئے دیار میں بہار آ گئی۔

ہوں لاکھ سلام اس آقا پر بت لاکھوں جس نے توڑ دیئے
دنیا کو دیا پیغام سکوں طوفانوں کے رخ موڑ دیئے
اس رحمت عالم نے حساں کیا کیا نہ دیا انسانوں کو
دستور دیا منشور دیا کچھ راہیں دیں کچھ موڑ دیئے

لات و منات اور ہبل و عزیٰ کے پجاریوں نے لا الہ الا اللہ کی صدائیں بلند کیں۔ بت پرستی کی جگہ خدا پرستی نے لے لی۔ اسلام کا بادل رحمت خداوندی بن کر برسا تو عداوت کی جگہ محبت نے لے لی انتقام کی جگہ عفو و درگزر نے لے لی۔ تکبر و غرور کی جگہ تواضع و انکساری اور امن و سلامتی کا دور دورہ ہوا۔ بت کدے زمین بوس ہوئے۔ آفتاب ہدایت کی شعاعیں چارسو پھیل گئیں۔ انسانیت کا مقدر چمک اٹھا دونوں عالم آپ کے نور سے منور ہو گئے۔

نور ازلی چمکیا غائب اندھیرا ہو گیا
کملی والا آ گیا تھاں تھاں سویرا ہو گیا

حضرات ذی وقار! قرآن مجید فرقان حمید برہان رشید کی تلاوت کردہ آیت پاک میں خالق ارض وسماء نے آپ کی آمد آمد اور شان وعظمت کو بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور قرار دیا ہے۔ مستند مفسرین عظام محدثین کرام نے جنہیں ہر طبقہ اور گروہ کے اکابرین مسلمہ اور مستند سمجھتے ہوئے اپنی اپنی کتابوں اور تقریروں میں ان کے حوالہ جات بیان کرتے ہیں اپنی اپنی کتب تفاسیر اور کتب احادیث میں نور سے مراد سرور کائنات منبع کمالات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات قرار دیا ہے۔ ذوق وشوق میں اضافہ اور تسکین قلبی کی خاطر مفسرین اور محدثین کی اصل عبارات پیش خدمت ہیں۔

تفسیر کبیر

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّ الْمُرَادَ بِالنُّوْرِ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

بے شک نور سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (ص ۳۹۵)

تفسیر بیضاوی

امام عبد الرحمٰن بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ یُرِیْدُ بِالنُّوْرِ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

بے شک آیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور، مراد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (تفسیر بیضاوی ص ۹۲)

تفسیر معالم التنزیل

امام ابو محمد الحسین الفراء البغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ یَعْنِیْ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(تفسیر معالم التنزیل ص ۲/۲۳ بر حاشیہ تفسیر خازن)

تفسیر ابن عباس

سید المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ

رَسُوْلٌ یعنی مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک آیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (تفسیر ابن عباس ص ۲۷ مطبوعہ مصر)

تفسیر ابو السعود

امام ابو السعود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ ۔ قِیْلَ الْمُرَادُ بِالْاَوَّلِ ھُوَ الرَّسُوْلُ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَبِالثَّانِی الْقُرْآن۔

لو آ گیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور روشن کتاب۔ مفسرین علیہم الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اول نور سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وَبِالثَّانِی الْقُرْآن ۔(تفسیر ابوالسعود ص۴/۳۶ برحاشیہ تفسیر کبیر مطبوعہ مصر)

تفسیر جلالین

علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ ھُوَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

بے شک آیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور وہ نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (تفسیر جلالین ص ۹۷)

تفسیر سراج المنیر

امام محمد شربینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ ھُوَ مُحَمَّدٌ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

بے شک آیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور وہ نور محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔(تفسیر سراج المنیر ص ۳۶۰ مطبوعہ نولکشور)

تفسیر خازن

امام علاؤالدین علی بن محمد الخازن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ یَعْنِیْ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا سَمَّاہُ اللّٰہُ نُوْرًا لِاَنَّہٗ یَھْتَدَای بِہٖ کَمَا یَھْتَدٰی بِالنُّوْرِ فِی الظُّلَام۔

بے شک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک نور اس لئے رکھا کیونکہ جس طرح نور سے اندھیروں میں ہدایت پائی جاتی ہے اسی طرح آپ کی

ذات بابرکات کی نورانیت سے راہ ہدایت ملتی ہے۔

(تفسیر خازن ص ۱/۴۴۷ مطبوعہ مصر)

تفسیر روح المعانی

امام محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ اَیْ نُوْرٌ عَظِیْمٌ وَھُوَ نُوْرُ الْاَنْوَارِ وَالنَّبِیُّ الْمُخْتَارِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

بے شک آ گیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور جو کہ عظیم نور ہے اور وہ نور الانوار نبی مختار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات ہے۔

(تفسیر روح المعانی ص ۱/۹۷)

تفسیر روح البیان

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ قِیْلَ الْمُرَادُ بِالْاَوَّلِ وَ ھُوَ الرَّسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ بِالثَّانِی الْقُرآنُ

بے شک آ گیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور کتاب مبین مفسرین نے کہا ہے کہ اول نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور دوسرا کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔ (تفسیر روح البیان ۲/۳۶۹)

نیز فرماتے ہیں کہ سُمِّیَ الرَّسُوْلُ نُوْرًا لِاَنَّ اَوَّلَ شَیْءٍ اَظْھَرَہُ الْحَقُّ بِنُوْرِ قُدْرَتِہٖ مِنْ ظُلْمَتِہِ الْعَدَمِ کَانَ نُوْرُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَمَا قَالَ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ ۔رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور اس لئے رکھا گیا کیونکہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے نور سے سب سے اول ظاہر فرمایا وہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو چیز پیدا فرمائی وہ میرا نور ہے

(تفسیر روح البیان ۲/۳۷۰)

تفسیر صاوی

امام احمد الصاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَھُوَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَسُمِّیَ نُوْرٌ لِاَنَّہٗ یُنَوِّرُ الْبَصَائِرَ وَیَھْدِیْھَا لِلْاِرْشَادِ وَلِاَنَّہٗ ، اَصْلُ کُلِّ نُوْرٍ حِسِّیٍّ وَ مَعْنَوِیٍّ ۔

بے شک آ گیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور وہ نور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں آپ کا اسم شریف نور اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ دلوں کو نور بصیرت بخشتے ہیں اور ان کو ارشاد فرما کر ہدایت دیتے ہیں کیونکہ آپ ہر حسی اور معنوی نور کی اصل اور بنیاد ہیں۔ (تفسیر صاوی ص ۱/ ۲۷۵)

تفسیر حسینی

علامہ معین الدین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ ، گفتہ اند نور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم است و کتاب مبین قرآن است۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ نور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کتاب مبین قرآن پاک ہے۔ (تفسیر حسینی فارسی ص ۱۴۰ مطبوعہ نولکشور)

امداد السلوک

علمائے دیو بند کے مقتدر بزرگ مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ درشان حبیب خود صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ البتہ آمدہ نزد شما از طرف حق تعالیٰ نور و کتاب مبین و مراد زنور ذات پاک حبیب خدا ہست و نیز اوتعالیٰ فرمائد کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ترا شاہد و مبشر و نذیر و داعی الی اللہ و سراج منیر فرستادہ ایم و منیر روشن کنندہ و نور دہندہ را گویند پس اگر کسے را روشن کردن از انساناں محال بودے آن ذات پاک صلی اللہ علیہ وسلم را ہم ایں امر میسر نیامدے کہ آں ذات پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہم از جملہ اولاد آدم علیہ السلام اند مگر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذات خود راچناں مطہر فرمود کہ نور خالص گشتند وحق تعالیٰ آنجناب سلامۃ علیہ رانور فرمود وتبواتر ثابت شد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نداشتند وظاہر است کہ بجز نور ہمہ اجسام ظل می دارند۔حق تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ارشاد فرمایا کہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور آیا اور کتاب مبین آئی۔نور سے مراد حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی ہم نے آپ کو شاہد ومبشر ونذیر اور داعی الی اللہ اور سراج منیر بنا کر بھیجا ہے،منیر روشن کرنے والا اور نور دینے والے کو کہتے ہیں۔پس اگر انسانوں میں کسی کو روشن کرنا محال ہوتا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے لئے یہ امر میسر نہ ہوتا کیونکہ حضور علیہ السلام کی ذات گرامی بھی جملہ اولاد آدم علیہ السلام سے ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کو ایسا پاک بنالیا کہ نور خالص ہو گئے اور حق تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نہ رکھتے تھے اور ظاہر ہے کہ نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔(امداد السلوک فارسی ص ۸۵)

تھانوی صاحب

مولوی اشرفعلی تھانوی علمائے دیو بند کے حکیم الامت فرماتے ہیں کہ

نبی خود نور اور قرآن ملا نور
نہ ہو کیوں مل کے پھر نور علیٰ نور

مندرجہ بالا حوالہ جات سے واضح ہوا کہ قرآن کریم کی اس آیت پاک میں نور سے مراد حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔

احباب دانش وبینش

اللہ وحدہ لاشریک رب العالمین جل جلالہ، نے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر حضور سید عالم رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا تذکرہ فرمایا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ

اور ہم نے تمہیں سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا (پ۴)

بیشک اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان کیا مومنوں پر کہ ان میں ایک شانان والا رسول بھیجا۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ (پ۶)

اے لوگو بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (پ۱۱)

اے لوگو بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان۔

مذکورہ بالا آیات بینات میں اگر بنظر عمیق دیکھا جائے تو ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ ہم نے تمہاری طرف نور مبین، شانان والا رسول، رحمۃ اللعالمین مبعوث فرمایا کہیں فرمایا بھیجا۔ دیکھئے بھیجا وہ جاتا ہے جو پہلے بھی کہیں موجود ہو۔ تشریف لانے سے پہلے کہیں ہونا ضروری ہے۔

رومی کشمیر میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

نور محمد روشن آہا آدم جدوں نہ ہویا
اول آخر دوہیں پاسیں اوہو مل کھلویا
کرسی عرش نہ لوح قلم سی نہ سورج چن تارے
تدھوں وی نور محمد ولا دیندا سی چمکارے

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (پ۲۷)

وہی اول، وہی آخر، وہی ظاہر، وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔

مدارج النبوۃ شریف کے خطبہ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ یہ آیت حمد خدا بھی ہے اور نعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے۔ درویش لاہوری علامہ اقبال نے یوں منظر کشی کی ہے کہ

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقاں وہی یاسین وہی طہ

ہر شی سے پہلے نور محمد

برادران گرامی! قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ میں جس نور کا ذکر فرمایا ہے یہ وہی نور پاک ہے جسے اللہ تعالیٰ خالق کائنات نے ہر چیز سے پہلے پیدا فرمایا ہے چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ جو کہ جلیل القدر صحابی ہیں نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمایئے کہ خالق کائنات نے ہر شے سے پہلے کیا پیدا فرمایا۔ نبی غیب دان بعطاء الٰہی عالم ما کان و ما یکون صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے علم نہیں بلکہ فرمایا

يَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ قَبْلَ كُلِّ الْاَشْيَاءِ نُوْرَ نَبِيِّكَ مِنْ نُّوْرِهٖ، وَلَمْ يَكُنْ فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَّلَا قَلَمٌ وَّلَا جَنَّةٌ وَّلَا نَارٌ وَّلَا مَلَكٌ وَّلَا سَمَآءٌ وَّلَا اَرْضٌ وَّلَا شَمْسٌ وَّلَا قَمَرٌ وَّلَا جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ۔

اے جابر! اللہ تعالیٰ نے ہر شے سے پہلے تمہارے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم نہ جنت نہ دوزخ نہ آسمان نہ کوئی فرشتہ نہ زمین نہ سورج نہ چاند تھا اور نہ کوئی جن تھا نہ انسان۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۸)

اس حدیث پاک کو امام عبدالرزاق نے اپنی سند سے مرفوعاً بیان فرمایا ہے اور اسی حدیث کو امام بیہقی دلائل النبوۃ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں امام احمد قسطلانی مواہب الدنیہ ص ۹ میں علامہ زرقانی زرقانی شریف ص ۴۶ میں حافظ حلبی سیرت حلبیہ ص ۱/ ۳۷ میں علامہ یوسف نبہانی انوار محمدیہ ص ۹ میں امام ابن حجر مکی فتاویٰ حدیثیہ ص ۵۱ میں مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نشر الطیب ص ۶۔ ۵ میں اس حدیث کو بغیر کسی نقد و نظر

کے نقل فرمایا ہے۔ تھانوی صاحب اپنی کتاب نشر الطیب کے تعارف میں کہتے ہیں کہ اس کتاب میں صحیح روایات جمع کرنے کا التزام کیا گیا ہے پھر اس کتاب کا آغاز (فصل نور محمدی میں) اسی حدیث پاک سے کیا گیا ہے اور اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا۔

الحمدللہ! مندرجہ حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ آپ کا نور پاک ہر شے سے پہلے پیدا کیا گیا ہے۔

فرشتہ تھا نہ آدم تھے نہ ظاہر تھا خدا پہلے
بنے ساری خدائی سے محمد مصطفےٰ ﷺ پہلے

مِنْ نُوْرِہٖ

اس جملہ کا مطلب خدا تعالیٰ کا ٹکڑا یا مادہ نہیں بلکہ جو یہ کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے ہمارا تو عقیدہ اور ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ کا نور ازلی وابدی ہے تقسیم و تجزی سے پاک ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا اس کے نور سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک اللہ کے نور کا پرتو اور اسی کی روشنی ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی من نورہ کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کا نور اپنے نور سے نہ بایں معنے کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا۔ (نشر الطیب ص ۵)

گیس کی مثال

ایک روشن گیس ہے اور ایک اس کی روشنی ہے اس روشنی کو سب ہی کہتے ہیں کہ یہ روشنی اس گیس سے ہے تو کیا معنی کہ گیس کے ٹکڑے کر کے اس میں سے ایک ٹکڑا لے لیا گیا ہے اور اسے پیس کر کمرے میں پھیلا دیا گیا ہے یہ معنی کوئی بھی نہیں لیتا حالانکہ سب کہتے یہی ہیں کہ یہ روشنی اس گیس سے ہے اسی طرح حضور کا نور اللہ کے نور سے ہے کا معنی بھی یہی ہے کہ حضور کا نور اللہ کے نور کی تجلی و روشنی ہے اور اسی نور کا عکس و پرتو ہے۔ اللہ تعالیٰ خالق اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق ہیں سب نور اسی ذات کریم کے پیدا کردہ ہیں۔

حضرت جبرئیل کی عمر

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ اے جبرائیل تیری عمر کتنی ہے۔ تو اس نے عرض کی کہ مجھے کچھ خبر نہیں۔ اتنا معلوم ہے کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارہ ستر ہزار سال کے بعد چمکتا تھا میں نے اسے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا۔

وَعِزَّةِ رَبِّیْ اَنَا ذٰلِكَ الْكَوْكَبُ (تفسیر روح البیان ص ۱/۹۷۴)

مجھے میرے رب کی قسم میں ہی وہ ستارہ ہوں۔

جبرئیل نے اپنے گمان میں اپنی بڑی لمبی عمر بیان کی تھی مگر یہ جواب سن کر اسے بھی معلوم ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بھی پہلے کے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کا مشاہدہ

حضرت آدم علیہ السلام جو سارے انسانوں کے باپ ہیں ان کے متعلق امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا فرمایا کہ اے آدم اپنا سر اوپر اٹھاؤ۔

فَرَفَعَ رَأْسَهٗ فَرَاٰی نُوْرَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَرَادِقِ الْعَرْشِ فَقَالَ يَا رَبِّ مَا هٰذَا النُّوْرُ قَالَ هٰذَا نُوْرُ نَبِيٍّ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ اِسْمُهٗ فِی السَّمَآءِ اَحْمَدُ وَفِی الْاَرْضِ مُحَمَّدٌ لَوْلَاهُ مَا خَلَقْتُكَ وَلَا خَلَقْتُ سَمَآءً وَّلَا اَرْضًا (مواہب لدنیہ ص ۹)

آدم علیہ السلام نے اپنا سر اٹھایا تو عرش کے پردوں میں ایک نور دیکھا عرض کی اے رب یہ نور کیا ہے؟ فرمایا یہ نور ایک نبی کا ہے جو تمہارے اولاد میں سے ہوں گے ان کا نام آسمان میں احمد ہے اور زمین میں محمد۔ اگر وہ نہ ہوتے تو میں نہ تمہیں پیدا کرتا اور نہ زمین و آسمان کو۔

بس احد سی یا احمد سی ایہہ کل پیارا کل بنیا
یاراں دیاں گلاں یار جانن آدم تے پیارا کل بنیا

معالم التنزیل میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی پیشانی کے خطوط سے ایک باریک آواز سننے لگے اور آپ نے رب تعالیٰ سے پوچھا کہ الٰہی یہ کیسی آواز ہے تو اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا۔

هٰذَا تَسْبِيْحُ مُحَمَّدٍ وَلَدِكَ

یہ تمہارے فرزند محمد کی آواز ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

ناخنوں میں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام کو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کا اشتیاق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے دائیں ہاتھ کی کلمے کی انگلی میں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم چمکایا تو اس نور نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھی اسی واسطے اس انگلی کا نام کلمے کی انگلی ہوا جیسا کہ روض الفائق میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے جمال کو حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثل آئینہ ظاہر فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر پھیرا اسی وجہ سے یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوئی۔ پھر جب جبریل امین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آذان میں میرا نام سنے اور اپنے انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے وہ کبھی اندھا نہیں ہوگا۔

(شہد سے میٹھا نام محمد، علامہ فیض احمد اویسی ص ۴۴)

نبی کا ہر جا ظہور کہیے ہاں کہیے کہیے ضرور کہیے
انہیں من اللہ نور کہیئے یہ چار سو جن کی روشنی ہے

حدیث نور

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے ایک بار کاشانہ نبوت میں رات بسر کرنے کا اتفاق ہوا۔ میں نے دیکھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بستر استراحت سے اٹھے مسواک استعمال کی وضو کیا اور پھر نوافل میں مشغول ہو گئے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو زبان مبارک پر یہ دعائیہ الفاظ جاری تھے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ خَلْفِیْ نُوْرًا وَاَمَامِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا وَمِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا اَللّٰھُمَّ اَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا۔

اے اللہ میرے دل میں نور کردے میری زبان پر نور کردے اور میرے کانوں میں نور کردے اور میری آنکھوں میں نور کردے میرے پیچھے نور کردے میرے آگے نور کردے اور میرے اوپر نور کردے اور میرے نیچے نور کردے۔ اے اللہ میرے لئے نور زیادہ کردے۔

(مسلم شریف ص ۲۶/ ۱۱اور بخاری شریف ص ۲/۳۴ کی روایت میں وَاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا کی جگہ وَاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا آیا ہے اور مسلم شریف کی ایک روایت میں وَاجْعَلْنِیْ نُوْر آیا ہے یعنی اے نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ مجھے نور ہی نور بنادے۔ بعض روایات میں یہ الفاظ بھی منقول ہیں۔

فِیْ لَحْمِیْ وَدَمِیْ وَ شَعْرِیْ وَعِظَامِیْ وَلِسَانِیْ وَ قَبْرِیْ نُوْرًا

(سراج منیر ص ۵۹)

میرے گوشت، میرے خون، میرے بالوں، میری ہڈیوں، میری زبان اور میری قبر کو نور بنادے۔

ملا علی قاری شرح شفاء ص ۲۱۵/ ۱ میں فرماتے ہیں: ھُوَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَلْبِہٖ وَقَالِبِہٖ نُوْرٌ یُسْتَادُ مِنْہُ الْاَنْوَارُ یُسْتَضَاءُ مِنْہُ الْاَسْرَارُ وَقَدْ وَرَدَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ نُوْرًا وَقَدْ سَمَّاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نُوْرًا۔ آنحضرت کا دل اور بدن تمام نور ہے۔ سارے نور (سورج چاند ستارے وغیرہ) آپ کے نور سے منور اور روشن ہیں اور دلوں کے راز آپ سے چمک اور روشنی پاتے ہیں۔

وضاحت حدیث

حدیث مذکور میں ہے: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ نُوْرًا۔ اے اللہ! مجھے نور بنادے بے شک

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک نور رکھا ہے۔ سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا بارگاہ مجیب الدعوات میں مستجاب ہے کیونکہ ہر نبی مستجاب الدعوات ہوتا ہے فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان محبوبیت ومقبولیت کا کیا کہنا۔ ادھر دعائیہ کلمات نکلتے ادھر واقعہ بن کر سامنے آجاتے۔

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد ﷺ

یہ دعائے نبوت درجہ قبولیت سے نوازی گئی اور آپ کا ایک ایک عضو ایک ایک بال اور جسم اقدس کا ایک ایک ذرہ نور بلکہ نور علیٰ نور بنا دیا گیا۔

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا

ایک اعتراض کا جواب

منکرین شان نورانیت کا یہ کہنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونے کی دعا کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور نہ تھے اگر نور ہوتے تو اس دعا کی کیا حاجت تھی؟

جواباً عرض ہے کہ دعا ہمیشہ کسی نعمت یا رحمت کے حصول ہی کے لئے نہیں کی جاتی بلکہ کبھی مقصد یہ ہوتا ہے کہ جو نعمت مجھے مل چکی ہے اس کا انقطاع نہ ہو علی الدوام میں اس نعمت سے لطف اندوز ہوتا رہوں۔ گویا وہ نعمت کے حصول کی دعا نہیں بلکہ نعمت کے بقاو دوام کے لئے دعا ہے۔ بحمد اللہ ہر مسلمان ہدایت یافتہ ہے اور صراط مستقیم پر زندگی کا سفر طے کر رہا ہے مگر ہر نمازی ہر روز کئی بار اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کی دعا کرتا ہے تو معترض کے اصول کے مطابق کیا مسلمانوں کو ابھی تک ہدایت اور صراط مستقیم پر چلنا نصیب نہیں ہوا کہ ہر روز دعائیں جاری ہیں؟ ہرگز نہیں کائنات میں صرف مسلمان ہی ہدایت یافتہ اور حق و صداقت کے صراط مستقیم پر قائم ہیں بلکہ خود مہبط وحی والہام صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی نمازوں میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے اور اپنی پاکیزہ زندگی کی آخری نماز میں بھی حضور علیہ السلام نے

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ پڑھا۔تو کیا العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ آخری لمحات تک رسول خدا حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت یافتہ نہ تھے۔اور دوسروں کو صراط مستقیم کی رہنمائی اور نشاندہی کرنے والا ابھی تک خود صراط مستقیم کی سعادتوں سے بے بہرہ تھا؟

معلوم ہوا کہ جس طرح الصراط المستقیم کی بلندیوں پر فائز ہوتے ہوئے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے الصراط المستقیم کی دعا فرمائی بالکل اسی طرح نور سراپا نور اور مجسم نور ہوتے ہوئے آپ نے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ نُوْرًا کی نورانی دعا فرمائی (سراج منیر ص ۴۱)

فخر موجودات منبع کمالات صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا تو یہ عالم ہوتا تھا کہ

منظور ہیں ابرو کے اشارے سے دعائیں
کیوں تیر کماندار نبوت کا خطا ہو

جمالی مستور

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں حضور علیہ السلام کو دیکھا تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر زنان مصر نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے لیکن آپ کو دیکھ کر کسی کی ایسی حالت نہیں ہوئی یہ کیا بات ہے؟

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَمَالِیْ مَسْتُوْرٌ عَنْ اَعْیُنِ النَّاسِ غَیْرَةً مِّنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَوْ ظَهَرَ لَفَعَلَ النَّاسُ اَکْثَرَ مِمَّا فَعَلُوْا حِیْنَ رَاَوْا یُوْسُفَ (درثمین فی مبشرات النبی الامین ص ۷)

تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا جمال لوگوں کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ نے غیرت کی وجہ سے چھپا رکھا ہے اگر آشکارا ہو جائے تو لوگوں کا حال اس سے بھی زیادہ ہو جو یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوا تھا۔

یعنی فرمایا کہ میں اللہ کا محبوب ہوں اور محب کی غیرت کا یہ تقاضا ہوتا ہے کہ اس کے محبوب کو سوائے اس کے اور کوئی نہ دیکھے۔اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے حسن کو صرف اپنے دیکھنے کے لئے لوگوں کی نظروں سے چھپا رکھا ہے۔

واہ کیا حسن ہے اے سید ابرار تمہارا
اللہ بھی ہے طالب دیدار تمہارا

یاد رکھیں

ہمارے آقا مدینہ کے تاجدار امت کے غمخوار شافع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت نور تمام نوریوں سے افضل اور بحیثیت بشر تمام اولاد آدم سے افضل و اعلیٰ ہیں جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو محض سطحی نظروں سے دیکھ کر اپنے ہی جیسا سمجھتے ہیں وہ صحیح نہیں ہیں۔ یہ دیکھنا نہ دیکھنے کے مترادف ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

تَرٰهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (پ۹)

آپ انہیں دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں، مگر انہیں کچھ نہیں دکھتا۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

محمود غزنوی کی حکایت

ایک مرتبہ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہاں حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ سلطان محمود غزنوی نے پوچھا کہ حضرت بایزید بسطامی کس شان کے بزرگ تھے تو اس کے جواب میں حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

هُوَ رَجُلٌ مَنْ رَاٰهُ اِهْتَدٰى

یعنی وہ ایسے آدمی تھے جس نے انہیں دیکھا وہ ہدایت پا گیا۔

سلطان محمود نے عرض کیا کہ ابوجہل نے حضور علیہ السلام کو کئی بار دیکھا مگر وہ تو ہدایت نہ پا سکا۔ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

اِنَّهٗ مَا رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنَّمَا رَاٰى مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَتِيْمَ اَبِىْ

طَالِبٍ (روح البیان ص ۱۲۹/۳)

ابوجہل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کونہیں دیکھا اس نے محمد بن عبداللہ یتیم ابی طالب کودیکھا تھا۔

یعنی اس بے ایمان نے سطحی نظروں سے دیکھا اور محض محمد بن عبداللہ کو دیکھا اور اپنے جیسا ایک بشر دیکھا اگر وہ واقعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو اسے نور نظر آتا اور اس کا دل نور ایمان سے منور ہو جاتا۔ کسی نے کیا خوب کہا کہ

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدہ دل وا کرے کوئی

عبدالمطلب کا خواب

بعض محدثین بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبدالمطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا نے ایک ایسا خواب دیکھا جس سے وہ خوفزدہ ہو گئے جب قریش کے کاہن لوگ آئے تو ان سے اپنا خواب بیان کیا اور کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ مجھ سے ایک نور کی زنجیر اتنی بڑی اور روشن نکلی ہے کہ جس سے آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور اس کے چار کنارے ہیں ایک کنارہ زمین کے مشرق اور ایک کنارہ زمین کے مغرب میں ہے ایک آسمان سے جا ملا ایک کنارہ زمین سے نیچے تجاوز کر گیا ہے میں یہ دیکھ ہی رہا تھا کہ زنجیر ایک بہت بڑا سرسبز درخت بن گئی جس میں قسم قسم کے میوے لگے ہیں...... جب کاہنوں نے تمام خواب سنا تو کہنے لگے تمہیں مبارک ہو تمہاری پشت سے ایسا شخص ظاہر ہو گا جو مشرق و مغرب اور خشکی و تری کو دعوت دے گا بلاشبہ وہ ایک قوم کے لئے باعث رحمت ہو گا۔ (المیلاد النبی لابن جوزی ص ۳۶)

پشت تری تھیں لڑکا ہوسی رب دیاں ہن عطائیں
مالک ہوسی کل ملکاں دا مشرق مغرب، تائیں

پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی حضرت عبداللہ پیدا ہوئے تو حضرت عبدالمطلب بہت خوش ہوئے اور ہمہ وقت کعبہ شریف میں دعا کرتے۔ دعا یہ تھی کہ مولا نعمت موعود مل جائے۔ بنی ہاشم کا مرجھایا ہوا گلزار کھل جائے۔ اور کبھی آپ یہ فرماتے

ہاشمیاں دے گھر دے تائیں ہریا بھریا کر دے
برکت پاک نبی دی کولوں سارا عالم بھرٌ دے

ظہور نور

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک ابھی حضور کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پشت انور میں ہی ہے اور آپ کی پیشانی اس نور کی تنویر سے چمک رہی ہے کہ ایک مرتبہ مکے کی جاننے بوجھنے والی ایک عورت خثعمیہ فاطمہ بنت مرہ نے آپ کو دیکھا تو آپ سے کہنے لگی کہ آپ مجھ سے شادی کرلیں حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ والدین کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کرسکتا۔ پھر اس کے بعد حضرت عبداللہ کا نکاح حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے ہوگیا اور یہ نور پاک حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن انور میں منتقل ہوگیا کچھ دنوں کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اسی راستے سے گزرے تو اس عورت نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور منہ پھیر لیا۔ حضرت عبداللہ نے اس عورت سے منہ پھیرنے کی وجہ پوچھی تو وہ کہنے لگی۔

لَقَدْ رَاَیْتُ بَیْنَ عَیْنَیْکَ نُوْرًا مَا رَاہُ الْاٰنُ (خصائص الکبریٰ ۱/۴۱)

میں نے آپ کی پیشانی میں جو نور دیکھا تھا وہ اب نظر نہیں آرہا۔

وہ جس کے نور سے تیری چمکتی تھی یہ پیشانی
اسی کی تھی میں طالب اور اسی کی تھی میں دیوانی
مگر میں رہ گئی محروم قسمت میری پھوٹی ہے
سنا ہے کہ وہ نعمت آمنہ نے تجھ سے لوٹی ہے

یہ نور پاک ابھی بطن مادر ہی میں تھا کہ والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا اس کے بعد حضرت عبدالمطلب حضور کے دادا جان اپنے معمول کے مطابق رات کو اٹھتے خانہ کعبہ کا طواف کرتے اور مجیب الدعوات کے حضور دعا کرتے رہتے۔

کیفیات شب میلاد

حضور سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین صاحب التاج والمعراج جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا ظہور پرنور تمام کائنات پر اللہ تعالیٰ

کا بہت بڑا احسان و کرم ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور پر نور کا انبساط و سرور بھی کائنات کے ہر ذرے کو ہوا۔ آپ کی تشریف آوری یعنی (میلاد النبی) کی روشنی، جن و بشر، شمس و قمر، بحر و بر، حور و ملک، عرش و فلک نے منائی۔ حضرت علامہ محمد یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۲۵ میں فرماتے ہیں کہ

مَرَّتْ وَحُشُ الْمَشْرِقِ اِلٰی وَحُشِ الْمَغْرِبِ بِالْبَشَارَاتِ وَكَذَالِكَ اَهْلُ الْبِحَارِ يُبَشِّرُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَنِدَاءٌ فِي السَّمَآءِ وَنِدَاءٌ فِي الْاَرْضِ اَنَّ اَبْشِرُوْا فَقَدْ اٰنَ لِاَبِي الْقَاسِمِ اَنْ يَّخْرُجَ اِلَى الْاَرْضِ مَيْمُوْنًا مُبَارَكًا ۔

مشرق کے جانور مغرب کے جانوروں کو بشارت دینے لگے اور اسی طرح دریا کی مخلوق ایک دوسرے کو بشارت دینے لگی کہ مبارک اور بشارت ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم امن وامان اور رحمت و برکت کے ساتھ زمین پر تشریف لا رہے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضور رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی رات خدائے وحدہ لاشریک کی طرف سے منائے جانے والے عالمگیر جشن میلاد کے متعلق یوں رقمطراز ہیں:

دریں شب در ملك ملكوت ندادر دا دند كه عالم را انوار قدس منور سازندو ملائكه زمين و آسمان درا هتراز وابتهاج آمد ند وبه خازن بشت امر شد كه فردوس اعلىٰ بكشائد و عالم رابفوائح رواح معطر گرداند۔ونما ندداں شب هيچ سرائے مگر آنكه روشن گشت ونه هيچ مكانے مگر در آمد او رانور

(مدارج النبوۃ ص ۲/۹)

شب میلاد شریف میں تمام ملک وملکوت میں خدائی ندا دی گئی کہ قدسی انوار سے سارے عالم کو منور کردو۔ زمین وآسمان کے سارے فرشتے مسرت وخوشی

منائیں بہشت کے خازن کو حکم ہوا کہ وہ فردوس اعلیٰ کھول دے اور اس کی خوشبو سے سارے عالم کو معطر کر دے اس رات کوئی گھر اور مکان ایسا نہ تھا جو منور اور روشن نہ ہو گیا ہو۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی والدہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت میں حاضر تھی اور

دیدم من نورے کہ خانہ و سرائے جملہ نورانی گشت و دیدم نجوم را کہ نزدیک شدند از زمین تاگمان بردم کہ مے افتند برمن و خانہ تمام پر انوار شد (مدارج النبوۃ ص۲/۱۱)

میں نے ایک ایسا نور دیکھا جس سے سارا گھر روشن ہو گیا اور آسمان کے ستاروں کو میں نے زمین کی طرف جھکے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ مجھ پر گر پڑیں گے اور سارا گھر نور علیٰ نور ہو گیا۔

حضور فخر کون و مکان وجہ تخلیق انس و جاں صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بوقت ولادت

دیدم مشارق ارض و مغارب آں راود یدم سہ علم را کہ یکے در مشرق زدہ است و دیگر بمغرب و دیگر سر بام کعبہ

(مدارج النبوۃ ۳/۱۱)

میں نے زمین کے مشرق و مغرب کو دیکھ لیا اور تین پرچم میں نے دیکھے جن میں سے ایک مشرق پر گڑا ہوا تھا دوسرا مغرب پر اور تیسرا خانہ کعبہ کی چھت پر۔

نیز آپ فرماتی ہیں کہ میرے لخت جگر نور نظر کل کائنات کے فخر میرے شکم اطہر میں تھے مجھے ہر طرف سے مبارکبادی کی آوازیں آرہی تھیں۔ پہلے ماہ حضرت آدم علیہ السلام دوسرے ماہ حضرت ادریس علیہ السلام تیسرے ماہ حضرت نوح علیہ السلام چوتھے ماہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پانچویں ماہ حضرت اسماعیل علیہ السلام چھٹے ماہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ساتویں ماہ حضرت داؤد علیہ السلام آٹھویں ماہ حضرت سلیمان علیہ السلام، نویں ماہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام نے مبارک بادی کے پیغامات دیئے۔ (المیلاد النبوی (جوزی) ص ۳۸)

میں نے دیکھا کہ آسمان کے ستارے میرے مکان کی طرف جھکے پڑے ہیں پھر کیا دیکھتی ہوں کہ چند دراز قد عفت مآب خواتین میرے گھر میں داخل ہوئیں میں حیران تھی کہ یہ بلند قامت ذی وقار عورتیں کون ہیں اور کہاں سے آئی ہیں تو ان میں سے ایک نے کہا میرا نام آسیہ بنت مزاحم اور یہ مریم عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ اور دوسری حوریں ہیں آپ حیران نہ ہوں ہم آپ کی خدمت کے لئے حاضر خدمت ہیں۔ پھر آپ فرماتی ہیں کہ

وَامْتَلَاتِ الدُّنْیَا نُوْرًا (نزہۃ المجالس ص ۲/۸۳)

اور ساری دنیا نور کے ساتھ بھر گئی۔

حضرت عبدالمطلب آپ کے دادا جان حسب معمول طواف کعبہ میں مشغول تھے اور مجیب الدعوات کی بارگاہ میں دعائیں مانگ رہے تھے

رحمت دا مینہ پا خدایا باغ سکا کر ہریا
بوٹا آس امید میری دا کردے میوے بھریا
مٹھا میوہ بخش اجہیا قدرت دی گھت شیری
جو کھاوے روگ اسدا جاوے دور ہووے دلگیری
سدا بہار اس باغ اندر کدی خزاں نہ آوے
ہوون فیض ہزاراں تائیں ہر بکھا پھل کھاوے

حضرت علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ نو سو سال پہلے کے محدث ہیں اور تقریبا دو لاکھ یہودیوں کو کلمہ شریف پڑھا کر دولت ایمان سے مالا مال کیا جب آپ آقا علیہ السلام کی شان وعظمت کو اپنے انداز میں بیان فرماتے تو غیر مسلم سنتے ہی کلمہ شریف پڑھ کر مسلمان ہو جاتے۔ اپنی کتاب المیلاد النبی ص ۴۵ میں فرماتے ہیں کہ

فَظَهَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْبَدْرِ الْمُنِيْرِ وُلِدَ الْحَبِيْبِ مُكَحَّلًا مُطَيَّبًا وَالنُّوْرُ مِنْ وَّجِنَاتِهٖ يَتَوَقَّدُ مَخْتُوْنًا مَّسْرُوْرًا .

پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چودھویں رات کی مانند چمکتے ہوئے تشریف لائے۔ سرمہ لگائے ہوئے خوشبوں میں معطر پیدا ہوئے رخساروں سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں۔ ختنہ شدہ اور ہشاش بشاش جلوہ گر ہوئے

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں جب صبح صادق ہوئی تو

اچانک صبح کی پہلی کرن ہنستی ہوئی آئی
مبارک باد کہہ کہ یہ خبر دادا کو پہنچائی
ملا ہے آمنہ کو فضل باری سے یتیم ایسا
نہیں ہے بحر ہستی میں کوئی در یتیم ایسا

حضرت عبدالمطلب یہ بشارت سنتے ہی گھر تشریف لائے اور اپنے مقدس پوتے کو اپنی گود میں اٹھایا اور فرمایا۔

کہا دادا نے اے بیٹی میرا پوتا محمد ﷺ ہے
جو دنیا بھر کے انسانوں سے اعلیٰ اور امجد ہے

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب آپ تشریف لائے تو بوقت ولادت میرے لئے ایک ایسا نور ظاہر ہوا جس سے اِنَّهٗ خَرَجَ مِنِّیْ نُوْرًا ضَاءَ تْ لِیْ قُصُوْرُ الشَّامِ (خصائص کبریٰ ۱/۶۴) میرے لئے ملک شام کے محلات روشن ہو گئے۔

وقت تولد صبح دے اندر آیا نبی سوہارا
چانن نور نبی دے کولوں نکل گیا چمکارا
شام ملک سب نظری آیا حضرت آمنہ تائیں
ہر ہر شہر جو شام زمینے ہر وستی ہر جائیں

قدوۃ الاولیاء حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب تاجدار گولڑہ شریف اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں

مکھ چندبدر شعشانی این متھے چمکے لاٹ نورانی اس
کالی زلف تے اکھ مستانی ایں مخمور اکھیں ہن مدبھریاں

اس صورت نوں میں جان آکھاں جان آکھاں کہ جانِ جہاں آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں جس شان توں شاناں سبھ بنیاں

زمین پاک ہوگئی

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جہاں قدم مبارک رکھے اللہ تعالیٰ نے اس کو مصلیٰ بنا دیا اور جناب ہاجرہ رضی اللہ عنہ کے جہاں قدم مبارک لگے وہ پہاڑیاں صفاء اور مروہ شعار اللہ بن گئیں اور جب محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پاک زمین پر لگے تو جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا (بخاری شریف) تو ساری روئے زمین مشرق تا مغرب، شمال تا جنوب پاک ہوگئی (مسجد بنادی گئی)۔

ثویبہ کی آزادی

ابولہب کافر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر دیا جب ابولہب مرگیا تو اس کے گھر والوں نے اس کو خواب میں دیکھا تو عذاب الٰہی میں مبتلا تھا۔ پوچھا اے ابولہب! تیرا کیا حال ہے! تو اس نے کہا مجھے کوئی بھلائی نہیں ملی۔ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوں مگر!

اِنِّیْ سَقِیْتُ فِیْ هٰذِهٖ بِعَتَاقَتِیْ ثُوَیْبَةَ (بخاری شریف)

ثویبہ کے آزاد کرنے کی وجہ سے مجھے اس انگلی کے ذریعہ سیراب کیا جاتا ہے۔

یعنی جس انگلی کے اشارے سے حضور علیہ السلام کی ولادت کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ اس کے چوسنے سے آرام ملتا ہے۔ اگر کافر آپ کی آمد کی خوشی کرے تو اس کو فائدہ پہنچتا ہے تو پھر غلاموں کو قبر وحشر میں کیوں نہ فائدہ پہنچے گا۔

یہ دربار محمد ہے یہاں اپنوں کا کیا کہنا
یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے

اسی مقام پر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

دریں جا سند است مراهل موالیدرا که در شب میلاد آں سرور سرور کنند و بزل اموال نمانند

اس واقعہ میں مولود والوں کی بڑی دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شب ولادت میں خوشیاں منائیں اور مال خرچ کریں۔ (مدارج النبوۃ)

حضرات گرامی!

مذکورہ بالا بیانات سے معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشی میں محافل ومجالس قائم کرنا غربا کو کھانا کھلانا مسجدوں گھروں اور اپنے ماحول کو صاف ستھرا رکھنا جھنڈیاں لگانا خوشی کا اظہار کرنا جائز اور مستحب ہے۔

الحمدللہ! آج سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام بھی آپ کی آمد کے دن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتے ہیں اور اللہ کریم کے خصوصی احسان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے مولا کی نعمت کا خوب چرچا کرتے ہیں اور زبان حال سے یوں کہتے ہیں

آج میلاد نبی ہے کیا سہانا نور ہے
آ گیا وہ نور والا جس کا سارا نور ہے

محفل میلاد کی برکات

محفل میلاد کرنے والوں کو حضور کی شفاعت نصیب ہوگی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ اپنے گھر میں واقعات ولادت باسعادت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی قوم سے بیان کر رہے تھے اور خوش ہو رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے اور درود شریف پڑھتے تھے ناگاہ تشریف لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا تمہارے واسطے میری شفاعت حلال ہوگئی۔ (الدر المنظم ص ۹۵)

محفل میلاد منانے والوں کے لئے فرشتے استغفار کرتے ہیں

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عامر رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے حضرت عامر اپنے گھر اپنی قوم اور اولاد کو واقعات ولادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ آج کا دن ہے آج کا دن ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے کھول

دیئے ہیں دروازے رحمت کے اور کل فرشتے تیرے واسطے استغفار کرتے ہیں جو تیرا سا کام کرے گا نجات پائے گا۔ (بلفظہ، الدرالمنظم ص ۹۵)

دولت دیدار

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر کرم کریں محفل میلاد شریف میں جلوہ فرمائیں اور خوش نصیب حضرات کو دولت دیدار سے نوازیں تو سرکار کے خداداد علم و قدرت اور فضل و کمال سے کچھ بعید نہیں۔ بزرگان دین سے ایسے واقعات منقول ہیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت علامہ پیر سید دیدار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ میلاد شریف پڑھ رہے تھے اور حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک تھے حاجی صاحب سنتے سنتے ایک دم کھڑے ہو گئے اور سب پر ایک کیفیت طاری ہو گئی تھوڑی دیر بعد حاجی صاحب سے سامعین نے پوچھا۔ میلاد شریف سنتے سنتے کھڑے کیوں ہو گئے تھے جبکہ قیام کا ذکر بھی نہیں آیا تھا۔ حاجی صاحب نے فرمایا کہ آپ نے نہیں دیکھا میری ان آنکھوں نے دیکھا کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے۔ میرے ذوق و شوق اور محبت رسول نے فوراً کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھنے پر مجبور کیا۔ (اخبار رضوان اپریل ۱۹۵۱ء)

نعت سے بخشش

حضرت محمد ابوالمراہب شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے مجلس میں یہ نعت پڑھی

مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لَا كَالْبَشَرِ　　　بَلْ هُوَ يَاقُوْتَةٌ بَيْنَ الْحَجَرِ

پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں لیکن حضور کی مثل کوئی بشر نہیں آپ تو ایسے شان والے ہیں جیسے پتھروں میں یاقوت۔ تو مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آپ نے فرمایا: قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِكُلِّ مَنْ قَالَهَا مَعَكَ اللہ تعالیٰ تجھے اور تیرے ساتھ جتنے یہ نعت شریف پڑھنے والے تھے سب کو بخش دیا۔ اس کے بعد حضرت ابوالمواہب رضی اللہ عنہ اپنے آخری دم تک ہمیشہ ہر مجلس میں یہی نعت شریف پڑھتے رہے۔

(طبقات الکبریٰ ص ۲/۶۹)

خوشا چشم کہ بنگرد مصطفیٰ را   خوشا دل کہ دارد خیالِ محمد ﷺ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

آپ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن میری ساری نیکیاں، عبادات اور اعمال صالح کے رد ہونے کا خطرہ ہے لیکن ایک ایسا وظیفہ ہے جس کے رد ہونے کا خطرہ نہیں اور جس کے صدقے یقیناً میری بخشش ہوگی اور وہ وظیفہ ہے کہ میں محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرتا ہوں اور اس میں کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں۔ (اخبار الاخیار) شیخ صاحب نے دونوں چیزوں کا ذکر کیا ہے محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور کھڑے ہو کر سلام پڑھنا۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

فرماتے ہیں کہ مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں۔ جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں۔ (شمائم امدادیہ)

اہل محبت

صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کے بہت فائدے ہیں۔ مسلمانوں کے دلوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل سن کر آپ کی محبت بڑھتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بڑھانے کے لئے اتباع شریعت، زیادتی درود شریف اور آپ کے احوال زندگی کا مطالعہ ضروری ہے۔ پڑھے لکھے لوگ تو کتابوں میں حالات دیکھ سکتے ہیں مگر ناخواندہ لوگ نہیں پڑھ سکتے ان کو اس طرح سننے کا موقعہ مل جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک کام کرنے اور محفل میلاد شریف میں شامل ہو کر کمال ذوق وشوق سے صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

فَجَاءَ مُحَمَّدٌ بَشِيْرًا نَذِيْرًا - فَصَلُّوْا عَلَيْهِ كَثِيْرًا كَثِيْرًا

رحمتِ عالم ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ الْاَمِیْنِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَوْلِیَاءُ اُمَّتِہٖ وَعُلَمَا شَرِیْعَتِہٖ وَاتِّبَاعِہٖ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ ۔ اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔

تمام احباب نہایت ذوق وشوق اور با آواز بلند درود شریف پڑھیں۔

فقیروں کا ملجیٰ غریبوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی برلانے والا
خطا کار سے درگزر کرنے والا
بدا ندلیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا
قبائل کو شیر و شکر کرنے والا

اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعزم شانہٗ واتم برہانہ ولا الٰہ غیرہٗ کی حمد وثنا اور تقدیس وتہلیل کے بعد بے شمار ولاتعداد ہدیہ درود وسلام برذات سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ العالمین باعث تخلیق انس وجاں سیاح لامکاں مہبط آیات قرآن جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرات! حضور رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پوری انسانیت کے لئے رحمت ومحبت اور ہمدردی کے جذبات سے لبریز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتیں صرف مسلمانوں کے لئے خاص نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لئے خاص ہیں، چاہے انسان کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ ہندو ہو یا سکھ۔ بدھ مت ہو یا ملحد، یہودی ہو یا عیسائی۔ سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہونے کی وجہ سے قدرتی نعمتوں کے برابر کے حق دار ہیں۔

اللہ رب العالمین جل جلالہ تمام مذاہب کے ماننے والوں کو صحت دیتا ہے، ذلت میں عزت دیتا ہے، بھوک میں کھانا دیتا ہے پستی اور زوال میں بلندی عطا کرتا ہے اسی طرح نبی اکرم رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت بھی سب کے لئے یکساں ہے قرآن مجید فرقان حمید برہان رشید نے کبھی آپ کے لئے یہ نہیں کہا کہ آپ فقط عربوں کی طرف مبعوث کیے گئے ہیں یا اہل مکہ یا اہل مدینہ یا صرف مسلمانوں کی طرف بھیجے گئے ہیں بلکہ ارشاد ربانی ہے کہ

قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا(پ۹)

آپ فرما دیں، اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (پ۱۷)

اے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رحمت ومحبت اور شفقت سے کسی مسلم اور غیر مسلم کو خارج نہیں کیا بلکہ آپ کی رحمت اور رسالت عامہ کا ذکر کیا جا رہا ہے اور خطاب فرمایا جا رہا ہے کہ اے پیارے ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اس آیت پاک میں لفظ عالمین کو سامنے رکھئے اور سورۂ فاتحہ میں پہلی آیت کو

پڑھیئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (پ۱)

سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

غور کیجئے! یہاں بھی وہی عالمین کا لفظ ہے گویا خداوند ذوالجلال فرماتا ہے کہ میں رب العالمین ہوں اور میرا محبوب رحمۃ اللعالمین ہے۔

عالمین

دیکھئے عالمین جمع ہے عالم کی اور عالم کا معنی ہے مَا یَعْلَمُ بِہِ الشَّیْءُ۔ ایسی چیز جس سے دوسری چیز کا علم ہو جائے چونکہ دنیا کی ہر چیز اپنے خالق کا پتہ دے رہی ہے جیسا کہ شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

ہر گیا ہے کہ از زمین روئد

وحدہٗ لا شریک ے گوئد

ہر گھاس جو زمین سے اگتی ہے اس امر کا زبان حال سے اعلان کرتی ہے کہ میرا خالق وحدہٗ لاشریک ہے اور فرمایا

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ (پ۱۵)

اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے۔

اس لئے دنیا کو عالم کہتے ہیں اور عالم کا اطلاق خدا تعالیٰ کی ذات وصفات کے علاوہ ہر موجودہ مخلوق پر ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کی بے شمار مخلوق کے اعتبار سے عالم کی کئی قسمیں ہیں۔ عالم مجردات یعنی وہ چیزیں جو جسم عنصری اور جسم سماوی سے بری ہیں اور ہمیں بسبب لطافت کے نظر نہیں آتیں۔ جیسے کہ روح اور فرشتے اور جسمانیات یعنی وہ چیزیں جو جسم رکھتی ہیں پھر اس کی بھی دو قسمیں ہیں عالم علویات یعنی جن کا تعلق بلندی سے ہے جیسے آسمان، آفتاب، مہتاب اور ستارے وغیرہ، عالم سفلیات یعنی وہ چیزیں جن کا تعلق پستی سے ہے پھر اس کی بھی دو قسمیں ہیں عالم لطیفات یعنی وہ چیزیں جو بسبب لطافت کے دکھائی نہیں دیتیں مثلاً ہوا وغیرہ۔ عالم کیفیات پھر اس کی بھی دو قسمیں ہیں عالم کائنات یعنی وہ چیزیں

جوزمین سے اوپر اوپر ہیں مثلاً بادل اولے قوس وقزح وغیرہ عالم جمادات یعنی پہاڑ اور دیگر معدنیات سونا چاندی ہیرا بلور وغیرہ سوم عالم نباتات یعنی درخت اور گھاس اور جڑی بوٹیاں وغیرہ چہارم عالم حیوانات یعنی انسان، حیوان، درند، چرند اور جاندار چیزیں دریائی ہوں یا خشکی کی اس عالم حیوانات میں سب سے افضل واعلیٰ انسان ہے۔ حضرت علامہ محمد اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے عالمین کی تشریح بیان کرتے ہوئے تفسیر روح البیان میں اٹھارہ ہزار عالم بیان فرمائے ہیں۔

الغرض خالق کائنات کی مخلوق کے بہت سے عالم ہے جن کا حقیقی علم مَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ (پ۲۹) کے مطابق اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ تو لفظ عالمین جمع ہے عالم کی۔ جس کا معنی ہے سارے عالم۔ رب العالمین کے معنی سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سارے عالموں کا پالنے والا ہے کوئی بھی اس کی مربوبیت سے محروم نہیں بلکہ ہر ذرہ ہر قطرہ ہر پتہ اس کی ربوبیت سے مستفید ہو رہا ہے۔

رحمۃ اللعالمین

جب آپ کو لفظ عالمین کی وسعت کا پتہ چل گیا کہ یہ لفظ اس قدر وسیع اور عام ہے کہ مخلوق کا ہر ذرّہ ہر قطرہ ہر پتہ اس کے اندر موجود ہے اب دیکھئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمت جو رب العالمین جل جلالہ نے بیان فرمائی ہے کہ

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (پ۱۷)

اے محبوب ہم نے آپ کو سارے عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

گویا اے پیارے اگر میں سارے عالموں کا رب ہوں تو تو سارے عالموں کے لئے رحمت ہے

حق تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے تو
سارے عالم کے لئے رحمت ہے تو

حضرات گرامی! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ جس چیز کے لئے اللہ تعالیٰ رب ہے اسی چیز

کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمت ہیں گویا جس جس کو خدا تعالیٰ کی ربوبیت درکار ہے اسے مصطفیٰ کریم کی رحمت کی بھی احتیاج ہے۔

قرآن پاک میں رب العالمین نے والدین کو بھی رب کہا ہے: کَمَا رَبَّیَانِیْ صَغِیْرًا (پ۱۵) رب کہتے ہیں پالنے والے کو تو چونکہ والدین بچے کو پالتے ہیں اس لئے انہیں رب فرمایا گیا ہے۔

غور کیجئے! کہ ماں جو بچے کو پالتی ہے کس قدر محنت و شفقت کے ساتھ، اپنی تکلیف کی بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے بچے کی پرورش کا خیال رکھتی ہے۔ اپنا سکھ چین، بھوک، پیاس سب کچھ بچے پر قربان کر دیتی ہے۔ ماں کے دل میں بچے کے لئے رحمت ہوتی ہے یہ اس رحمت کا کرشمہ ہے کہ ماں ہر تکلیف برداشت کرتی ہے مگر بچے کی پرورش میں کوتاہی نہیں کرتی ماں کا دل بچے کے لئے مخزنِ رحمت ہے اس لئے ماں کا دل بچے کی کوئی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا۔

ماں سے بھی زیادہ شفیق

ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ ماں سے بھی زیادہ محبت و شفقت ہے چنانچہ انتقال کے بعد جب عزیز و اقارب بہن بھائی بلکہ والدین قبر میں تنہا چھوڑ جاتے ہیں وہاں رحمتِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور آپ اپنے غلاموں کو اپنی آغوشِ رحمت میں لے لیتے ہیں۔ کوئی نبی اپنے امتی کی قبر میں نہیں آیا اگر آئے ہیں تو رحمت کائنات آئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک کے لئے جلوہ فرما رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

لاکھوں بلائیں کروڑوں دشمن
کون بچائے بچاتے یہ ہیں
مرقد میں بندوں کو تھپک کر
میٹھی نیند سلاتے یہ ہیں

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اس دنیا میں اور قبر میں ہمارے کام آئے گی

بلکہ کل قیامت کے دن بھی جبکہ ہر ایک رب نفسی رب نفسی کہہ رہا ہوگا مگر حضور رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم امتی امتی فرمار ہے ہوں گے اگر آپ کی رحمت نہ ہو تو کوئی بھی گرفت الٰہی سے نہ بچ سکتا جسے جرائم ہو رہے ہے یہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا صدقہ ہے کہ ہم مامون و محفوظ ہیں۔

وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گیا ورہ چھپاتے جائیں گے

رحمت عالم

مندرجہ بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ ماں کی ربوبیت کے اظہار کے لئے پہلے رحمت کا ہونا ضروری ہے اگر رحمت نہ ہو تو ربوبیت بھی نہ ہو بلا تشبیہ و مثال رب العالمین جو سارے جہانوں کا پرورش کرنے والا ہے اس نے اپنی ربوبیت کے اظہار کے لئے سب سے پہلے رحمۃ اللعالمین کو پیدا فرمایا اگر رحمۃ اللعالمین پیدا نہ فرمائے جاتے تو خدا کی ربوبیت کا اظہار نہ ہوتا۔

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ (حجۃ اللہ علی العالمین)

اگر تم نہ ہوتے تو دنیا بھی میں پیدا نہ کرتا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

يَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ قَبْلَ كُلِّ الْاَشْيَاءِ نُوْرَ نَبِيِّكَ مِنْ نُّوْرِهٖ، وَلَمْ يَكُنْ فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَّلَا قَلَمٌ وَّلَا جَنَّةٌ وَّلَا نَارٌ وَّلَا مَلَكٌ

وَلَا سَمَآءٌ وَّلَا اَرْضٌ وَلَا شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ وَلَا جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ ۔

(حجۃ اللہ علی العالمین)

اے جابر تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہر شے سے پہلے تمہارے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم نہ جنت نہ دوزخ نہ کوئی فرشتہ نہ آسمان نہ زمین نہ سورج تھا نہ چاند اور نہ کوئی جن تھا نہ انسان۔

معلوم ہوا کہ ہر شے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی پیدا فرمایا گیا اگر اللہ تعالیٰ آپ کو پیدا نہ فرماتا تو رحمت نہ ہوتی اور پھر خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا اظہار بھی نہ ہوتا۔ خدا تعالیٰ کی ربوبیت گر نہ ہوتی تو پھر دنیا و مافیہا کچھ بھی نہ ہوتا۔

مولانا ظفر علی خاں نے کیا خوب کہا کہ

گر ارض و سما کی محفل میں لَوْلَاكَ لِمَا کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

حضور رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طفیل یہ سارا عالم ہے اور آپ ہی کے صدقہ میں ہر وجود کو ہر نعمت میسر ہوتی ہے۔

تیرے صدقے میں ملیں ہم کو یہ جانیں اپنی
جان جاں تم پر ہوں صدقے یہ ہماری جانیں

ہمارے حضور سرور کونین رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ رحمۃ العالمین ہیں اس لئے آپ ساری کائنات سے پہلے پیدا کیے گئے اگر آپ کا وجود باجود نہ ہوتا تو خدا کی ربوبیت کا اظہار بھی نہ ہوتا پھر دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سارے عالمین کے لئے رحمت ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ہر کوئی محتاج ہے کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا محتاج نہیں ہوں ایمان ضائع ہو جائے گا۔ ہم سب اللہ تعالیٰ کی رحمت کے محتاج بھی ہیں اور امیدوار بھی ہیں۔

نگاہ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں
لیے ہوئے یہ دل بے قرار ہم بھی ہیں

ہمارے دست تمنا کی لاج بھی رکھنا
تیرے فقیروں میں اے شہر یار ہم بھی ہیں
تمہاری ایک نگاہ کرم میں سب کچھ ہے
پڑے ہوئے تو سرِ رہگزار ہم بھی ہیں

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالمین کے لئے رحمت ہیں اور رحمت کا ہر کوئی محتاج ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم محتاج الیہ ہیں اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ آپ محتاجوں کی جائے پناہ ہیں۔

زین سبب فرمود حق صلوا علیہ
کہ محمد ﷺ بود محتاج الیہ

برادران گرامی! اللہ تعالیٰ نے ہر وہ چیز جس کی انسان کو احتیاج تھی یعنی پانی آگ ہوا اور زمین انسان کی تخلیق سے پہلے پیدا فرمادی تا کہ جب انسان دنیا میں آئے تو اس کو کوئی پریشانی نہ ہو اس کی ضرورت کی ہر چیز موجود ہو اسی طرح بلا تشبیہ ومثال خالق کائنات نے ہر چیز سے پہلے رحمت کائنات کو پیدا فرمایا کیونکہ ہر ایک رحمت کا محتاج ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللعالمین ہیں۔ باقی نبی اپنی اپنی امت اپنے اپنے زمانے اور اپنے اپنے علاقوں کے لئے رحمت تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔

قرآن حکیم فرقان حمید میں ارشاد ربانی ہے کہ: وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (پ ۱) اہل کتاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی کے وسیلہ سے جنگوں میں دعائے فتح کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ ان کو فتح عطا فرماتا تھا اور خالق کائنات نے ان کے اس فعل پر کوئی اعراض نہیں کیا۔ بلکہ تائید فرمائی ہے تا کہ پتہ چل جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر زمانہ کے لئے رحمت ہیں۔

پہلی امتوں میں ایک مجرم کی وجہ سے پوری قوم کو تباہ کر دیا جاتا تھا۔ آج گھر گھر جرم ہیں ساری آبادیوں میں جرم ہیں نیک بہت تھوڑے ہیں اور جرائم بے شمار ہیں ہماری غلط

کاریوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے رب کا غضب نازل ہو جاتا ہے مگر جب رحمت کائنات کا گنبد نظر آتا ہے تو عذاب واپس ہو جاتا ہے۔ہم اگر بچے ہوئے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے صدقے سے بچے ہوئے ہیں۔

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارہ نہ کیا
پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر
لیکن تری رحمت نے گوارا نہ کیا

سب کے لئے رحمت

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (پ ۹)

اب ان پر عذاب نہیں آئے گا اس لئے کہ تو ان میں موجود ہے۔

چودہ سو سال ہو چکے ہیں قرآن کریم کی اس آیت کو نازل ہوئے عذاب نہیں آرہا اور نہ ہی قیامت تک عذاب آئے گا۔ یہ قرآن کریم کی صداقت کی نشانی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا فیضان ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کے لئے رحمت ہیں ہم زندہ ہیں تب بھی رحمت ہیں ہم مر جائیں پھر بھی رحمت ہیں اور قبر میں بھی آپ کی رحمت کے چشمے ابل رہے ہوں گے۔

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہو گی جب طلعت رسول اللہ کی

قبر میں دیدار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ نے اکثر کتب میں پڑھا ہو گا اور علماء کرام سے سنا ہو گا کہ میت کو جب قبر میں دفنا دیا جاتا ہے تو وہ فرشتے جن کا نام منکر نکیر ہے امتحان لینے کے لئے قبر میں آجاتے ہیں تو ان کا پہلا سوال ہوتا ہے۔ مَنْ رَّبُّكَ تیرا رب کون ہے مسلمان جواب دیتا ہے ربی اللہ میرا رب اللہ ہے۔ اس جواب پر رہائی نہیں ہوتی بلکہ دوسرا سوال کرتے ہیں۔ مَنْ دِيْنُكَ تیرا

دین کون سا ہے۔ مسلمان جواب دیتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ اس جواب پر بھی رہائی نہیں ملی اب تیسرا سوال کرتے ہیں مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ اس ہستی پاک کے متعلق تو کیا کہا کرتا تھا۔ آج کل جو لوگ بے باکی، بے ہودگی اور بے ادبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی مثل خیال کرتے ہیں ان کو اس وقت پتہ چلے گا جب منکر نکیر آپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھیں گے کہ بتا تو ان کے متعلق کیا کہتا تھا۔ گویا صرف مسلمان کہلا لینا کافی نہیں جب تک ذات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان حاصل نہ ہو چنانچہ مسلمان جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا باادب غلام ہے وہ دیکھتے ہی پکار اٹھے گا هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وہ تو اللہ کے رسول ہیں۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

ایک بات یاد رکھیں کہ جنہیں ہم نے کبھی نہ دیکھا ہو ان کو پہچاننا بڑا مشکل کام ہے مگر حضور محبوب کونین رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں ہم نے ان آنکھوں سے نہیں دیکھا وہ جب قبر میں تشریف لائیں گے تو ہم دیکھتے ہی پکاریں گے۔ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وہ تو اللہ کے رسول ہیں والضحیٰ کے چہرے والے واللیل کی زلفوں والے، مازاغ کے کاجل والے بے کسوں کے کس بے بسوں کے بس لاوارثوں کے وارث بے والیوں کے والی بے سہاروں کے سہارا میرے لجپال آقا ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ اس کی وجہ کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان اس دنیا میں ذکر رسول کا شائق رہا۔ محافل میلاد شریف منعقد کرتا کراتا رہا دوران محفل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک تذکرے نظماً و نثراً سنتا رہا مقررین سناتے رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک ایسی تھی سیرت مطہرہ ایسی تھی۔ مسلمان ان محافل سے ذکر رسول سن سنا کر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کو خوب یاد کر لیتا اور ہر وقت محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ رہتی اور آپ کی صورت و سیرت آنکھوں کے سامنے رہتی ہے۔ پھر جب مرتا ہے تو قبر میں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں تو دیکھتے ہیں پکار اٹھتا ہے هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وہ

اللہ کے رسول ہیں۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

روح نہ کیوں ہو مضطرب موت کے انتظار میں
سنتے ہیں مجھ کو دیکھنے آئیں گے وہ مزار میں

وہ موت حیات سے بہتر ہے جس میں سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہو جائے کسی کو کسی سے اتنی محبت نہیں جتنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے امتیوں سے محبت ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں کہ مرے زیادہ سے زیادہ امی جنت میں چلے جائیں مالک الملک کی گرفت اور دوزخ کے عذاب سے بچ جائیں۔ حضور سیاح لامکاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ہر وقت یاد رکھا حتیٰ کہ شب معراج وہاں پہنچ کر بھی جہاں کوئی نہ پہنچ سکا ہمیں یاد رکھا راتوں کو بیداری فرمائی دعائیں فرمائیں جہنم سے بچایا جنت عطا فرمائی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کسی نبی اور رسول کی اپنی امت پر وہ رحمت و شفقت ثابت نہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت پر فرمائی گناہ گاروں کے لئے گھر میں مسجد میں بیت اللہ میں جنت البقیع شریف میں اور غاروں میں ساری ساری رات غلاموں کی فلاح کے لئے دعائیں فرمائیں۔

چشم بے خواب کے صدقے کہ ہیں بیدار نصیب
آپ جاگے تو ہمیں چین کی نیند آئی ہے

پہلی امتوں کے لئے نماز بغیر مسجد کے دوسری جگہ جائز نہ تھی ہمارے لئے ساری زمین پر نماز جائز ہے پہلی امتوں کو گناہ کے بعد توبہ علی الاعلان کرنا پڑتی تھی اور ہمارے لئے یہ رحمت کہ ہم خفیہ اپنے اللہ کے حضور بصدق دل ندامت کے دو آنسو بہا دیں تو توبہ قبول اور زبان حال سے یوں کہیں کہ

رحمت دا دریا الٰہی ہر دم وگدا تیرا
جے اک قطرہ بخشیں مینوں کم بن جاندا میرا
عدل کریں تے تھر کمبن اُچیاں شاناں والے
فضل کریں تے بخشے جاون میں جیہے منہ کالے

کافروں کے لئے رحمت

مسلمانوں کے علاوہ چونکہ کافر بھی عالمین میں شامل ہیں۔اس لئے بمصداق آیت پاک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے لئے بھی رحمت ہیں مگر فرق یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے تو دونوں جہاں میں یہاں بھی اور وہاں بھی رحمت ہیں اور کافروں کے لئے صرف اسی جہان میں یعنی دنیا میں ہی رحمت ہیں۔مفسرین کرام لکھتے ہیں۔

هُوَ رَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَ فِي الدَّارَيْنِ وَلِلْكَافِرِيْنَ فِي الدُّنْيَا بِتَاخِيْرِ الْعُقُوْبَةِ فِيْهَا (مدارک التنزیل حاشیہ خازن)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لئے دونوں جہاں میں رحمت ہیں اور کافروں کے لئے صرف دنیا میں۔اس لحاظ سے کہ دنیا میں ان سے عذاب ٹل گیا۔

پہلے نبیوں کی تکذیب کرنے سے کافروں پر عذاب نازل ہوتے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت ان کافروں پر اس طرح ہوئی کہ یہ لوگ یہاں کے عذاب محیط سے بچ گئے۔

ہمارے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال اس بارش کی ہے جو ہر اچھے برے مقام پر برستی ہے اور ہر مقام کو سیراب کرتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت ہمہ گیر رحمت ہے سبھی مستفید ہو رہے ہیں۔اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

منکر اس نے تجھ کو دی مہلت کے اس عالم میں ہے
کافر و مرتد پہ ہے رحمت رسول اللہ کی

ایک شبہ کا ازالہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب کے لئے رحمت ہیں تو کفار و مشرکین سے جہاد کیوں فرمایا۔ان کو قتل کیوں کیا۔اس کا جواب یہ ہے کہ رحمت کا معنی یہ نہیں کہ سب کو دودھ ہی پلایا جائے سانپ کو مارنا اور جسم کے خراب اور گلے ہوئے عضو کو کاٹ ڈالنا۔فصد کھول کر خون فاسد نکال دینا سب کے لئے رحمت ہے۔حکومت کا چوروں اور

ڈاکوؤں کو سزا دینا ملک کو ان سے محفوظ رکھنا عین حکمت اور رحمت ہے اسی طرح کفار مشرکین کے غلبہ کو توڑنا اور کلمہ الٰہی کو بلند کرنا۔ بندگان خدا پر رحمت ہے۔ بلا تشبیہ پروردگار عالم رحمان اور رحیم ہے۔ مگر پھر کسی کو غریب رکھتا ہے اور کسی کو مالدار، کسی کو عالم، کسی کو بے علم، یہ تمام انتظام حکمت و مصلحت سے ہیں۔ خلاف رحمت نہیں ہیں۔

دعائے نوح علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال دن رات تبلیغ فرمائی مگر قوم ایمان نہ لائی بلکہ مغرور ہوئی تو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے اس طرز عمل کے پیش نظر یہ دعا فرمائی۔

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ (پ۲۹)

اے رب ان کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ۔

یعنی ان کا بیڑا غرق کر دے ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دے۔ چنانچہ طوفان نوح آیا اور وہ سب غرق ہو گئے۔

دعائے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم

میدان احد میں ایک طرف کفار و مشرکین ہیں اور دوسری طرف رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاں نثار صحابہ کرام کے ساتھ کھڑے ہیں اور کافروں اور مشرکوں کی شرارتوں کا یہ عالم ہے کہ

بھرے تھے جھولیوں میں ان کی پتھر سنگ باری کو
نشانہ دور سے کرنے لگے محبوب باری کو

اس سنگ باری سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک کو تکلیف پہنچتی ہے خون جاری ہوتا ہے صحابہ کرام عرض کرتے ہیں اُدْعُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ۔ حضور ان مشرکوں بے ایمانوں کے خلاف دعا فرمایئے۔ جیسے نوح علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی۔ آپ نے فرمایا میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اٹھے اور فرمایا۔

اے پروردگار آمرز گار ان کو معافی دے
نہ کر ان کی خطاؤں کا شمار ان کو معافی دے

صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو معافی کی دعا مانگ رہے ہیں ان کی ہلاکت و بربادی کی دعا فرمایئے۔

یہ سن کر رحمۃ اللعالمین نے ہنس کے فرمایا
میں اس دہر میں قہر و غضب بن کر نہیں آیا

فخر کونین رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے صحابہ

اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً (مشکوۃ شریف)

میں لعنت بھیجنے والا نہیں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

آپ رخ انور سے خون صاف کرتے ہوئے فرما رہے تھے۔

رَبِّ اغْفِرْ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (مسلم شریف)

اے رب، میری قوم کو بخش دے یہ لوگ جانتے نہیں ہیں۔

تمام احباب بڑی محبت اور ذوق وشوق سے باآواز بلند پڑھیے

سلام اس پر جو دشمن پر بھی رحم و فضل فرمائے
سلام اس پر کہ جس نے رحمتوں کے پھول برسائے

رحمۃ اللعالمین

عالمین میں جو چیز بھی ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے مستفید ہو رہی ہے آپ کے وجود باجود سے عالم کا ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ فیضیاب ہو رہا ہے وہ زحمتیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل تھیں وہ سب جاتی رہیں آپ کے تشریف لانے سے پہلے زمین پر قحط سالی تھی درخت خشک زمینیں غیر آباد اور جانور لاغر ہو رہے تھے آپ کی آمد سے ہر طرف برکت ہی برکت ہو گئی زمین پر سبزے کی بہار، درختوں میں پھل اور بھیڑ بکریوں، گائے بھینسوں میں طاقت ان کا دودھ حد سے زیادہ بڑھ گیا۔ عرب والوں نے اس سال کا نام سَنَةُ الْفَتْحِ وَالْاِبْتِهَاجِ رکھا۔ (المیلاد النبوی لمحدث ابن جوزی)

عجب خیر و برکت کا آیا یہ سال
ہوا جس کے آنے سے عالم نہال
گئے باغ جنت کے دروازے کھل
معطر ہوئے ارض و افلاک کل

نزول رحمت

ایک مرتبہ مکہ شریف میں سخت قحط پڑا لوگ مصیبت کے مارے حضرت ابوطالب کے پاس حاضر ہوئے اور طلب رحمت کے لئے عرض کی۔ حضرت ابوطالب نکلے اوران کے ساتھ ایک ایسا نورانی بچہ تھا گویا کہ آفتاب ہے جو کالے بادلوں سے نکلا ہے۔ حضرت ابوطالب نے اس بچے کی پشت کو دیوار کعبہ سے لگایا تو اس بچہ نے اپنی نورانی انگلی اٹھائی اور آسمان کی طرف اشارہ کیا حالانکہ اس وقت آسمان پر کوئی بادل نہ تھا اشارہ پاتے ہی چاروں طرف سے بادل آگیا اور اتنا برسا کہ جنگل بہہ نکلے اور اہل شہر و دیہات خوب سیر ہو گئے اور قحط کی مصیبت دور ہوگئی۔ (ابن عساکر بیہقی، الخصائص الکبریٰ س ۱/۸۶) البرہان فی خصائص حبیب الرحمٰن ص ۲۳۳)

پشت مبارک تاج رسولاں پشت پناہ ہے سب مقبولاں
تکیہ گا ہے اساں ملولاں صلی اللہ علیہ وسلم

مسلم و بخاری شریف میں ہے کہ رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں ایک مرتبہ سخت قحط پڑا۔ جمعہ کے دن دوران خطبہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت اسی حال میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔

فَوَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا وَضَحَھَا حَتّٰی ثَارَ السَّحَابُ اَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ یَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِہٖ حَتّٰی رَاَیْتُ الْمَطَرَ یَتَحَادَرُ عَلٰی لِحْیَتِہٖ ۔

یعنی خدا کی قسم ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا کے ہاتھ نیچے نہ گئے تھے کہ بارش کا پانی آپ کی ریش مبارک سے ٹپکتا تھا۔ سات دن بارش ہوتی رہی۔

اگلے جمعہ کو پھر زیادتی بارش کی شکایت کی گئی تو

فَرَفَعَ یَدَیْہِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا فَمَا یُشِیْرُ اِلٰی نَاحِیَةٍ مِّنَ

السَّحَابِ اِلَّا انْفَجَرَتْ (مشکوۃ شریف)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا کہ اے مولیٰ! اب ہم پر نہ برسے ہمارے آس پاس برسے پھر بادل کو جس طرف اشارہ فرماتے ادھر ہی پھٹ جاتا تھا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان پریشانیوں اور مصیبتوں میں آپ ہی سے ملتجی ہوتے اور آپ بھی انہیں اپنی رحمت و شفقت سے محروم و مایوس نہ فرماتے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

لَا وَرَبِّ الْعَرْش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

ایک شاعر اپنی عقیدت کا اظہار یوں کرتے ہیں کہ

جس حاجت دی کاون کوئی ہو یا آن سوالی
کوئی نہ گیا اس دئے درتھیں آس مرادوں خالی

اعرابی کی بخشش

مدینہ منورہ کے نواح میں رہنے والے ایک اعرابی نے اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے سرکار کی بارگاہ میں حاضری دی لیکن اس وقت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دار فانی سے پردہ فرمائے ہوئے تین دن ہو گئے تھے اعرابی سرکار کی تربت انور پر حاضر ہوا اور آپ سے فریاد کی اور زبان حال سے کہا

تیرے قدموں میں آنا میرا کام تھا
میر بگڑی بنانا تیرا کام ہے
ٹھوکریں کھا کے گرنا میرا کام تھا
ہر قدم پہ اٹھانا تیرا کام ہے

اچانک آواز آئی قد غفرلك۔ تیری بخشش ہوگئی۔

(تفسیر مدارک ص ۱/۲۳، تفسیر ابن کثیر ص ۱/۵۲۰ جذب القلوب)

زخموں کو اچھا کر دیا

حضرت حارث بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک جنگ میں سر اور ٹانگوں میں تلوار کے بڑے بڑے زخم آئے۔ صحابہ کرام مجھے اٹھا کر رحمت عالم کی خدمت میں لے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فَتَفَلَ عَلٰی جَرْحِہٖ فَلَمْ یودہ (حجۃ اللہ علی العالمین) اس کے زخموں پر تھوک مبارک ڈالا تو اچھے ہو گئے۔

امام قسطلانی کو شفاء

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے محدث اور بخاری شریف کے شارح ہیں آپ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک ایسی بیماری لگی جس کا معالج علاج کر کر کے تھک گئے اور انہوں نے اس بیماری کو لاعلاج قرار دے دیا ۸۹۳ھ جمادی الاول کی اٹھائیسویں شب کو میں نے مکہ مکرمہ سے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کی اور مدد چاہی۔ دیکھئے امام موصوف تین سو میل دور مکہ شریف میں بیٹھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کر رہے ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ

فریاد امتی جو کرے حال زار کی
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

آپ فرماتے ہیں کہ استغاثہ کرنے کے بعد میں سو رہا تھا ایک شخص آیا جس کے پاس کاغذ کا ایک ٹکڑا تھا۔ جس پر یہ لکھا تھا کہ یہ احمد بن قسطلانی کے مرض کی دوا ہے بارگاہ شریف سے اذن شریف کے بعد پھر فرماتے ہیں کہ

ثُمَّ اسْتَیْقَظْتُ فَلَمْ اَجِدْ بِیْ وَاللّٰہِ شَیْئًا مِّمَّا کُنْتُ اَجِدُہٗ وَحَصَلَ الشِّفَاءُ بِبَرْکَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(مواہب لدنیہ ص ۲/۳۹۲)

پھر میں جاگا تو اللہ کی قسم مجھے جو بیماری تھی وہ بالکل نہ رہی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے مجھے شفا ہو گئی۔

ٹوٹی ہوئی ٹانگ درست کردی

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی کوٹھے پر سے گرنے سے ٹانگ ٹوٹ گئی۔ تو میں نے اپنی یہ تکلیف رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔

فَقَالَ اُبْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْهَا فَمَسَحَهَا فَكَاَنَّمَا لَمْ اَشْتَكِهَا قَطُّ

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۲۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹانگ پھیلاؤ۔ میں نے پھیلائی۔ تو آپ نے اپنا دست رحمت اس پر پھیرا تو میری ٹانگ اس طرح ٹھیک ہوگئی جیسے کبھی ٹوٹی ہی نہ تھی۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ۔

بالکل سفید آنکھوں میں نور پیدا کردیا

حضرت حبیب بن فدیک رضی اللہ عنہ کے والد اسی سال کے تھے اور بالکل نابینا ہو گئے تھے۔ ایک دن حبیب بن فدیک کے والد اپنے بیٹے کے ساتھ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی نابینا آنکھیں پیش کیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ انہیں کیا ہوا تو انہوں نے عرض کی کہ آنکھیں بالکل ٹھیک تھیں مگر ایک دن سانپ کے انڈے پر میرا پاؤں پڑا تو اسی وقت دونوں آنکھیں اندھی ہوگئیں۔

فَتَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَيْنَيْهِ فَاَبْصَرَ وَهُوَ يُدْخِلُ الْخَيْطَ فِي الْاِبْرَةِ (کتاب مذکور)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا تھوک مبارک ڈالا تو وہ فوراً دیکھنے لگے اور نظر اس قدر تیز ہوگئی کہ سوئی میں دھاگہ ڈال لیتے تھے۔

حضرات گرامی! غور کیجئے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان پریشانی و مصیبت کے وقت رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں جاتے تھے اپنی معروضات پیش کرتے اور وہیں سے رحمت پاتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ کبھی نہیں فرمایا کہ میرے

پاس کیا لینے آئے ہو جو کچھ لینا ہے خدا تعالیٰ سے لو۔ بلکہ آپ ان کی مشکلات کو حل فرماتے اور مصائب وآلام دور فرماتے۔ اور غلاموں کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

حضرت علامہ شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُبِہٖ سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

یعنی اے بہترین خلائق صلی اللہ علیہ وسلم میں مصیبتوں میں آپ کے سوا اور کس کی پناہ میں جاؤں۔ اہل مصائب کی جائے پناہ صرف ایک آپ ہی کی تو ذات ہے (قصیدہ بردہ شریف)

احباب دانش وبینش

اس قسم کے سینکڑوں واقعات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان مصیبت اور پریشانی کے وقت سرکار مدینہ سرور سینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے کیوں کہ یہی در رحمت ہے اور مشکلات ومصائب کا ازالہ اسی در رحمت سے ہو سکتا ہے۔ بزرگان دین سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم بھی یہاں ہی استغاثہ وفریاد کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کما حقہ تفصیل کے لئے کتاب البرہان فی خصائص حبیب الرحمٰن کا مطالعہ کیجئے۔

انشاء اللہ العزیز ایمان کے باغوں میں بہار آجائے گی اور کتاب دلیل یزداں بھی کافی مفید ثابت ہوگی۔

جانوروں کے لئے بھی رحمت

بفضلہٖ تعالیٰ ہمارے حضور سرور کونین رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم بنص قرآن حکیم رحمۃ اللعالمین ہیں اور عالمین میں چونکہ جانور بھی شامل ہیں اس لئے آپ جانوروں کے لئے بھی رحمت ہیں چنانچہ کتب احادیث وتفاسیر میں بیسیوں واقعات ملتے ہیں جن سے ثابت

ہوتا ہے کہ جانوروں کے لئے بھی رحمت ہیں۔

اونٹ کی فریاد

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے اس باغ میں ایک اونٹ تھا اس اونٹ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو فریادی بنکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا حدیث پاک میں آتا ہے کہ اس اونٹ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اور وہ رو رو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ فریاد کرنے لگا اور اپنی بولی میں بڑبڑانے لگا۔

اساں منیاں تیریاں پیریاں
جھبدے آؤ کرو دستگیریاں

حضور معلم کائنات عالم ماکان وما یکون صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی فریاد کو سنا اور پھر اس کے مالک کو بلایا اور فرمایا کہ اس جانور کے باب میں اللہ تعالیٰ سے کیوں نہیں ڈرتا اور خدا کا خوف کیوں نہیں کرتا۔

فَاِنَّهٗ شَكَآ اِلَیَّ اِنَّكَ تُجِيْعُهٗ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۵۰)

اس اونٹ نے مجھ سے تیری شکایت کی ہے کہ تو اس کو بھوکا رکھتا ہے۔

(اسد الغابہ ص ۱۳۴)

کی اونٹ نے تجھ سے بیاں دکھ درد کی سب داستاں
دیکھا جو تجھ کو مہرباں شکوہ مصیبت کا کیا

چڑیا کی فریاد

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہم ایک درخت کے پاس سے گزرے اس درخت پر ایک چڑیا کے دو بچے تھے ہم نے وہ پکڑ لئے۔ ان بچوں کی ماں اڑتی ہوئی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آگری اور اپنی بولی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا اے میرے صحابہ اس چڑیا کے بچوں کو کس نے پکڑا ہے۔ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے پکڑا ہے فرمایا جاؤ اس کے بچوں کو اسی جگہ پر رکھ آؤ۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۶۶)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

تمہیں حاکم برا یا تمہیں قاسم عطایا
تمہیں دافع بلایا تمہیں شافع خطایا
کوئی تم سا کون آیا

سرکش اونٹ

ابوداؤد شریف میں حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک سرکش اونٹ تھا جو کوئی بھی وہاں جاتا وہ اونٹ اسے کاٹنے کے لئے جھپٹتا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا وہ حاضر خدمت ہوا اور اس نے آپ کو سجدہ کیا اور سامنے بیٹھ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ناک میں مہار ڈال دی اور فرمایا کہ جن اور انسان کفار کے سوا زمین و آسمان کی سب چیزیں جانتی ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔(رحمۃ الرحمٰن شرح قصیدہ النعمان ص ۶۳)

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدہ کریں
بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے

اونٹ دربار رسالت میں

ایک دن ایک اونٹ دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جس قوم میں ہوں وہ لوگ عشاء کی نماز نہیں پڑھتے اور عشاء کی نماز سے قبل ہی سو جاتے ہیں ڈرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کہیں ان لوگوں پر عذاب بھیجے اور میں بھی ان کے ساتھ عذاب میں گرفتار نہ ہو جاؤں آپ ان کو بلوایئے اور نصیحت فرمایئے۔چنانچہ آپ نے ان لوگوں کو بلایا اور عشاء کی نماز کے بارے تاکید فرمائی

(احیاء القلوب ص ۹۳)

اس واقعہ سے جہاں عشاء کی نماز کی اہمیت واضح ہوتی ہے وہاں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رفعت کا بھی اندازہ لگائیں کہ حیوان جانور آپ کی بارگاہ میں اپنی حاجات لے کر آتے ہیں اور مرادیں پاتے ہیں۔

ہرنی پر نظر کرم

حدیث پاک میں ہے کہ ایک جنگل کی ہرنی کسی شکاری کے جال میں پھنس گئی اور

ناگہاں آں مغیث ہر دو کون
مصطفےٰ پیدا شدہ از بہر عون

حسن اتفاق کہ حضور رحمۃ العالمین بھی اسی جنگل میں تشریف لائے۔ ہرنی نے جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو حدیث کے یہ الفاظ ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنے۔ اِذَا مُنَادٍ یُّنَادِیْهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کوئی پکارنے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکار رہا ہے اور کہہ رہا ہے یا رسول اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ فرمائی تو ہرنی جال میں پھنسی ہوئی نظر آئی اور وہی پکار رہی تھی۔ آپ نے پوچھا تو مجھے کیوں پکار رہی ہے ہرنی بولی: اُدْنُ مِنِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ حضور میرے پاس تشریف لائیے حضور آگے بڑھے تو فرمایا: مَا حَاجَتُکَ تیری کیا حاجت ہے۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاجت روا ہیں نہ صرف انسانوں بلکہ جانوروں کے بھی۔ ہرنی نے عرض کی۔ حضور میرے دو بچے ہیں میں انہیں دودھ پلانے کے لئے جارہی تھی کہ اس جال میں پھنس گئی ہوں۔ حضور میرے بچے میری راہ دیکھ رہے ہوں گے۔ آپ رحمت عالم ہیں اور میں بھی مستحق ہوں مجھ پر رحم فرمایئے اور تھوڑی دیر کے لئے اپنی ضمانت پر مجھے اس جال سے رہا کرا دیجئے تاکہ میں اپنے بچوں کو دودھ پلا آؤں اور میں بہت جلد واپس آجاؤں گی۔ حضور نے فرمایا اچھا جا اور بچوں کو دودھ پلا کر جلدی واپس آجا ہرنی نے عرض کیا۔ بہت اچھا۔

فَذَهَبَتْ فَاَرْضَعَتْ خشفیها ثُمَّ رَجَعَتْ۔

ہرنی گئی اور بچوں کو دودھ پلا کر پھر واپس آگئی۔

حضرات گرامی! جانور جال سے چھوٹ کر پھر اس راہ سے بھی کنارہ کرتے ہیں مگر

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کر کے ہرنی گئی اور پھر واپس حاضر خدمت ہو گئی۔ شکاری نے جب یہ معجزہ دیکھا تو حیران رہ گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شکاری سے فرمایا کہ تو اس کو چھوڑ دے تو شکاری نے ہرنی کو چھوڑ دیا۔

فَخَرَجَتْ تَعْدُوْا فِی الصَّحْرَاءِ تَجْرِیْ شَدِیْدًا فَرْحًا وَهِیَ تَضْرِبُ بِرِجْلِهَا الْاَرْضَ وَتَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

(دلائل النبوۃ ص ۲۲۰ زرقانی علی المواہب ص ۱۵۰ حجۃ اللہ ص ۶۱ ۴ نزہۃ المجالس ص ۵۴)

ہرنی آزاد ہوتے ہی فرحت مسرت میں بری تیزی کے ساتھ دوڑتی کودتی اچھلتی ہوئی یہ کہتی تھی کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (قصیدہ النعمان ص ۶۲)

ہرنی کی مؤدب اولاد

حضرت علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب نزہۃ المجالس ص ۹۴/۳ پر ایک بزرگ کا واقعہ نقل کرتے ہیں کہ میں ایک دن حضور سید لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر حاضر تھا کہ مسجد نبوی شریف، میں ایک ہرنی آ گئی اور قبر انور کے سامنے ہو کر اس نے اپنا سر جھکایا گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کر رہی تھی سلام عرض کرنے کے بعد پھر پیٹھ کیے بغیر الٹے پاؤں مسجد سے نکل گئی اور اپنی پیٹھ قبر انور کی طرف نہ ہونے دی فرماتے ہیں کہ وہ ہرنی یقیناً اس ہرنی کی اولاد میں سے تھی جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جال سے آزاد کرایا تھا۔

بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگاہے ڈھوئی
باجھ ادب محمد بخشا منزل نئیں پہنچایا کوئی

رحمۃ اللعالمین

جب غزوۂ اُحد میں آپ کا دانت مبارک شہید ہوا جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دانت مبارک ہم کو عنایت کیجئے تاکہ اس کی برکت سے غضب الٰہی سے محفوظ رہیں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شکستہ

دانت میری امت کے شکستہ دلوں کے لئے موجب بخشش ہے روز محشر جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تیری امت نے میری نافرمانی کی ہے تب میں کہوں گا کہ یا اللہ تیرے بندوں نے میرا دانت شہید کیا ہے میں نے انہیں معاف کیا اور تیری شان کریمی و رحیمی ہے تو بھی میرے امتیوں کے گناہ معاف کر دے تو خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے معاف کر دے گا۔

(قرطاس مقبول فی معجزات رسول ص ۳۴۳، احیاء القلوب ص ۱۰۹)

سلام اس پر جو دشمن پر بھی رحم و فضل فرمائے
سلام اس پر کہ جس نے رحمتوں کے پھول برسائے

لحد میں یاد امت

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر انور میں رکھا گیا تو میں نے آخری دیدار کی غرض سے آپ کے چہرۂ انور کی زیارت کی۔

اِذَا رَاَیْتُ شَفَتَیْہِ یَتَحَرَّكُ فَاَدْنَیْتُ اُذُنِیْ عِنْدَھَا فَسَمِعْتُ وَھُوَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِیْ فَاَخْبَرْتُھُمْ بِھٰذَا فَتَعَجَّبُوْا بِشَفْقَتِہٖ عَلٰی اُمَّتِہٖ

(کنز العمال مدارج النبوۃ ص ۴۴۲، احیاء القلوب ص ۱۳۴)

جب میں نے دیکھا تو آپ کے لب ہائے مبارک حرکت کر رہے تھے میں نے اپنے کان نزدیک کر کے سنا تو آپ فرما رہے تھے اے اللہ میری امت کو بخش دے میں نے یہ بات سب حاضرین کو بتائی تو اس شفقتِ امت پر سب دنگ رہ گئے۔

اس قدر ہم ان کو بھولے ہائے ہائے
ہر گھڑی جن کو ہماری یاد ہے

عزیزان گرامی! امت کی بخشش کی خاطر ان مبارک لبوں نے صرف یہاں ہی حرکت نہیں فرمائی بلکہ اس دنیا میں جلوہ گری کے وقت بھی رَبِّ ھَبْ لِیْ اُمَّتِیْ کہہ کر ہم گناہگاروں کو اطمینان و سکون بخشا (احیاء القلوب ص ۳۴) جب تک ظاہری دنیا میں جلوہ گر رہے ہر لحظہ امت کا سکون و اطمینان مدنظر رکھا۔

تمہارے لئے تھا اے گناہ گارو سیہ کارو
وہ شب بھر جاگنا اور رات بھر رونا محمد کا

ساری ساری رات امت کی بخشش و آرام کی خاطر کھڑے رہتے گریہ زاری فرماتے۔ یہاں تک کے پائے مبارک متورم ہو جاتے۔ (شمائل ترمذی)

مگر اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب علیہ السلام کے پیارے اور نورانی لبوں پر پھر بھی یہی دعا ہوتی۔ رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ

جن کو امت کا غم ہی ستاتا رہا
اشک غاروں میں جو بہاتا رہا
جو مقدر ہمارے بناتا رہا
اس کی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام

قیامت کے دن بھی تمام لوگ دیکھیں گے کہ ان کے مقدس لبوں کی جنبش ہی سب کی رہائی اور مصیبتوں سے نجات کا باعث ہوگی اور ہم گنہگاروں کا حضور علیہ السلام کی شفاعت سے ہی بیڑا پار ہوگا

کہیں گے اور نبی اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ
میرے حضور کے لب پر اَنَـــا لَهَـــا ہوگا

تعلیم رحمت

ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم رحمت عالم بن کر تشریف لائے آپ کی تعلیم بھی تعلیم رحمت ہے آپ نے مخلوق پر رحم فرمانے کا حکم دیا اور تاکید فرمائی اور فرمایا۔

لَا یَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَّا یَرْحَمُ النَّاس (مشکوٰۃ شریف)

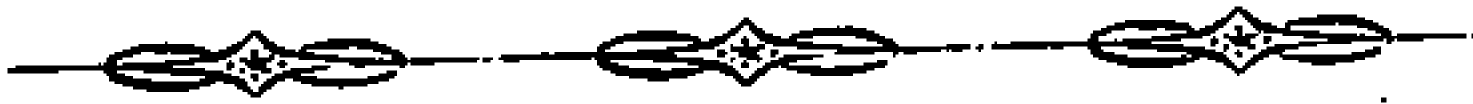
جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں کرے گا۔

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر

احباب دانش و بینش! آپ کی تعلیم رحمت میں ہزار ہا خوبیاں اور کمال ہیں۔ صحابہ کرام

علیہم الرضوان اہلِ بیت عظام اور دیگر بزرگان دین جو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح معنوں میں متبع تھے ان میں رحمت و شفقت علی الخلق کامل طور پر نظر آتی ہے انہوں نے حتی الامکان اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم ہی فرمایا اور خود تکلیف اٹھا کر بھی رحم علی الخلق کا دامن نہیں چھوڑا۔ حضور علیہ السلام کی اس تعلیم رحمت نے بڑے بڑے جلالی مزاج والوں میں رحم وعفو کوٹ کوٹ کر بھر دیا اور وہ آپ علیہ السلام کی اس تعلیم رحمت کے نتیجہ میں خالق کائنات کی تمام مخلوق پر بلاتمیز شفقت و مہربانی کرنے لگے اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی نبی رحمت کی تعلیمات پر عمل کرنے اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ ھُوَ حَسْبِیْ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ



وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ وَالۡعَاقِبَةُ لِلۡمُتَّقِيۡنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الۡمُرۡسَلِيۡنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَاَوۡلِيَاءِ مِلَّتِهٖ وَشُهَدَآءِ اُمَّتِهٖ وَعُلَمَاءِ شَرِيۡعَتِهٖ وَعَلٰى جَمِيۡعِ اَهۡلِ سُنَّةٍ وَجَمَاعَةٍ اِلٰى يَوۡمِ الدِّيۡنِ اَجۡمَعِيۡنَ ۔

اَمَّا بَعۡدُ، فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ، وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ ۔ صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَلِيُّ الۡعَظِيۡمُ وَصَدَقَ رَسُوۡلُهُ النَّبِيُّ الۡكَرِيۡمُ وَنَحۡنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيۡنَ وَالشَّاكِرِيۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ ۔

تمام احباب بڑے ذوق وشوق اور خلوص ومحبت سے باآواز بلند درود شریف پڑھیں۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا
وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا
عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

حضرات! یہ روحانی وجدانی، نورانی مقدس محفل پاک حضور پرنور سید المرسلین خاتم

النبیین رحمۃ اللعالمین راحۃ العاشقین رسول الثقلین راحمت دارین امام الانبیاء شہ ہر دوسرا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے ذکر کے لئے منعقد کی گئی ہے۔

خالق کائنات کا لاکھ لاکھ مرتبہ شکر ہے کہ اس نے اپنے خصوصی فضل وکرم سے ہم سب کو اس پاکیزہ محفل میں حاضر ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔

احباب دانش وبنیش! یہ ایک متفقہ حقیقت ہے کہ حضور سرور کون ومکان مھبطِ آیات قرآن سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات رب العالمین جل جلالہ کی تمام مخلوق میں سے افضل واعلیٰ اور بلند وبالا ہے آپ تمام انبیاء کرام میں سے افضل، آپ کا دین تمام ادیان سے افضل، آپ کی کتاب تمام کتابوں سے افضل، آپ کا نظام تمام نظاموں سے افضل، آپ کا شہر تمام شہروں سے افضل، جس علاقہ میں تشریف لائے وہ تمام علاقوں سے افضل۔ جس سال میں تشریف لائے وہ تمام سالوں میں افضل۔ جس ماہ میں تشریف لائے وہ تمام مہینوں میں افضل۔ جس دن آپ تشریف لائے وہ تمام دنوں میں افضل اور جس رات تشریف لائے (لیلۃ المیلاد) وہ تمام راتوں میں افضل۔ جس قبیلہ میں تشریف لائے وہ تمام قبیلوں میں افضل، جس خاندان میں تشریف لائے وہ تمام خاندانوں میں افضل، جس محفل میں آپ کا ذکر ہو وہ محفل بھی تمام محفلوں سے افضل ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فرماتے ہیں کہ

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر وکلام وبقا کی قسم
ترے خلق کو حق نے عظیم کہا تری خلق کو حق نے جمیل کہا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالق حسن وادا کی قسم
ترا مسند ناز ہے عرش بریں ترا محرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

جَعَلْتُ ذِكْرَكَ مِنْ ذِكْرِيْ فَمَنْ ذَكَرَكَ ذَكَرَنِيْ

(شفاء شریف ص ۱/۱۲ مدارج النبوۃ ص ۱۲۵)

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کے ذکر کو اپنا ذکر بنالیا ہے پس جس نے آپ کا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

رفعتِ ذکر

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک کو وہ رفعت بخشی ہے جو کسی کو نہیں ملی اور نہ ہی ملے گی۔ جب کائنات میں کسی کا ذکر نہ تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے والا خود خدا تھا پھر جب کائنات کی ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اس کا ذکر کرنے والا کوئی باقی نہ رہے گا تو محبوب علیہ السلام کا ذکر اس وقت بھی ہو رہا ہوگا۔ قرآن مجید فرقان حمید برہان رشید نے ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت شان کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (پ ۳۰)

اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَتَدْرِیْ كَيْفَ رَفَعْتُ ذِكْرَكَ

اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کے ذکر کو ہم نے کیسے بلند کیا ہے۔

تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِیْ (شفا شریف ۱/۱۲ اور منثور ص ۶/۲۶۴ زرقانی شریف)

جب میرا ذکر ہوگا تو میرے ذکر کے ساتھ تمہارا بھی ذکر ہوگا۔

صاحب تفسیر روح المعانی علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر رفع ذکر کیا ہو سکتا ہے کہ کلمہ شہادت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ملا دیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے ملائکہ کے

ساتھ آپ پر درود بھیجا اور مومنوں کو درود پاک پڑھنے کا حکم دیا اور جب بھی آپ کو خطاب کیا معزز القاب سے کیا۔ پہلے آسمانی صحیفوں میں بھی آپ کا ذکر خیر فرمایا تمام انبیاء اور ان کی امتوں سے وعدہ لیا کہ وہ آپ پر ایمان لے آئیں۔ آج دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں روز و شب میں پانچ بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان نہ ہو رہا ہو۔

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

عزیزان گرامی! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح پر اپنوں اور بیگانوں نے جتنی کتابیں لکھی ہیں دنیا کے کسی نبی، مصلح، فاتح اور سلطان کے بارے میں نہیں لکھی گئیں۔ بے شمار اعلیٰ پایہ کے لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک کو بلند کرنے کے لئے جس طرح اپنی زندگیاں اور اپنی علمی، روحانی لطافتیں، اپنا مال اور اپنے وسائل وقف کیے ہیں کسی دوسرے کے بارے میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا آپ کے عشاق نے نثر و نظم میں انسانیت کو جو پاکیزہ ادب عطا فرمایا ہے اس کی نظیر بھی نہیں ملتی۔ لادینیت کے اس دور میں بھی آپ کے دین کی تبلیغ اور آپ کی سنت کے احیاء کی کوشش بڑے خلوص سے کی جا رہی ہیں۔ آپ کا نام پاک لے کر آپ کا ذکر خیر کر کے اور آپ کے محاسن سن کر کروڑوں دلوں کو جو سرور و فرحت نصیب ہوتی ہے اس کا جواب نہیں اپنے تو رہے ایک طرف بیگانوں اور متعصب مخالفوں کو بھی بارگاہِ رسالت میں خراج عقیدت پیش کرنے کے بغیر چارہ نہ رہا۔ (تفصیل کے لئے کتاب ہندو سکھ شعراء کا نذرانۂ عقیدت مکتبہ قادریہ مکتبہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ سے طلب کیجئے)

ناظرین! اگر آپ ان حالات کو پیش نظر رکھیں جن حالات میں یہ آیت پاک نازل ہوئی تو پڑھنے کا لطف دو چند ہو جائے گا۔ ساری دنیا مخالف ہے مکہ کے نامور سردار اور عوام چراغ مصطفوی کو بجھانے کے درپے ہیں جس گلی سے گزرتے ہیں وہاں غلاظت کے ڈھیر لگا دیئے جاتے ہیں اور کانٹے بچھا دیئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں تو مرے ہوئے اونٹ کا بوجھ اٹھا کر گردن مبارک پر لاد دیا جاتا ہے۔ ان حالات میں یہ آیت

نازل ہوئی۔کون یہ تصور کرسکتا تھا کہ ان کا ذکرِ پاک دنیا کے گوشہ گوشہ میں بلند ہوگا۔ ان کے دین کی روشنی سے مہذب دنیا کا بہت بڑا علاقہ منور ہوگا۔کروڑوں انسان ان کے نام پر جان دینے کو اپنے لئے باعث سعادت تصور کریں گے لیکن جو وعدہ مولیٰ کریم نے اپنے محبوب کے ساتھ کیا وہ پورا ہوکر رہا اور قیامت تک ذکر محمدی کا آفتاب ضوفشانیاں کرتا رہے گا۔

(تفسیر ضیاء القرآن ص ۵/۶۰۰)

ذکر کر سوہنے محبوب من ٹھار دا کملیا غم ترے توں پرے رہن گے
کردار ہوتوں سدا مصطفےٰ مصطفےٰ ایس ناں نال تیرے دیدے ٹھرے رہن گے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ آذان میں تکبیر میں تشہد میں منبروں پر خطبوں میں تو اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے ہر بات میں اس کی تصدیق کرے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی نہ دے تو یہ سب بیکار ہے وہ کافر ہی رہے گا حضرت قتادہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر دنیا و آخرت میں بلند کیا ہر خطیب ہر تشہد پڑھنے والا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پکارتا ہے۔بعض مفسرین نے فرمایا کہ آپ کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے آپ پر ایمان لانے کا عہد لیا۔(خزائن العرفان ص ۸۶۶)

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

اور ہم نے تری خاطر تیرے ذکر کو بلند کردیا۔یہ ذکر آسمانوں پر بھی ہوتا ہے جہاں ہر آن فرشتے آپ پر درودوسلام بھیج رہے ہیں اور زمینوں پر بھی جہاں سات براعظموں میں گونجنے والے نغماتِ آذان میں نمازوں میں جمعہ کے خطبہ میں بچوں کی پیدائش کے موقع پر اہل ایمان کے جنازوں میں اور ان کی شادی بیاہ کی تقریبوں میں ہر موقع اور ہر مقام پر آپ کا نام اور اسم گرامی ہدیہ سلام وصلوٰۃ کے ساتھ کروڑوں زبانوں پر جاری ہے۔

اس دعویٰ کی صداقت دیکھنی ہو تو اپنوں کی زبان سے نہیں بیگانوں کی زبان سے ماننے والوں کے قلم سے نہیں انکار کرنے والوں کے قلم سے سنو۔جو تعصبات کے باوجود یہ اعتراف کرنے پر خود کو مجبور پاتے ہیں۔

بے مثالی

تاریخ انسانی نے تمام سائنسدانوں، رشیوں، منیوں اور نبیوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسی متاثر کن شخصیت نہیں دیکھی۔ ایسی شخصیت جس نے بے سروسامانی کے باوجودیکہ وہ تنہا تاریخ کے دھارے کو بدل دیا اور جس کے اثرات کا غیر مختتم دائرہ بیک وقت ماضی حال اور مستقبل پر محیط ہے۔

۱۹۷۸ء میں ایک امریکی فاضل میکائیل ایچ ہارٹ کے قلم سے ایک کتاب شائع ہوئی جس میں سو سے زائد تاریخ انسانی کے باثر افراد کی زندگی اور کارناموں کا جائزہ پیش کیا گیا۔ اس کتاب میں سرفہرست جس ہستی کو جگہ دی گئی وہ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ (رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ۱۴۰۳)

جس کے آگے سبھی شوکتیں جھک گئیں
عظمتیں جھک گئیں، رفعتیں جھک گئیں
بادشاہ جھک گئے سلطنتیں جھک گئیں
جس کے آگے کجی گردنیں جھک گئیں
اس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام

ہر جگہ ذکر مصطفیٰ

مندرجہ بالا حدیث قدسی سے معلوم ہوا کہ جہاں خدا تعالیٰ کا ذکر ہوگا وہاں آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ذکر ہوگا اب دیکھئے کلام لاریب میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (پ۲۸)

ہر شے جو زمینوں و آسمانوں میں ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہی ہے۔

اب جہاں جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہے۔ وہاں وہاں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہو رہا ہے تو ماننا پڑے گا کہ زمین و آسمان میں ہر شے ذکر مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کر رہی ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا کہ

فرش پر بھی ہوا ذکر صلِّ علیٰ
عرش پر بھی ہوا چرچا سرکار
ہر طرف سج گئی محفل مصطفےٰ
ہر طرف یا نبی یا نبی ہو گئی

کائنات میں ہر لحظہ توحید و رسالت کا اعلان ہو رہا ہے۔

ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ جولائی ۲۰۰۷ء

دنیا کے نقشے کو دیکھیں، اسلامی ممالک میں انڈونیشیا کرۂ ارض کے مشرق میں واقع ہے۔ یہ ملک بے شمار جزائر پر مشتمل ہے جن میں جاوا، سماٹرا، بورنیو اور سیبلز مشہور جزیرے ہیں۔ انڈونیشیاء آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا اسلامی ملک ہے۔ تقریباً ۲۰ کروڑ آبادی کے اس ملک میں غیر مسلم آبادی کا تناسب آٹے میں نمک کے برابر ہے۔

طلوع سحر سیبلز کے مشرق میں واقع جزائر میں ہوتی ہے، وہاں جس وقت صبح کے ساڑھے پانچ بج رہے ہوتے ہیں، طلوع سحر کے ساتھ ہی انڈونیشیاء کے انتہائی مشرقی جزائر میں فجر کی اذان شروع ہو جاتی ہے اور ہزاروں مؤذن خدائے بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں۔ مشرقی جزائر سے یہ سلسلہ مغربی جزائر کی طرف بڑھتا ہے اور ڈیڑھ گھنٹہ بعد جکارتہ میں مؤذنوں کی آواز گونجنے لگتی ہے۔ جکارتہ کے بعد یہ سلسلہ سماٹرا میں شروع ہو جاتا ہے اور سماٹرا کے مغربی قصبوں اور دیہات سے پہلے ملایا کی مسجدوں میں اذانیں بلند ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ سلسلہ ایک گھنٹہ بعد ڈھاکہ پہنچتا ہے۔ بنگلہ دیش میں ابھی اذانوں کا یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا کہ کلکتہ سے سری نگر تک اذانیں گونجنے لگتی ہیں۔ دوسری طرف یہ سلسلہ کلکتہ سے بمبئی کی طرف بڑھتا ہے اور پورے ہندوستان کی فضاء توحید و رسالت کے اعلان سے گونج اٹھتی ہے۔

سری نگر اور سیالکوٹ میں فجر کی اذان کا ایک ہی وقت ہے۔ سیالکوٹ سے کوئٹہ، کراچی اور گوادر تک چالیس منٹ کا فرق ہے۔ اس عرصے میں فجر کی اذان پاکستان میں بلند ہو رہی ہوتی ہے۔ پاکستان میں یہ سلسلہ ختم ہونے سے پہلے افغانستان اور مسقط میں

اذانوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، مسقط سے بغداد تک ایک گھنٹے کا فرق ہے اس عرصے میں اذانیں حجاز مقدس، یمن عرب امارات، کویت اور عراق میں گونجتی رہتی ہیں۔ بغداد سے سکندریہ تک پھر ایک گھنٹے کا فرق ہے۔ اس دوران شام، مصر، صومالیہ اور سوڈان میں اذانیں بلند ہوتی ہیں۔ سکندریہ اور استنبول ایک ہی طول وعرض پر واقع ہیں۔ مشرقی ترکی تک ڈیڑھ گھنٹے کا فرق ہے اس دوران ترکی میں صدائے توحید و رسالت بلند ہوتی ہے۔ سکندریہ سے طرابلس تک ایک گھنٹے کا دورانیہ ہے۔ اس عرصے میں شمالی افریقہ میں لیبیا اور تیونس میں اذانوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ فجر کی اذان جس کا آغاز انڈونیشیاء کے مشرقی جزائر سے ہوا تھا۔ ساڑھے نو گھنٹے کا سفر طے کر کے بحر اوقیانوس کے مشرقی کنارے تک پہنچتی ہے۔ فجر کی اذان بحر اوقیانوس تک پہنچنے سے قبل ہی مشرقی انڈونیشیاء میں ظہر کی اذان کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور ڈھاکہ میں ظہر کی اذانین شروع ہونے تک مشرقی انڈونیشیاء میں عصر کی اذانیں بلند ہونے لگتی ہیں۔ یہ سلسلہ ڈیڑھ گھنٹہ تک بمشکل جکارتہ پہنچتا ہے کہ انڈونیشیاء کے مشرقی جزائر میں نماز مغرب کا وقت ہو جاتا ہے۔ مغرب کی اذانیں سیلبو سے بمشکل سماٹرا تک پہنچتی ہیں کہ اتنے میں عشاء کا وقت ہو جاتا ہے، جس وقت مشرقی انڈونیشیاء میں عشاء کی اذانوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اس وقت افریقہ میں فجر کی اذانیں گونج رہی ہوتی ہیں۔ کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ کرۂ ارض پر ایک سیکنڈ بھی ایسا نہیں گزرتا جس وقت لاکھوں مؤذن بیک وقت خدائے بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان نہ کر رہے ہوں۔ انشاء اللہ العزیز یہ سلسلہ تا قیامت اسی طرح جاری رہے گا۔ دنیا کی فضاؤں میں یہ صدائے نورانی اپنا نور بکھیر کر تاریک القلب انسانوں کے لئے روشنی کا سامان کر رہی ہے۔

کلموں میں نمازوں میں خطبوں میں اذاں میں
ہے نام الٰہی سے ملا نام محمد (ﷺ)

انبیاء کرام و جبرئیل علیہ السلام سے عہد

بعض مفسرین کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے جبریل علیہ السلام سے عہد لیا تھا

کہ جب بھی کسی نبی علیہ السلام کے پاس وحی لے کر جائے تو اس کے سامنے حضور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرے اور آپ کے فضائل وکمالات بیان کرنے کے بعد اس نبی ﷺ سے یہ عہد لے کہ اگر وہ حضور علیہ السلام کا زمانہ پائے تو ان پر ایمان لائے۔ بعض کہتے ہیں کہ انبیاء کرام سے عہد لیا گیا کہ وہ اپنی اپنی قوم کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کر کے ان سے عہد لیتے رہا کریں کہ وہ اپنے بعد والوں کو فضائل مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگاہ کرتے اور حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے پڑھتے رہیں گے۔ (جواہر البحار)

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

سب اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی ﷺ
خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
ملک کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی ﷺ
جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
ان کا ان کا تمہارا ہمارا نبی ﷺ

عظمت وشان مصطفےٰ ﷺ

جب محبوب کونین رسول الثقلین نبی الحرمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا کہ

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا ۔

اے لوگو! کہو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں فلاح پا جاؤ گے۔

فرمایا اللہ ایک ہے۔ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے وہ پوجا کے لائق ہے وہ عبادت کے لائق ہے اس کی عبادت کرو۔ میں اللہ کا رسول ہوں۔

جب مکہ شریف کے کافروں مشرکوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ الفاظ سنے تو سب کے سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہو گئے کوئی آپ کو جادوگر کہتا ہے کوئی آپ کو کاہن کہتا ہے کوئی آپ کو شاعر کہتا ہے کوئی آپ کو صابی کہتا ہے کوئی آپ کو مجنوں کہتا ہے، کوئی آپ کو ابتر کہتا ہے کوئی آپ کو گالیاں دیتا ہے کوئی آپ کو پتھر مارتا ہے کوئی آپ کے راستے میں کانٹے بچھاتا ہے کوئی آپ پر اوجھڑیاں پھینکتا ہے کوئی آپ کے راستے میں کنوئیں نکالتا ہے۔

قادر مطلق مالک الملک جل جلالہ نے فرمایا: اے مکہ مکرمہ کے کافرو اے مشرکو اے بتوں کے پجاریو! اے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر کہنے والو! میرے محبوب کو کاہن کہنے والو اے میرے محبوب کو شاعر کہنے والو اے میرے محبوب کو صابی کہنے والو اے میرے محبوب کو ابتر کہنے والو، اے میرے محبوب کو گالیاں دینے والو، اے میرے محبوب کو پتھر مارنے والو، اے میرے محبوب کے راستے میں کانٹے بچھانے والو، اے میرے محبوب پر اوجھریاں پھینکنے والو، اے میرے محبوب کو شعب ابی طالب میں قید کرنے والو، اے میرے محبوب کا بائیکاٹ کرنے والو، اے میرے محبوب کو شہید کرنے کا منصوبہ بنانے والو، تم مٹ جاؤ گے تمہارا نام ونشان تک مٹ جائے گا۔ میرے محبوب کا نام نامی اسم گرامی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ وتابندہ رہے گا۔ یاد رکھو! محبوب علیہ السلام کا ذکر مشرق میں ہوگا، میرے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مغرب میں ہوگا۔ آپ علیہ السلام کا ذکر شمال میں ہوگا اور سرکار علیہ السلام کا ذکر جنوب میں ہوگا اور آپ علیہ السلام کا ذکر فرش پر ہوگا اور آپ کا ذکر عرش پر بھی ہوگا کیونکہ خالق کائنات کا ارشاد گرامی ہے کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں ساتھ تیرا بھی ذکر ہوگا۔ اگر کوئی شخص ذکر خدا تو کرتا ہے لیکن ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کرتا تو اس کو اپنے عقیدہ پر غور کرنا چاہیے۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

ذکر خدا جو اُن سے جدا چاہو منکرو

واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

کلمہ طیبہ پڑھو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔ آذان پڑھو اس میں بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔ اقامت پڑھو اس میں بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے نماز پڑھو اس میں بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے خطبہ پڑھو اس میں بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔ قرآن مجید فرقان حمید پڑھو اور دیکھ لو جہاں جہاں اللہ کا ذکر ہے وہاں وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (نساء) وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (نساء) فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (نساء) اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (مائدہ) اَلَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (مائدہ) اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (انفال) اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ (انفال) قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (انفال) وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (انفال) فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ (انفال) وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (توبہ) بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (توبہ) وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (توبہ) مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ (توبہ) اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (توبہ) وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (توبہ) مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (توبہ) اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (توبہ) اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (توبہ) اَلَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (توبہ) وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ (توبہ) سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ (توبہ) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (نور) وَاِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (نور) اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ (نور) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (نور) اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (احزاب) اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (احزاب) وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (احزاب) اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (احزاب) مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (احزاب) وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ

وَرَسُوْلَهٗ (احزاب) اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا (احزاب) وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (احزاب) لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (فتح) اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (حجرات) وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (حجرات) لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (حجرات) اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَادُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (مجادلہ) ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (حشر) وَيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (حشر) وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ (منافقون)

(پس ذکرِ حق ہے ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا)

حضرت آدم کی حضرت شیث کو وصیت و نصیحت

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

اَقْبَلَ اٰدَمُ عَلٰى اِبْنِهٖ شِيْثَ فَقَالَ اَىْ بُنَىَّ اَنْتَ خَلِيْفَتِىْ مِنْ بَعْدِىْ فَخُذْهَا هَمَارَةَ التَّقْوٰى وَالْعُرْوَةَ الْوُثْقٰى فَكُلَّمَا ذَكَرْتَ اللّٰهَ فَاذْكُرْ اِلٰى جَنْبِهٖ اِسْمَ مُحَمَّدٍ فَاِنِّىْ رَاَيْتُ اسْمَهٗ مَكْتُوْبًا عَلٰى سَاقِى الْعَرْشِ وَاَنَا بَيْنَ الرُّوْحِ وَالطِّيْنِ ثُمَّ اِنِّىْ طُفْتُ السَّمٰوٰتِ فَلَمْ اَرَ فِى السَّمٰوٰتِ مَوْضِعًا اِلَّا رَاَيْتُ اِسْمَ مُحَمَّدٍ مَكْتُوْبًا عَلَيْهِ وَاِنَّ رَبِّىْ اَسْكَنَنِىْ الْجَنَّةَ فَلَمْ اَرَ فِى الْجَنَّةِ مِصْرًا وَلَا غُرْفَةً وَجَدْتُ اسْمَ مُحَمَّدٍ مَكْتُوْبًا عَلَيْهِ وَلَقَدْ رَاَيْتُ اسْمَ مَكْتُوْبًا

آدم علیہ السلام اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے میرے بیٹے میرے بعد میرے خلیفہ ہو پس خلافت کو تقویٰ کے تاج اور محکم یقین کے ساتھ پکڑے رہو اور جب تم اللہ کا ذکر کرو تو اس کے ساتھ متصل نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرو کیونکہ میں نے ان کا نام عرش کے ستونوں پر لکھا ہوا دیکھا ہے جب کہ میں روح و مٹی کے درمیان تھا پھر میں نے آسمانوں پر نظر کی تو کوئی جگہ ایسی نظر نہیں آئی جہاں اسم محمد لکھا ہوا نہ ہو۔ اور میرے رب نے مجھے جنت میں رکھا تو میں نے جنت کے ہر محل اور ہر بالا خانے اور برآمدے پر

اور تمام حوروں کے سینوں پر اور جنت کے تمام درختوں کے پتوں پر اور شجر طوبیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر اور پردوں کے کناروں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان نام محمد لکھا ہوا دیکھا ہے لہٰذا تو کثرت سے ان کا ذکر کیا کر کیونکہ فرشتے ہر وقت ان کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں۔

(زرقانی علی المواہب خصائص ۱/۲۵)

ذکر رسول پاک سے دل میں تڑپ ہے جوش ہے
باعث راحت زباں وجہ نشاط گوش ہے
محو ہے اس میں جو کوئی صاحب عقل و ہوش ہے
حیف جو ایسے ذکر سے کوئی زباں خاموش ہے

انبیاء کی آمد سے پہلے ذکر مصطفیٰ

حضرت آدم علیہ السلام ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے لیکن آپ علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے

حضرت شیث علیہ السلام ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے لیکن آپ علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے

حضرت ادریس علیہ السلام ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے لیکن آپ علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے

حضرت نوح علیہ السلام ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے لیکن آپ علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے لیکن آپ علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے

حضرت اسماعیل علیہ السلام ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے لیکن آپ علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے

حضرت اسحاق علیہ السلام ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے لیکن آپ علیہ السلام کا ذکر

ہو رہا ہے

حضرت یعقوب علیہ السلام ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے لیکن آپ علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے

حضرت یوسف علیہ السلام ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے لیکن آپ علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے لیکن آپ علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے

حضرت ہارون علیہ السلام ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے لیکن آپ علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے

حضرت ہود علیہ السلام ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے لیکن آپ علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے

حضرت صالح علیہ السلام ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے لیکن آپ علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے

حضرت یونس علیہ السلام ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے لیکن آپ علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے

حضرت الیاس علیہ السلام ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے لیکن آپ علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے

حضرت لوط علیہ السلام ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے لیکن آپ علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے

حضرت شعیب علیہ السلام ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے لیکن آپ علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے

حضرت داؤد علیہ السلام ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے لیکن آپ علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے

حضرت سلمان علیہ السلام ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے لیکن آپ علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے
حضرت زکریا علیہ السلام ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے لیکن آپ علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے لیکن آپ علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے (مقالات گیلانی)

بس احمد سی یا احمد سی ایہہ کل پیارا کل بنیا
یاراں دیاں گلاں یار جانن آدم تے پیارا کل بنیا

ذکر انبیاء عبادت و ذکر صالحین کفارہ گناہ

حضرت سید المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ

ذِكْرُ الْاَنْبِيَاءِ مِنَ الْعِبَادَةِ وَ ذِكْرُ الصَّالِحِيْنَ كَفَّارَةٌ (فتح الکبیر ص ۲/۲۰)
انبیاء علیہم السلام کا ذکر عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں یعنی صالحین کا ذکر کفارہ سیئات ہے۔

حضرات گرامی! جب انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرضوان کا ذکر عبادت اور گناہوں کا کفارہ ہے تو حضور سید الانبیاء والمرسلین حبیب کبریا شہ ہر دوسرا آئینہ جمال کبریا حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا ذکر کس درجہ کی عبادت اور کس قدر پاک باعث رحمت و برکت اور کفارہ سیئات ہوگا۔ بلاشک وشبہ آپ ذکر مبارک سرمایہ ایمان تسکین دل و جان ہے۔

اس مقدس اور مبارک مقصد کے پیش نظر علماء کرام مشائخ عظام، سلف صالحین بزرگان دین، متقدمین ومتاخرین، محدثین، مفسرین، مقررین اور محررین، اپنوں، بیگانوں نے آپ کے محاسن، معجزات، کمالات، برکات بلکہ آپ کی پوری حیات طیبہ پر کتابیں لکھیں اپنی زندگیاں وقف کیں اپنا علمی و روحانی سرمایہ خرچ کیا۔ اپنا مال اپنے وسائل وقف کیے۔

لیکن کسی کا عقل ذہن علم اور خیال آپ کے رفعت ذکر اور علو مرتبت تک نہ پہنچ سکا اور کہنا پڑا

ترے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا
زندگیاں ہو گئیں ختم قلم ٹوٹ گئے

عقیدہ اہلسنّت و جماعت۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ ہم اہلسنّت و جماعت اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے ذکر کے ساتھ اس کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ کلمہ میں، اذانوں میں، اقامت میں، خطبوں میں اہلسنّت و جماعت کی مساجد کے محرابوں میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ نام مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مکانوں میں ہماری زبانوں پر اور ہمارے نعروں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بلکہ ہمارے دینی جلسوں اور محافل میں نہایت شان و شوکت سے ذکر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کیا جاتا ہے۔ اور برملا کہتے ہیں کہ

دی زباں حق نے ثنائے مصطفٰے کے واسطے
دل دیا حب حبیب کبریا کے واسطے

نذر نیازی

شاعر اہلسنّت جناب عبدالستار نیازی بارگاہ رسالت میں اپنی عقیدت کا نذرانہ یوں پیش کرتے ہیں کہ

ہر پاسے پیاں نے دوہایاں تیرے ناں دیاں
عرشاں فرشاں اتے روشنیاں تیرے ناں دیا
تیرا ناں لیاں ٹل جاندیاں بلاواں نے
تیرے ناں وچ مولا رکھیاں شفاواں نے
اللہ سچے کیتیاں بڑایاں تیرے ناں دیا
ہر پاسے پیاں نے دوہایاں تیرے ناں دیاں
اکو بوہے بیٹھے رہندے پکے جو اصول دے

غیراں دی غلامی اوہ کدی نہ قبول دے
جہاں لوکاں کیتیاں گدایاں تیرے ناں دیا
ہر پاسے پیاں نے دوہایاں تیرے ناں دیاں
چھڈ دتے میں سب قصے تے کہانیاں
توڑ تاڑ سٹیاں میں تسبیاں پرانیاں
جدوں دیاں کیتیاں پڑھایاں تیرے ناں دیاں
ہر پاسے پیاں نے دوہایاں تیرے ناں دیاں

ذاتی نام

اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہزاروں ہیں اور ذاتی نام صرف اللہ ہے اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صفاتی نام بہت ہیں مگر ذاتی نام محمد اور احمد ہے۔ جس طرح ساری مخلوقات میں آپ کا مقام و مرتبہ افضل ہے اسی طرح ساری مخلوقات میں آپ کا نام بھی افضل ہے۔ کسی انسان کا نام کسی مفتی نے رکھا۔ کسی کا نام کسی مفسر نے رکھا، کسی کا نام کسی عالم نے رکھا، کسی کا نام کسی محدث نے رکھا۔ کسی کا نام کسی پیر نے رکھا۔ کسی کا نام کسی خاندان کے بڑے نے رکھا۔ کسی کا نام اس کے باپ نے رکھا۔ کسی کا نام اس کی ماں نے رکھا۔ قربان جائیں محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان کے آپ کا نام خالق دو جہان نے رکھا اور اعلان فرمایا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔

عظمت اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

لفظ اللہ کے حروف چار ہیں اور لفظ محمد کے بھی حروف چار ہیں۔ اللہ لکھیں تو اس میں دو لام آتے ہیں اسم محمد ﷺ لکھیں تو اس میں دو میم آتے ہیں۔ اللہ لکھیں تو اس کے دوسرے لام پر شد ہے محمد ﷺ لکھیں تو اس کے دوسرے میم پر بھی شد ہے اللہ لکھیں تو اس میں کوئی نقطہ نہیں محمد ﷺ لکھیں تو اس میں بھی کوئی نقطہ نہیں ہے وہ بھی نقطہ سے پاک یہ بھی نقطہ سے پاک وہ خدا ہونے میں بے عیب ہے یہ مصطفیٰ ہونے میں بے عیب ہے۔

گناہوں کو مٹانے والا

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے دوسو سال خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی اور وہ مر گیا لوگوں نے اس کی لاش کو روڑی پر پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ تم اسے وہاں سے اٹھا کر باعزت دفناؤ اور اس کے لئے مغفرت کی دعا کرو۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ لوگ تو اس کے گناہ گار اور نافرمان ہونے کی شہادت دیتے ہیں ارشاد ہوا کہ ٹھیک ہے وہ واقعی گنہگار تھا مگر

كُلَّمَا نَشَرَ التَّوْرَاةَ وَ نَظَرَ اِلٰى اِسْمِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَهٗ وَوَضَعَهٗ عَلٰى عَيْنَيْهِ وَصَلّٰى عَلَيْهِ فَشَكَرْتُ لَهٗ وَ غَفَرْتُ ذُنُوْبَهٗ ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

جب تو راۃ کھولتا اور میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دیکھتا تو اس نام کو چومتا اور اپنی آنکھوں پر لگاتا تھا۔ اس لئے مجھے پیارا لگتا ہے میں نے اس کے دوسو سال کے گناہ بخش دیئے ہیں۔

جہنم سے بچانے والا

دلائل النبوۃ میں یہ حدیث پاک مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔

وَعِزَّتِىْ وَ جَلَالِىْ لَا اُعَذِّبُ اَحَدًا تُسَمّٰى بِاِسْمِكَ فِى النَّارِ

مجھے میری عزت وجلال کی قسم! جس شخص کا نام محمد ہوگا اسے کبھی دوزخ میں نہ ڈالوں گا۔

غور کیجئے! ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی کس قدر مفید و نافع اور بلاؤں کا دافع ہے اور رب العالمین کو کتنا پیارا لگتا ہے۔

اے صلِ علیٰ نام ہے کیا نام محمد
گرتوں کو یہ لیتا ہے بچا نام محمد

یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا
بگڑی کو بھی لیتا ہے بنا نام محمد (ﷺ)

محمد ﷺ کے معنی کی وسعت و عمومیت

حضور فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی نام محمد و احمد ہیں۔ ان دونوں کا مفہوم ہے۔ وہ ذات جس کی بار بار اور کثرت سے تعریف کی جائے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ تعریف ہمیشہ خوبی و کمال پر کی جاتی ہے نقص اور عیب پر نہیں کی جاتی اس لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں نام لغوی مفہوم میں آپ کا ہر انسانی لغزش و خطا اور بشری نقائص و عیوب سے پاک ہونا اور اس کے ساتھ ہر صفت کاملہ کا فطری طور پر موجود ہونا ثابت ہو رہا ہے اس لئے ہر دو اسماء گرامی میں آپ کی سیرت و کردار آپ کے خلق عظیم کا ہر پہلو اور ہر گوشہ پوری شان کے ساتھ نمایاں ہے۔ یہ اسماء مبارکہ ثابت کرتے ہیں کہ آپ کی ذات فطری اور جبلی طور پر ظاہر اور باطنی عیب و نقص سے مبرا و منزہ ہے شاعر بارگاہ نبوت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ان دو نعتیہ اشعار کا بھی یہی مفہوم ہے

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِي
وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّاءً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حسین چہرہ میں نے آج تک نہیں دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خوبصورت شخص کسی ماں نے نہیں جنا۔ آپ ہر جسمانی و روحانی عیب سے خلقی طور پر پاک اور مبرا پیدا ہوئے تھے۔ گویا آپ ویسے ہی پیدا ہوئے جس طرح کہ آپ خود چاہتے تھے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آپ کے اسماء گرامی کے ظاہری اور باطنی محاسن کی طرف جس عمدگی سے اشارہ کیا ہے وہ محتاج تفصیل نہیں۔ جس طرح آپ کی ذات منفرد حیثیت کی حامل ہے اسی طرح آپ کے نام بھی تمام ناموں میں منفرد ہیں۔ انجیل

برنباس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے کہ تخلیق کائنات کے وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اپنے نام کے ساتھ ملا کر عرش بریں پر تحریر فرمایا تھا کیونکہ ہر انسانی عیب اور نقص سے پاک وصاف انسان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا نہ آج تک پیدا ہوسکا اور نہ ابدالاباد تک کبھی پیدا ہوگا۔ (معارف اسم محمد ﷺ ص ۱۶)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

شیخ الحدیث علامہ فیض احمد اویسی صاحب فرماتے ہیں کہ

خدا مصطفیٰ کی رمز سے ادراک عاجز ہے
خدا کو مصطفیٰ جانے محمد کو خدا جانے (ﷺ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ کرنے والا جنتی نہیں ہوگا

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

لَا اُذْکَرُ فِیْ مَکَانٍ اِلَّا ذُکِرْتَ مَعِیْ یَا مُحَمَّدُ فَمَنْ ذَکَرَنِیْ وَلَمْ یَذْکُرْکَ فَلَیْسَ لَہٗ فِی الْجَنَّةِ نَصِیْبٌ

(تفسیر درمنثور، تفسیر سورہ کوثر ص ۶/۴۰)

اے میرے حبیب جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں تیرا ذکر ہوگا اور اے حبیب جس نے میرا ذکر کیا تیرا ذکر نہ کیا اس کا جنت میں کچھ حصہ نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ صرف اللہ اللہ کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ کرے۔ جنت میں وہی جائے گا جو اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کا ذکر کرے گا۔

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو منکرو
واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

ہر پچھلی گھڑی بہتر ہو گی

سورۂ ضحیٰ میں ارشاد تعالیٰ ہے کہ

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى (پ۳۰)

ہر پچھلی گھڑی تمہارے لئے پہلی گھڑی سے بہتر ہے

اسی آیت پاک کی تشریح کرتے ہوئے مولانا روم فرماتے ہیں کہ

رونقت را روز روز افزوں کنم
نام تو برنقرہ و برزر زنم
منبرو محراب سا زم بہر تو
از محبت قہر من در قہر تو
چاکر انت ملک ہا گیرندو جاہ
دین تو باقی زماہی تا بماہ
تا قیامت باقیش داریم ما
تو مترس از فسخ دیں اے مصطفٰے

ترجمہ: اے محبوب میں تیری عزت و رونق کو دن بدن دوبالا کروں گا۔ سونے اور چاندی پر تیرا نام منقش کروں گا۔ تیرے لئے منبر و محراب بناؤں گا۔ تیری محبت کے پیش نظر میں تیرے غصے میں اپنا غصہ ظاہر کروں گا۔ تیرے غلام بڑے بڑے ملکوں پر قابض ہو کر عزت پائیں گے اور تیرا دین زمین سے آسمان تک باقی رہے گا۔ اور تیرے دین کو ہم خود قیامت تک باقی رکھیں گے۔

اے پیارے تو نسخ دین سے مت ڈر

کیا بندے سے ہو تیری ثنا جب تیرا ثنا خواں ہے خود خدا
بس نام تیرا جپتے ہیں ہم سبحان اللہ سبحان اللہ

ہر نبی ذاکر مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔

جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں تیرا بھی ذکر ہوگا۔ میرے نبی کا ذکر خود خدا کرتا ہے۔ میرے نبی کا ذکر حضرت آدم علیہ السلام کرتے رہے۔ میرے نبی کا ذکر حضرت شیث علیہ السلام کرتے رہے۔ میرے نبی کا ذکر حضرت نوح علیہ السلام کرتے رہے۔ میرے نبی کا ذکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کرتے رہے۔ میرے نبی کا ذکر حضرت یعقوب علیہ السلام کرتے رہے۔ میرے نبی کا ذکر حضرت اسماعیل علیہ السلام کرتے رہے۔ میرے نبی کا ذکر حضرت اسحاق علیہ السلام کرتے رہے میرے نبی کا ذکر حضرت یوسف علیہ السلام کرتے رہے میرے نبی کا ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کرتے رہے میرے نبی کا ذکر حضرت ہارون علیہ السلام کرتے رہے میرے نبی کا ذکر حضرت ہود علیہ السلام کرتے رہے میرے نبی کا ذکر حضرت صالح علیہ السلام کرتے رہے میرے نبی کا ذکر حضرت الیاس علیہ السلام کرتے رہے میرے نبی کا ذکر لوط علیہ السلام کرتے رہے میرے نبی کا ذکر حضرت یونس علیہ السلام کرتے رہے۔ میرے نبی کا ذکر حضرت یحییٰ علیہ السلام کرتے رہے میرے نبی کا ذکر حضرت ذکریا علیہ السلام کرتے رہے میرے نبی کا ذکر حضرت داوٗد علیہ السلام کرتے رہے میرے نبی کا ذکر حضرت سلیمان علیہ السلام کرتے رہے۔ میرے نبی کا ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کرتے رہے۔ الغرض ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبر میرے نبی کا ذکر کرتے رہے اور آپ کی آمد آمد کی خبریں دیتے رہے۔

وہ جن کے نام کی داود نے نغمہ سرائی کی
وہ جس کے نام سے شاہ سلمان نے گدائی کی
جو بن کے روشنی پھر دیدائے یعقوب میں آیا
جسے یوسف نے اپنے حسن و جمال میں پایا
وہ جن کا ذکر ہوتا ہے زمین و آسمانوں میں
فرشتوں کی دعاؤں میں موذن کی اذانوں میں

(مقالات گیلانی)

عظمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم

انبیاء واولیاء کا سرور سردار نبی ﷺ، شافع روز جزاء نبی ﷺ سلطان دوسرا نبی ﷺ، پروردۂ پروردگار نبی ﷺ، شمع دین متین نبی ﷺ، خورشید نبوت نبی ﷺ، درصدف و شرافت نبی ﷺ، چشمہ جودو کرم نبی ﷺ، ساقی حوض کوثر نبی ﷺ، یاایھا المزمل کی کملی اوڑھنے والا نبی ﷺ، یاایھا المدثر کی چادر زیب تن فرمانے والا نبی ﷺ، یٰسین کی سرداری کرنے والا نبی، طٰہٰ کی طہارت رکھنے والا نبی ﷺ، ابو بتول زہرا نبی ﷺ، سرتاج خدیجہ الکبریٰ نبی ﷺ (مقامات گیلانی)

محبّ کو محبوب میں عیب نظر نہیں آتا

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِىْ وَيُصِمُ

(ابوداؤدص ۲/۳۴۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (انسان کو جب کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو) وہ محبت اس کو (محبوب کا عیب دیکھنے سے) اندھا اور (محبوب کا عیب سننے سے) بہرہ کر دیتی ہے۔

اس مبارک حدیث سے معلوم ہوا کہ محبت کا صحیح معیار یہ ہے کہ مدعی محبت کی آنکھ اور کان محبوب کا عیب دیکھنے اور سننے سے پاک ہو۔ عقل سلیم کے نزدیک بھی محبت کا صحیح معیار یہی ہے کہ محبت والی آنکھ کو محبوب کی ذات میں کوئی عیب نظر نہ آئے اور اگر کسی کو محبوب میں عیوب ونقائص نظر آتے ہیں تو وہ اپنے دعویٰ محبت میں جھوٹا ہے۔ شاعر اہلسنّت محمد اعظم چشتی کہتے ہیں کہ

محبوباں اتے نکتہ چینی جہڑا کرن تو باز نہیں آوندا
اصل منافق سمجھیں اسنوں ایویں جھوٹا پیار جتوں دا
ایہہ دسیا کسے عشق دے مفتی اوہ مڑ مڑ ایہہ سمجھوندا
اعظم جتھے دل لگ جاوے اوتھے عیب نظر نہیں اوندا

علاماتِ محبت

ایمان کا دارومدار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر ہے اور محبت کی علامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ محبّ اپنے محبوب کا کثرت سے ذکر کرتا ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

مَنْ اَحَبَّ شَیْاءً اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ

یعنی جس کو جس چیز سے محبت ہوتی ہے وہ اکثر اسی کا ذکر کرتا ہے۔

اب دیکھیے جس شخص کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنی زیادہ محبت ہوگی وہ اتنا ہی کثرت سے آپ کا ذکر کرے گا۔ معلوم ہوا کہ آپ کا ذکر کرنا تقاضائے محبت و ایمان ہے۔ علامہ محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ

عَلَامَۃُ الْمُحِبِّیْنَ کَثْرَۃُ الذِّکْرِ لِلْمَحْبُوْبِ عَلٰی طَرِیْقِ الدَّوَامِ لَا یَنْقَطِعُوْنَ وَلَا یَمَلُّوْنَ وَلَا یَفْتَرُوْنَ وَ قَدْ اَجْمَعَ الْحُکَمَاءُ عَلٰی اَنَّ مَنْ اَحَبَّ شَیْاءً اَکْثَرَ مِنْ ذِکْرِہٖ فَذِکْرُ الْمَحْبُوْبِ ھُوَ الْغَالِبُ عَلٰی قُلُوْبِ الْمُحِبِّیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ بِہٖ بَدْلًا وَلَا یَبْغُوْنَ عَنْہُ حَوْلًا وَلَوْ قُطِعُوْا عَنْ ذِکْرِ مَحْبُوْبِھِمْ لَفَسَدَ عِیْشَتُھُمْ وَمَا تَلَذَّذَا لُمُتَلَذِّذُوْنَ بِشَیْءٍ اِلَّامِنْ ذِکْرِ الْمَحْبُوْبِ (زرقانی علی المواہب ص ۶/۳۱۴)

محبوں کی علامت یہ ہے کہ وہ محبوب کا ذکر کثرت سے دائمی طور پر اس طرح کرتے ہیں کہ نہ تو کبھی ذکر سے جدا ہوتے ہیں اور نہ کبھی چھوڑتے ہیں اور نہ کبھی کوتاہی کرتے ہیں اور حکماء کا اس پر اجماع ہے کہ محبّ محبوب کا ذکر کثرت سے کرتا ہے اور محبوب کا ذکر محبوں کے دلوں پر ایسا غالب ہوتا ہے کہ نہ تو وہ اس کا بدل چاہتے ہیں اور نہ ہی اس سے پھرنا۔ اور اگر ان کے محبوب کا ذکر ان سے جدا ہو جائے تو ان کی زندگی تباہ ہو جائے اور وہ کسی چیز میں لذت و حلاوت نہیں پاتے جو ذکر محبوب میں پاتے ہیں۔

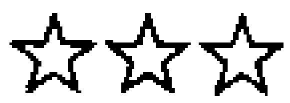
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کے ذکر شریف

کے وقت آپ کی تعظیم کی جائے خصوصاً آپ کے نام مبارک کے سننے کے وقت خشوع و خضوع اور عاجزی وانکساری کا اظہار کیا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کا محبّ آپ کے ذکر شریف سے روحانی لذت وسرور پائے اور آپ کے نام مبارک کے سننے کے وقت خوش ہو۔ (زرقانی علی المواہب ص ۶/ ۳۱۵)

اب ان لوگوں کی حالت کا اندازہ کیجئے جو آپ کے ذکر پاک فضائل و کمالات صورت وسیرت کے بیان سے مسرور وشاداں نہیں بلکہ دل تنگ ہوتے ہیں۔ کیا ان کا آپ کے ذکر پاک سے دل تنگ ہونا ایمان ومحبت سے محروم ہونے کی کھلی دلیل نہیں؟ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنے فضل وکرم سے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح پکی و سچی محبت و عقیدت اور اطاعت کی توفیق عنایت فرمائے اور اس کتاب کو قبول عام وخاص بنا کر فقیر کے لئے ذریعہ نجات کفارہ سئیات بنائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ



حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَالطَّاھِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ الْمُعَظَّمِیْنَ وَعَلٰی جَمِیْعِ اَھْلِسُنَّتِ وَجَمَاعَتِ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنَ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ۔ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

باآواز بلند درود شریف

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو
اے خضر مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا
کس گلستان کو نہیں فصل بہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا
جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

حضرات! ماہ مکرم ومعزم ربیع الاول شریف کے بعد یہ ربیع الثانی شریف ہے غوث صمدانی شہباز لامکانی قطب ربانی، قندیل نورانی محبوب سبحانی حضرت الشیخ السید عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی الجعفری البغدادی رضی اللہ عنہ کے وصال مقدس اور بڑی گیارہویں شریف کا مہینہ پاک ہے۔ ربیع الاول شریف پہلی بہار ربیع الثانی دوسری بہار، پہلی بہار نبوت کی اور دوسری بہار ولایت کی، اہلسنّت و جماعت دونوں بہاروں کو مانتے ہیں ہمارا تو عقیدہ ہی بہاروں کا عقیدہ ہے یہ کائنات میں جتنی بہاریں آرہی ہیں ان بہاروں کے صدقے آرہی ہیں کوئی نبوت کی بہار کو نہیں مانتا تو کوئی ولایت کی بہار کو نہیں مانتا۔اب آپ ہی بتائیں جو بہاروں کا دشمن ہے۔ وہاں بہار کیسے آسکتی ہے۔ یہ مہینہ حضور غوث اعظم شہنشاہ بغداد رضی اللہ عنہ کے خصوصی ذکر پاک کا مقدس اور بابرکت مہینہ ہے تمام ممالک میں جہاں جہاں محفل میلاد شریف کے جلسے ہوتے ہیں وہاں وہاں گیارہویں شریف کی محافل ہوتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کردیں تو سارے نبیوں کا ذکر شامل ہے اور اگر غوث پاک کا ذکر کردیں تو سارے ولیوں کا ذکر شامل ہے الحمد للہ ہم اہلسنّت و جماعت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں ہم نبیوں کا ذکر بھی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ولیوں کا ذکر بھی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوبوں کا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم کرتے رہیں۔ حدیث پاک میں ہے کہ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَهٗ جس سے محبت ہوتی ہے اکثر اسی کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اہلسنّت و جماعت جو نبیوں اور ولیوں کا ذکر کرتے رہتے ہیں یہ محبت کی نشانی ہے حضور رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ قیامت کے دن اس کے ساتھ اٹھے گا جس کے ساتھ محبت کرتا تھا ہم بڑے گنہگار اور سیاہ کار سہی لیکن انشاء اللہ العزیز رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے غلاموں میں اٹھیں گے جس طرح آج اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کا ذکر کرنے کی توفیق نصیب ہو رہی ہے اسی طرح قیامت کے دن ان کا دیدار کرنے کی بھی توفیق نصیب ہوگی۔ سب نمازی نماز کی ہر رکعت میں کہتے ہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ یا اللہ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت نصیب فرما۔

نبیوں ولیوں کے بے ادب بھی یہی کہتے ہیں صحابہ کرام کے دشمن اور اہلِ بیت عظام کے گستاخ بھی یہی کہتے ہیں اور گمان بھی کرتے ہیں کہ ہم سیدھے راستہ پر ہیں مگر قرآن پاک فرماتا ہے کہ سیدھے راستے پر وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا ہے اور وہ کون ہیں۔

اَلَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ (پ ۵)

انعام یافتہ لوگ اللہ کے نبی ہیں اور صدیقین ہیں اور شہداء اور صالحین ہیں اور یہی صراط مستقیم پر گامزن ہیں ان کا راستہ سیدھا راستہ ہے۔

خیال رہے کہ نمازی بدعقیدہ ہوسکتا ہے مولوی بدعقیدہ ہوسکتا ہے حاجی بدعقیدہ ہوسکتا ہے دنیادار، سرمایہ دار وغیرہ وغیرہ بدعقیدہ ہوسکتا ہے لیکن اللہ کا ولی بدعقیدہ نہیں ہوسکتا ولی وہ ہی ہوگا جس کا عقیدہ صراط مستقیم ہوگا۔ ان انعام یافتہ سرکار کی امت کے ولیوں میں حضور غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو وہ ہی مقام عطا کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبیوں میں عطا فرمایا ہے۔

غوث اعظم درمیانِ اولیاء
چوں محمد درمیانِ انبیاء

رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتیں نبیوں نے دی ہیں اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بشارتیں ولیوں نے دی ہیں چنانچہ شیخ طریقت غواص بحر معرفت وحقیقت حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی پیدائش سے پہلے تقریباً سو سال فرمایا تھا کہ عنقریب ملک عراق میں ایک ایسی روحانی، علمی اور تحقیقی شخصیت پیدا ہوگی جس کا نام نامی اسم گرامی عبد القادر اور لقب محی الدین ہوگا اس کا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہوگا اور وہ کہے گا۔ قَدَمِیْ عَلٰی رِقَابِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ۔ میں ابھی سے ہی ان کے قدم کے سامنے اپنی گردن خم کرتا ہوں۔ اولیاء متقدمین میں سے بڑے بڑے صاحبان کشف وحال بزرگوں نے آپ کے ظہور کی بشارتیں دیں اور اولیاء متاخرین میں سے ہر ایک آپ کی مدح وثنا کا خطیب رہا۔

آپ کے غوث اعظم ہونے پر تمام امت کا اتفاق ہے حضرت علامہ عزیز الدین بن سلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ کسی ولی کی کرامتیں اس قدر تواتر کے ساتھ ہم تک نہیں پہنچیں جس قدر تواتر کے ساتھ غوث اعظم کی کرامتیں ثقات سے منقول ہیں۔ ہر دور کے بڑے بڑے علماء اور اولیاء عصر نے آپ کے تجر علمی اور درجہ ولایت کی عظمت کا اعتراف کیا ہے۔ بہت سے اولیاء اللہ اپنے اپنے دور میں چاند کی طرح چمکے ان کی شہرت ومقبولیت کا ڈنکا بجا مگر رفتہ رفتہ چودھویں کے چاند کی طرح ان کی شہرت میں کمی ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ دنیا ان کے نام بھی بھول گئی لیکن طویل عرصہ گزرنے کے باوجود حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عظمتوں اور کرامتوں کا آفتاب اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ چمک رہا ہے اور انشاء اللہ العزیز قیامت تک چمکتا ہی رہے گا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

ولادت اور خاندان

حضور غوث صمدانی محبوب سبحانی شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ یکم رمضان المبارک ۴۷۰ھ کو ملک ایران کے شہر گیلان میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت سید ابو صالح جنگی دوست اور والدہ ماجدہ کا نام ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ ہے والد کی طرف سے آپ کا شجرہ نسب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے اور والدہ کی طرف سے آپ کا شجرہ نسب سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ سے وابستہ ہے۔ آپ خاندانی شرافت اور نسبی وجاہت کے اعتبار سے حسنی وحسینی سید ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو
اے خضر مجمع بحرین ہے دریا تیرا

آپ کے والدین، نانا جان، پھوپھی جان، آپ کے فرزند ولایت کے آسمانوں پر

ستاروں کی طرح چمکتے نظر آتے ہیں۔ آپ کے والد حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے انتہائی عبادت گذار، تقویٰ شعار اور پرہیز گاری کے اعتبار سے نہایت پرہیز گار تھے ایک مرتبہ سفر کی حالت میں دوپہر کے وقت آپ دریا کے کنارے چل رہے تھے۔ دیکھا کہ ایک سیب بہتا ہوا جا رہا ہے بھوک کے غلبے کی وجہ سے آپ نے سیب پکڑا اور کھانے لگے جب آدھا سیب کھا لیا تو احساس ہوا کہ میں نے سیب کی قیمت ادا نہیں کی اور نہ ہی مالک سے اجازت لی ہے۔ کل قیامت کو بارگاہ رب العزت میں کیا جواب دوں گا۔ یہ احساس ہی مومن کے ایمان کی نشانی ہے۔

وہ کس منزل میں تھے اور تو کونسی منزل میں ہے
شرم سے گڑ جا اگر احساس تیرے دل میں ہے

آپ نے دریا کے کنارے اس طرف چلنا شروع کر دیا جس طرف سے سیب بہتا ہوا آ رہا تھا میلوں سفر کرنے کے بعد دیکھا دریا کے کنارے کے قریب سیبوں کا باغ ہے اور اس باغ کی کچھ شاخیں دریا کی طرف جھکی ہوئی ہیں آپ سمجھ گئے کہ اسی باغ کا سیب ہے۔ باغ کے مالک کا پتہ پوچھا اس پتے پر وہاں پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا جب دروازہ کھلا تو اندر سے حضرت سیدنا عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ نکلے آپ نے فرمایا بیٹا کیا بات ہے حضرت ابو صالح نے عرض کی حضور آپ کے باغ کا سیب اتنے میلوں پر بہتا ہوا جا رہا تھا میں نے بھوک کی وجہ سے پکڑ کر آدھا سیب کھا لیا ہے میں آپ سے وہ معاف کرانے آیا ہوں

حضرت سیدنا عبداللہ صومعی اپنے وقت کے غوث اور صاحب نظر تھے۔ فرمایا بیٹا تم نے میری اجازت کے بغیر آدھا سیب استعمال کر لیا میری دو شرطیں ہیں اگر تسلیم کر لو تو معاف کر دوں گا بصورت دیگر کل قیامت کے دن تمہارا گریبان ہوگا اور میرا ہاتھ ہوگا جناب ابو صالح نے عرض کی حضور شرطیں کیا ہیں۔ فرمایا پہلی شرط یہ ہے کہ جس باغ کا تم نے سیب کھایا ہے اس باغ کی بارہ سال باغبانی کرو اگر تم معیار پر پورے اترے اور باغبانی صحیح کی تو دوسری شرط بھی بتا دیں گے ورنہ بارہ سالہ محنت ضائع کر دی جائے گی۔ حضرت ابو صالح نے عرض کی ٹھیک ہے مجھے شرط منظور ہے۔ بارہ سال باغبانی کرتے رہے درختوں کو پانی دیتے

رہے اور باغ کی خوب دیکھ بھال کرتے رہے بارہ سال کا عرصہ ختم ہوا تو عرض کی حضور پہلی شرط پوری ہو گئی ہے آپ دوسری بتائیں۔ حضرت عبداللہ صومعی نے فرمایا مجھے باغ سے کچھ سیب لاکر دکھاؤ حضرت ابوصالح نے کچھ سیب پیش کیے حضرت عبداللہ صومعی نے ایک سیب اٹھایا تو پھیکا دوسرا اٹھایا تو وہ کسیلا تیسرا اٹھایا تو وہ کھٹا تھا حضرت عبداللہ صومعی نے فرمایا کہ تم بارہ سال باغبانی کرتے رہے اور تمہیں ابھی تک پتہ نہیں کہ میٹھا سیب کون سا ہوتا ہے اور پھیکا سیب کون سا ہوتا ہے حضرت ابوصالح نے عرض کی حضور میں باغبانی کرتا رہا ہوں سیب نہیں کھاتا رہا آدھا سیب کھایا تھا بارہ سال باغبانی کرنی پڑی اگر روز کھاتا تو قیامت کو حساب کون دیتا۔

حضرت عبداللہ صومعی نے فرمایا کہ اس امتحان میں تم کامیاب رہے اب دوسری شرط یہ ہے کہ میری ایک بیٹی ہے آنکھوں سے کانوں سے ہاتھوں سے اور پاؤں سے معذور ہے میرا جی چاہتا ہے اس کا رشتہ تجھ سے کردوں اگر منظور ہے تو سیب معاف ورنہ گذشتہ بارہ سال ضائع۔ حضرت ابوصالح نے سوچا کہ شادی تو ہوتی ہے کہ بیوی خاوند کی خدمت کرے اور یہ الٹا مجھے خدمت کرنی پڑے گی۔ کافی سوچ وبچار کے بعد عرض کی حضور یہ شرط بھی منظور ہے میں معذور، مفلوج، ماؤف خاتون سے شادی کرنے کے لئے تیار ہوں آپ وہ آدھا سیب معاف کردیں۔

حسب پروگرام شادی ہو گئی شب زناف پہلی رات آئی حضرت ابوصالح اپنے کمرہ میں عبادت کر رہے ہیں دعائیں مانگ رہے ہیں آدھی رات کا وقت ہوا ایک باپردہ خاتون کمرہ میں آئی دروازے پر کھڑی ہے اچانک حضرت ابوصالح کی نظر اس خاتون پر پڑی آپ نے فوراً نظر کو بند کرلیا اور خیال کیا کہ شادی کا گھر ہے کوئی اجنبی خاتون راستہ بھول کر آ گئی ہے میری بیوی کی یہ علامات نہیں ہیں۔ اگر دوسری نظر پڑ گئی تو قیامت کو حساب کون دے گا۔ علامہ اقبال کہتے ہیں۔

نگاہ پاک ہے تو پاک ہے دل بھی
کہ حق نے دل کو کیا ہے نگاہ کا پیرو

رات گزری صبح کا وقت ہوا نماز پڑھنے مسجد گئے نماز مکمل کی حضرت عبداللہ صومعی نے دیکھا کہ ابوصالح رو رہے ہیں فرمایا کیا بات ہے عرض کی حضور پہلے صرف آدھا سیب تھا آج رات ایک اجنبی خاتون پر نظر پڑ گئی اگر دوسری پڑ جاتی تو کیا ہوتا آپ نے فرمایا وہ اجنبی نہیں تھی وہ تیری بیوی تھی حضرت ابوصالح نے عرض کی وہ تو بالکل سالم الاعضاء تھی جناب صومعی نے فرمایا کہ میری بیٹی نے غیر محرم نہیں دیکھا غیر قدم نہیں اٹھایا لغو کلام نہیں سنا غیر لفظ نہیں بولا آج تک اس گھر سے باہر قدم نہیں رکھا۔ اندازہ کریں بیوی ایسی ہو اور خاوند ایسا ہو جو آدھا سیب بخشوانے آئے اور بارہ سال باغبانی کرے تو پھر بیٹا کیوں نہ غوث اعظم ہوگا۔ غوث اعظم گھر گھر نہیں بنتا یہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے بنتا ہے۔

حضرات! حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے والدین اور سسر کے متعلق آپ نے ذکر خیر سماعت فرمایا اب آپ کی پھوپھی صاحبہ کے متعلق بھی سنئے وہ بھی بڑی صاحب کرامات تھیں ایک مرتبہ گیلان میں بارش بالکل نہ ہوئی اور خلق خدا قحط کے وبال سے بدحال ہوگئی۔ لوگ آپ کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے اپنے صحن میں جھاڑو دے کر آسمان کی طرف سر اٹھایا اور یہ کہا کہ

رَبِّ اَنَا كَنَسْتُ فَرْشِ اَنْتَ۔

یعنی اے میرے پروردگار میں نے جھاڑو دیدی تو چھڑکاؤ کردے۔

اتنا عرض کرنا تھا کہ ناگہاں آسمان پر بادل منڈلانے لگے اور ایسی موسلا دھار بارش ہوئی کہ لوگ نہال اور خوشحال ہوگئے۔

آپ کا بچپن

تمام علماء اور اولیاء کا اتفاق ہے کہ آپ مادرزاد ولی تھے چنانچہ ولادت کے بعد ہی آپ کی یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ آپ رمضان المبارک میں طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کبھی دودھ نہیں پیتے تھے یہ کرامت اس قدر مشہور ہوئی کہ اطراف گیلان میں ہر طرف یہ چرچا تھا کہ

وُلِدَ لِلْاَشْرَافِ وَلَدٌ لَا يَرْضَعُ فِيْ رَمَضَانَ (قلائدالجواہر ص ۳)

بھی سادات کے گھرانے میں ایک بچہ ایسا پیدا ہوا ہے جو رمضان المبارک
میں دن بھر دودھ نہیں پیتا۔

غوث اعظم متقی ہر آن میں
چھوڑا ماں کا دودھ رمضان میں

ولایت کا علم

ایک مرتبہ لوگوں نے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ آپ کو اپنی ولایت کا کب علم ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ میں دس برس کا تھا اور مکتب میں پڑھنے کے لئے جاتا تھا ایک غیبی آواز آتی تھی جس کو تمام اہل مکتب سنا کرتے تھے۔

اِفْسَحُوْا لِوَلِيِّ اللّٰهِ (قلائد الجواہر ص ۹)
یعنی اللہ کے ولی کے لئے جگہ کشادہ کردو۔

ابھی آپ کم سن ہی تھے کہ شفقت پدری کا سایہ سر سے اٹھ گیا آپ اور آپ کے چھوٹے بھائی ابو احمد عبداللہ کی پرورش اور تعلیم تربیت کا انتظام آپ کی والدہ ماجدہ ہی نے فرمایا ابو احمد عبداللہ تو عالم شباب ہی میں رحلت فرما گئے مگر آپ اٹھارہ سال کی عمر تک گیلان ہی میں مختلف درسگاہوں کے اساتذہ سے علم حاصل فرماتے رہے سات برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا پھر علوم عربیہ کی تحصیل میں مشغول ہوگئے۔

تعلیمی سفر

اپنی والدہ ماجدہ سے اجازت لے کر تحصیل علم کے لئے گیلان سے، چار سو میل سے زائد کا سفر کر کے ۴۸۸ھ میں بغداد شریف پہنچے۔ اسی سفر میں ڈاکوؤں کا مشہور واقعہ در پیش ہوا۔ آپ کا قافلہ ہمدان سے آگے بڑھا ہی تھا کہ ڈاکوؤں نے یکدم قافلہ پر یلغار کر کے سارے قافلے کو لوٹ لیا۔ ایک ڈاکو آپ کے پاس بھی آکر کہنے لگا تمہارے پاس بھی کچھ ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں جو میری گدڑی میں سلے ہوئے ہیں ڈاکو نے کرخت لہجہ میں کہا ہم سے مذاق مت کرو۔ آپ نے فرمایا میں مذاق نہیں کرتا بلکہ سچ

سچ بتا رہا ہوں کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ ڈاکوؤں کے سردار نے جب آپ کی تلاشی لی تو واقعی آپ کی گدڑی سے چالیس دینار نکل پڑے ڈاکوؤں کے سردار نے کہا سب لوگ ہم سے اپنی دولت چھپاتے ہیں اور تم نے بلا کسی سختی کے اپنی دولت ظاہر کر دی اس کی کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا گھر سے چلتے وقت میری مقدس ماں نے کہا تھا اور مجھ سے عہد لیا تھا کہ بیٹا تم نے کسی حال میں بھی جھوٹ نہیں بولنا اس لئے میں اپنی والدہ کے عہد کو فراموش نہیں کر سکتا ڈاکوؤں کا سردار آپ کی سچائی سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہو گئے اور کہا ہائے افسوس تم والدہ کے عہد کو نہیں توڑتے اور میں احکم الحاکمین کے عہد کو توڑ رہا ہوں بچشم پرنم آپ کے قدمیں پر گرا اور سچے دل سے توبہ کر لی۔ جب سردار نے توبہ کی تو تمام ڈاکوؤں نے بھی توبہ کی اور لوٹا ہوا مال واپس کر دیا اور سب خالق کی عبادت و ریاضت میں مشغول ہو کر اپنے دور کے صالحین بن گئے۔

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ

هُمْ اَوَّلُ مَنْ تَابَ عَلٰى يَدِى (قلائد الجواہر)

یعنی یہ سب سے پہلا گروہ تھا جو میرے ہاتھ پر تائب ہوا۔

بدقماش زاہد بن گئے

ایک مرتبہ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دریائے سخاوت میں جوش آیا۔ آپ نے مریدوں اور طلبہ کو حکم دیا کہ آج بغداد شہر میں پھیل جاؤ اور جہاں سے بھی تمہیں کوئی چور کوئی ڈاکو، کوئی شرابی کوئی فاسق و فاجر ملے اسے میرے پاس لاؤ۔ آپ کے مرید شہر میں پھیل گئے جتنے چور ڈاکو بدقماش ملے سب کو گھیر کر آپ کی خدمت میں لے گئے تقریباً ۱۴۰ آدمی تھے۔ حضور غوث اعظم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ یا اللہ میری دعوت پر آئے ہیں ان سب کو میں نے بلایا ہے ان کو نہ دیکھ میری دعوت کو دیکھ یہ سب کے سب تائب ہو کر تیرے عابد و زاہد بندے بن جائیں حضور غوث پاک نے ایسی نگاہ ولایت ڈالی سب کے سب وہ

خوش نصیب زمانے کے مقتدا اور پیشوا بن گئے۔ (تفریح الخاطر عربی ۴۵)

خدمت گاراں پکڑ لیاندے اوگن ہار نکارے

میراں نظر کرم دی کیتی قطب بنائے سارے

الشیخ کون ہوتا ہے

بعض لوگ کہتے ہیں غوث اعظم تو شیخ ہیں تم انہیں سید کہتے ہو کیوں کہتے ہو۔ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ حضور غوث اعظم سید بھی ہیں اور شیخ بھی لیکن آپ برادری شیخ نہیں بلکہ غوث اعظم الشیخ ہیں اور تصوف کی کتابوں میں لکھا ہے کہ الشیخ اس ولی کامل کو کہتے ہیں جو مردوں کو پاؤں کی ٹھوکر مار کر اللہ کے حکم سے زندہ کرے۔

بغداد......

آپ بغداد شریف پہنچ کر وہاں کی مشہور درسگاہ جامعہ نظامیہ میں ایک طالب علم کی حیثیت سے داخل ہوئے جید علماء کرام کے حلقہ درس میں شامل ہو کر علوم کی تکمیل فرمائی۔ علامہ ابوزکریا یحیٰی بن علی سے علم ادب اور ابوالوفاء علی بن عقیل، محمد بن قاضی، ابویعلیٰ اور قاضی ابوسعید مخزومی وغیرہ باکمالوں سے فقہ اصول فقہ کی تعلیم حاصل کی ابو غالب محمد بن الحسن باقلانی وغیرہ تقریباً سترہ محدثین کرام سے علم حدیث پڑھ کر مہارت نامہ حاصل فرمائی اور تمام علوم مروجہ میں پورا پورا تجر علمی حاصل کیا چنانچہ قصیدہ غوثیہ میں آپ فرماتے ہیں۔

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا

وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَّوْلَی الْمَوَالِیْ

یعنی میں علم پڑھتا رہا یہاں تک کہ قطب ہو گیا اور تمام مولاؤں کے مولیٰ عزوجل کی طرف سے مجھے سعادت کے خزانے مل گئے۔

صبر واستقلال اور سوال نہ کرنے کا عہد

آپ بہت ہی صابر اور مستقل مزاج تھے آپ کو زمانہ طالب علمی میں بڑی بڑی شدید قسم کی تکالیف اٹھانا پڑیں والدہ ماجدہ کبھی کبھی کچھ مختصر درہم و دینار بھیج دیا کرتیں جن سے

خورد ونوش کا کام چلتا رہتا تھا ایک مرتبہ بغداد شریف میں بڑا ہی خوفناک قحط پڑا اور بڑے ہی سخت مصائب وآلام کا سامنا کرنا پڑا۔ فاقوں پر فاقے ہونے لگے اسی قحط کے دوران کچھ طالب علم غلہ وصول کرنے کے لئے دیہاتوں میں جانے لگے آپ بھی ان کے ساتھ چلے گئے ایک گاؤں پہنچے وہاں ایک بزرگ رہتے تھے ان کی نظر جب جمال غوثیت پر پڑی تو وہ اپنی فراست باطنی سے تاڑ گئے کہ یہ ذرہ کبھی آفتاب بن کر چمکنے والا ہے۔

جے رب دلدیاں اکھیاں دیوے چانن ہووے نوروں
ولیاں نوں نظری آوے کیا نیڑے کیا دوروں

چنانچہ انہوں نے آپ کو سامنے بلا کر فرمایا کہ بیٹا عبدالقادر طالبان حق کبھی کسی کے سامنے دست سوال نہیں پھیلاتے پھر انہوں نے آپ سے عہد لیا کہ کبھی سوال نہیں کریں گے حضور غوث اعظم تمام عمر اپنے عہد کے پابند رہے بڑی سے بڑی مشکلات میں بھی کسی کے آگے دست سوال دراز نہیں کیا۔

برادران گرامی! حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عہد اور عمل ان پیرزادوں کے لئے تازیانہ عبرت ہے جو دن رات مریدوں کی جیبوں پر نظر رکھتے ہیں اور ہر وقت کسی نہ کسی فرمائش اور سوال سے اہل دنیا کے سامنے اپنی خاندانی وجاہت کو پامال کرتے رہتے ہیں اور سوائے لینے کے کسی کو کچھ دینے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ایک مرتبہ اسی قسم کے ایک پیرزادہ صاحب دریا میں گر پڑے اور ڈوبنے لگے فوراً ہی کوئی آدمی دوڑا اور کہا کہ دیجئے ہاتھ۔ پیرزادہ صاحب پیچھے ہٹ گئے اور لگے ڈوبنے اتنے میں ان کا مرید جو مزاج شناس تھا آ گیا اور کہا کہ حضور لیجئے ہاتھ تو پیرزادہ صاحب نے فوراً ہاتھ بڑھا دیا اور باہر نکل آئے۔ لوگوں نے پوچھا پیرزادہ صاحب یہ کیا ہے آپ پہلے کیوں نہ باہر تشریف لائے تو فرمانے لگے یہ لیجئے اور دیجئے کا فرق ہے ہم لیجئے سننے کے خوگر ہیں دیجئے کے نہیں جب مرید نے لیجئے کہا فوراً ہاتھ بڑھ گیا اور ہماری جان بچ گئی۔

عزیزان گرامی! اصل بات یہ ہے کہ سلف صالحین بزرگان دین کا پیری مریدی کا شغل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تھا اور لوگوں کو دینی ترغیب اور اصلاح اعمال کا درس دیتے

تھے اور اب نااہلوں نے اس کو روٹی کمانے اور دنیا حاصل کرنے کا دھندا بنالیا ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہلست
پس نبائد داد در ہردست دست

مرشد کامل وہ ہی ہے جو عمل وعلم کا پیکر اور متبع شریعت ہو جن کو دیکھنے سے جن کے پاس بیٹھنے سے خدا تعالیٰ کی یاد دل میں پیدا ہو جائے اعمال صالح کرنے کا میلان و جذبہ حاصل ہو جائے وہی اللہ تعالیٰ کا ولی ہے۔

تصوف وسلوک

علوم عربیہ اور فقہ واصول فقہ واحادیث مبارکہ میں کامل مہارت اور تکمیل کے بعد آپ علوم تصوف کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت ابوالخیر حماد بن مسلم دباس رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں حاضر ہو کر علم تصوف کا درس حاصل کرنے لگے۔

حضرت ابوالخیر حماد بن مسلم دباس بغداد کے تمام صوفیاء کرام ومشائخ عظام کے استاذ الکل ہیں یہ بغداد کے محلہ مظفریہ میں رہا کرتے تھے مستجاب الدعوات اور صاحب کشف و کرامات صوفی باصفا تھے آپ حصول رزق حلال کے لئے شیرہ انگور فروخت کیا کرتے تھے آپ کی ایک بڑی خاص اور ظاہر کرامت یہ تھی کہ آپ کے شیرہ پر بھڑ یا مکھی کبھی نہیں بیٹھتی تھی۔

حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم ظاہر سے فارغ ہونے کے بعد میرے دل میں کچھ خطرات کی کیفیت محسوس ہوئی تو اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا مانگی کہ الٰہی! تو مجھے اپنے کسی ایسے بندے کی صحبت نصیب فرما جو میرے خطرات نفس اور قلبی وسوسوں کو دور کر دے چنانچہ دوسرے دن جب میں محلہ مظفریہ سے گزر رہا تھا تو ایک باوقار بزرگ نے اپنا دروازہ کھول کر مجھے میرا نام لے کر پکارا فرمایا تم نے رات کیا دعا مانگی تھی۔ میں نے اپنے شبہات اور وسوسوں کو ان کے سامنے عرض کر دیا۔ انہوں نے کچھ ایسا تصرف فرمایا کہ میرے تمام شبہات دور ہو گئے اور مجھے ان سے ایسی عقیدت ومحبت ہو گئی کہ ایک

مدت تک میں ان کی خدمت میں حاضر رہ کر علم طریقت اور تصوف کا درس لیتا رہا اور راہ سلوک کی منزلیں طے کرتا رہا۔ (قلائد الجواہر ص ۱۲)

ریاضت و مجاہدہ

علم ظاہر و باطن کی تکمیل کے بعد آپ ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہوئے بڑے بڑے مجاہدے کیے مدائن اور ایوان کسریٰ کے کھنڈرات میں چلے اور مراقبے کرتے رہے کبھی کبھی چالیس چالیس یوم تک بے آب و دانہ مسلسل عبادت و ریاضت میں مشغول رہ کر خواہشات نفسانیہ سے جہاد فرماتے رہے آپ فرماتے ہیں کہ میں مسلسل چالیس سال عشاء کے وضو سے صبح کی نماز فجر پڑھتا رہا ہوں اور پندرہ سال مسلسل عشاء کے بعد سے صبح تک روزانہ ایک ختم قرآن پاک کی تلاوت کرتا رہا ہوں۔ احمد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ غوث پاک پچیس برس تک عراق کے جنگلوں میں سیاحت فرماتے رہے۔

شیطان کا حملہ

حضرت سیدنا غوث اعظم کے فرزند حضرت شیخ سید موسیٰ فرماتے ہیں کہ ان مجاہدہ کے ایام میں شیطان نے بار بار حملہ کیا اور لغزش میں ڈالنا چاہا مگر آپ محفوظ رہے ایک مرتبہ ایسی سیاحت کے دوران کسی ایسے میدان میں پہنچ گئے جہاں پانی کا نام ونشان تک نہ تھا پیاس کا غلبہ ہوا اچانک بادل کا ٹکڑا آیا اور خوب برسا جس سے آپ سیراب ہو گئے پھر ایک روشنی ہو گئی اور ایک صورت نظر آئی اس نے پکارا اے عبدالقادر میں تیرا رب ہوں۔ میں نے تمام حرام چیزوں کو تیرے لئے حلال کر دیا ہے یہ سن کر آپ نے لاحول شریف پڑھا تو روشنی غائب ہو گئی اور وہ صورت دھواں بن کر پھیل گئی اور اس میں سے آواز آئی اے عبدالقادر آج تجھ کو تیرے علم نے بچا لیا ورنہ اس سے پہلے ستر اولیاء طریقت کو میں نے گمراہ کر کے ان کی ولایت کو غارت کر دیا ہے حضور غوث پاک نے فرمایا اے مردود میرا علم بھلا کیا بچا سکتا ہے جب کہ تجھ کو تیرا علم نہ بچا سکا۔ یہ میرے رب کا فضل و کرم ہے کہ اس نے تیرے شر سے مجھے محفوظ رکھا۔

لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے کیسے پہچانا کہ یہ مردود ہے فرمایا اس کے گمراہ قول سے کیونکہ مولیٰ کریم کبھی بھی حرام چیزوں اور فحش چیزوں کو کسی کے لئے حلال نہیں فرماتا۔

(قلائد الجواہر ص ۲۰)

بیعت وخلافت

حضور سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ برسہا برس کے مجاہدہ کے بعد میں نے ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ سے عہد کرلیا کہ جب تک تو خود مجھے کھلائے گا اور پلائے گا نہیں نہ میں کھاؤں گا اور نہ پیوں گا کئی دن گزر گئے بغیر کھائے پیئے یہاں تک کہ خواجہ ابوسعید مخزومی میرے پاس سے گزرے اور اپنے گھر لے گئے اپنے ہاتھ سے مجھے کھلایا پلایا اور کہا تمہارا عہد پورا ہوگیا میں خدا کے حکم سے تمہیں کھلا پلا رہا ہوں پھر آپ نے مجھے خرقہ پہنا کر اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ (بہجۃ الاسرار)

مسند ارشاد پر

آپ کے شیخ طریقت حضرت خواجہ ابوسعید مخزومی کو آپ سے بہت محبت ہوگئی اور آپ ان پر شفقت فرمانے لگے یہاں تک کہ اپنا مدرسہ حضور غوث اعظم کے سپرد کردیا چنانچہ جب آپ اپنے مرشد کریم کے مدرسہ میں مسند درس پر بیٹھے تو طلبہ کا اس قدر ہجوم ہوگیا کہ مدرسہ کی عمارت تنگ ہوگئی پھر آپ نے توسیع کے لئے اہل بغداد کو متوجہ فرمایا تو امراء نے اپنی دولت اور فقراء نے اپنی محنت سے ایک بہت ہی وسیع اور شاندار عمارت تیار کردی اور یہ مدرسہ آپ کے نام سے منسوب ہوکر جامعہ قادریہ کے نام سے مشہور ہوگیا۔ سینکڑوں طلبہ یہاں سے فارغ ہوکر سند تکمیل لینے کے بعد مختلف ممالک میں جاتے اور اصلاح خلق واعلاء کلمۃ الحق کی سعادت دارین سے سرفراز ہوتے۔ اسی طرح تھوڑی سی مدت میں آپ کے علمی فیوض وبرکات سے علماومشائخ کی ایک بہت بڑی جماعت تیار ہوگئی جو دور دور کے بلاد وامصار میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے لگی جس سے لاکھوں بندگان خدا کو ہدایت نصیب ہوئی۔

درس کے ساتھ ساتھ آپ نے عوام کے لئے وعظ کی مجلس بھی قائم فرمائی تا کہ عوام بھی آپ کے فیض سے محروم نہ رہیں اور رشد و ہدایت کا سلسلہ دراز سے دراز تک ہوتا چلا جائے۔ آپ کی مجالس وعظ میں ساٹھ ساٹھ ستر ستر ہزار سامعین کا مجمع ہوتا تھا اور ایک ایک آیت کی چالیس چالیس تفاسیر بیان فرماتے تھے کئی علماء مجلس میں تنقید کے لئے آتے مگر اختتام مجلس پر وہ بھی دم بخود رہ جاتے۔ بڑے بڑے علماء و مشائخ کے علاوہ رجال الغیب اور جنوں کی جماعتیں بھی وعظ میں آنے لگیں اور ہر وعظ میں سینکڑوں فساق اپنے گناہوں سے توبہ کرتے اور یہود و نصاریٰ اور دوسرے کفار اسلام قبول کرتے۔ (قلائد الجواہر ص ۱۳)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا
کس گلستان کو نہیں فصل بہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا

آپ کی ہیبت و حق گوئی

اعلاء کلمۃ الحق اور حق گوئی ایک مرد مومن کا بہت ہی اعلیٰ ایمانی جوہر ہے۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر ہر مومن خصوصاً علماء حق کے لئے بہت ہی اہم اور واجب العمل فریضہ ہے کیونکہ عظمت انسانیت حق کی رضا جوئی میں ہے۔ حق پرستی حق شناسی اور حق گوئی میں ہے۔

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اَفۡضَلُ الۡجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنۡدَ السُّلۡطَانِ الۡجَائِرِ۔

یعنی افضل ترین جہاد یہ ہے کہ ظالم بادشاہ کے روبرو حق بات کہہ دی جائے۔

چنانچہ حضور غوث اعظم حق گوئی اور اعلان کلمۃ الحق میں نہایت ہی جری اور نڈر تھے بڑے بڑے سلاطین اور امراء کو حق کے معاملہ میں تنبیہ فرماتے۔ خلیفہ بغداد نے جب ابو الوفا یحییٰ جیسے ظالم کو قاضی کا عہدہ سپرد کر دیا تو آپ نے بر سر منبر خلیفہ وقت کو اپنے وعظ

میں للکارا اور صاف صاف کہہ دیا کہ اے خلیفہ تو نے ایک جابر و ظالم کو خدا کے بندوں پر حاکم بنا دیا ہے تو ہوش کر کل خداوند جبار و قہار کے دربار میں تجھ کو نادم و شرمسار ہو کر اس کا جواب دینا پڑے گا۔ آپ کے جلال کی ہیبت سے خلیفہ کے جسم کا بال بال لرز رہا تھا خلیفہ نے اپنی غلطی کا اعتراف کر کے ابوالوفا یحییٰ کو فوراً ہی عہدہ قضاء سے معزول کر دیا۔

تاج العارفین محمد کاکیس

تاج العارفین محمد کاکیس رحمۃ اللہ علیہ جو عراق کے مشہور و معروف مشائخ میں سے تھے آپ کے مریدوں میں سترہ بادشاہ بھی تھے آپ کا قول ہے کہ کوئی انسان اس وقت تک سجادہ مشخیت پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہوتا جب تک کہ اس کو کاف سے قاف تک کا علم نہ حاصل ہو جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضور کاف سے قاف تک کے علم کا کیا مطلب ہے تو آپ نے فرمایا کاف سے مراد کن فیکون اور قاف سے مراد وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ (پ۲۳) یعنی قیامت کا دن مطلب یہ ہے کہ ازل سے قیامت تک کا علم جب تک کسی کو منجانب اللہ کشف سے نہ حاصل ہو جائے اس کو شیخ بن کر سجادہ نشین نہیں ہونا چاہیے۔

نظر ولی دی ہر ہر ویلے لوح محفوظ تے جاوے
جے لوح محفوظ دیکھ نہ سکے نام دا ولی کہاوے

حضرت شیخ عزاز رحمۃ اللہ علیہ خواب میں سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے تو انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تاج العارفین ابو الوفا محمد کاکیس کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا

مَا اَقُوْلُ فِيْمَنْ اُبَاهِيْ بِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

اس شخص کے بارے میں کیا پوچھتے ہو وہ تو ان لوگوں میں سے ہے جن کے سبب سے میں قیامت کے دن فخر کروں گا کہ ایسے باکمال لوگ میری امت میں ہیں۔ (قلائد الجواہر ص۸۱)

غوث پاک کا تعارف

حضرت شیخ طریقت تاج العارفین محمد کاکیس رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف میں وعظ فرمایا

کرتے تھے ہزاروں بندگان خدا حاضر ہوتے اور آپ کی تقریر دلپزیر سے مستفید ہوتے اور اپنی اصلاح کرتے یہ وہ وقت تھا کہ جب حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ مدرسہ نظامیہ میں طالب علم تھے ایک دن آپ وعظ سننے کے لئے گئے اور جیسے ہی مجلس میں بیٹھے حضرت تاج العارفین محمد کا کیس رحمۃ اللہ علیہ کی نظر آپ پر پڑی آپ نے حاضرین کو حکم دیا کہ اس لڑکے کو مجلس سے نکال دو چنانچہ حکم پاتے ہی لوگوں نے حضور غوث اعظم کو ہاتھ سے پکڑ کر مجلس سے باہر نکال دیا مگر حضور غوث اعظم رنجیدہ نہیں ہوئے بلکہ پھر مجلس میں لوٹ کر آ گئے حضرت تاج العارفین محمد کا کیس نے پھر حکم دیا کہ اس لڑکے کو مجلس سے باہر نکال دو چنانچہ لوگوں نے پھر آپ کو مجلس سے نکال دیا اور تمام حاضرین حیرت سے دیکھنے لگے کہ یہ عجیب لڑکا ہے کہ بار بار مجلس سے نکالا جاتا ہے مگر پھر چلا آتا ہے حضور غوث اعظم اب بھی کبیدہ خاطر نہیں ہوئے۔ جب تیسری مرتبہ مجلس میں تشریف لائے تو اب کی مرتبہ حضرت تاج العارفین محمد کا کیس نے فرمایا کہ اس لڑکے کو میرے پاس لاؤ چنانچہ لوگ آپ کو پکڑ کر کرسی کے پاس لے گئے تو حضرت تاج العارفین محمد کا کیس رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہو کر حضور غوث اعظم کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ میں نے اس لڑکے کو دو مرتبہ اپنی مجلس سے اس لئے نکالا تھا کہ تم لوگ اچھی طرح اس کو دیکھ لو اور جان پہچان لو کہ یہ کون ہے۔

اے اہل بغداد تم لوگ اس ولی کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاؤ اس لئے کہ یہی وہ ہیں جو میرے بعد قطب الاقطاب ہونیوالے ہیں پھر اپنا عصاء، تسبیح، مصلّٰی سجادہ وغیرہ عطا فرما کر ارشاد فرمایا کہ بیٹا تمہارا لڑکپن ہے اور ہمارا بڑھاپا ہے بیٹا میری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ تم ایک دن قطبیت کی منزل بلند پر سرفراز ہونے والے ہو اور ایک دن ایسا بھی آنیوالا ہے کہ تم ایک دن وعظ میں بر سر منبر کہو گے کہ میرا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے تو تمام اولیاء کرام ادب سے اپنا اپنا سر خم کر کے عرض کریں گے کہ اے غوث اعظم آپ کا قدم تو ہمارے سروں اور آنکھوں پر ہے آپ نے اپنی داڑھی پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ عبدالقادر جب تمہارا وقت آئے تو میری اس سفید داڑھی کو یاد رکھنا۔

(بہجۃ الاسرار)

علی ہیتی

حضرت شیخ علی بن ابی نصر ہیتی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ میں حاضر تھے نا گہاں ان پر نیند کا غلبہ ہوگیا۔ تو ایک دم حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے منبر سے اتر کر مودبانہ ان کے پاس کھڑے ہو گئے جب حضرت علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ بیدار ہوئے تو عرض کیا کہ اے غوث اعظم مجھے ابھی ابھی خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار حاصل ہوا ہے تو غوث اعظم نے فرمایا ہاں اسی لئے تو ادب کے ساتھ میں منبر سے اتر کر ان کے پاس کھڑا ہو گیا تھا تمہیں خواب میں دیدار نصیب ہوا اور میں بیداری میں دیدار پر انوار سے سرفراز ہوا۔

یہی حضرت شیخ علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ جب حضور غوث اعظم نے فرمایا کہ میرا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے تو سب سے پہلے آپ ہی نے آگے بڑھ کر آپ کا قدم اٹھا کر اپنی گردن پر رکھ لیا تھا۔ (بہجۃ الاسرار)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

حضرات گرامی! بڑے بڑے جلیل القدر اولیاء کرام نے آپ کی مدح و ثنا کا خطبہ پڑھا اور آپ کے حضور مطیع اور فرمانبردار ہو کر حاضر ہوئے اور آپ کی عظمت کا اعتراف کر کے آپ کے فیوض و برکات سے فیضیاب ہوئے۔

حضور غوث اعظم قصیدہ غوثیہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

مَقَامُکُمُ الْعُلٰی جَمْعًا وَّلٰکِنْ
مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَا زَالَ عَالِیْ

یعنی تم لوگوں کے مقامات ولایت اگرچہ بہت ہی بلند و بالا ہیں لیکن قرب الٰہی میں میرا مقام تم لوگوں سے بہت اونچا ہے اور ہمیشہ اونچا رہے گا۔

شہاب الدین سہروردی

خواجہ شہاب الدین سہروردی جو کہ سلسلہ سہروردیہ کے بانی اور مشائخ عراق کے امام ہیں اپنے مریدوں اور اپنی محافل میں فرمایا کرتے تھے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی حجۃ العارفین اور صدر المقربین ہیں۔ (حقانی)

عظمت و شان غوث اعظم

حضرت علامہ شیخ محمد بن یحییٰ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام فقہاء اور فقراء کا اجماع ہے کہ بغداد شریف میں چار ایسے اولیاء کرام گزرے ہیں جو اپنی زندگی میں بھی کئی قسم کے محیر العقول تصرفات فرماتے رہے اور وفات کے بعد اپنی قبروں میں بھی زندوں کی طرح تصرفات فرماتے رہتے ہیں۔ وہ چار اولیاء یہ ہیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ معروف کرخی، شیخ عقیل، شیخ حیاۃ بن قیس حرانی اسی طرح بغداد شریف میں چار ایسے اولیاء ہوئے جو خدا کے حکم سے اندھوں اور کوڑھیوں کو شفاء دیتے اور مردوں کو زندہ فرما دیا کرتے تھے اور ان چاروں کے نام یہ ہیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ احمد رفاعی، شیخ علی بن ابی نصر ہیتی، شیخ بقاء بن بطر۔ (قلائد الجواہر ص ۳۷)

چیل کو زندہ کر دیا

ایک مرتبہ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ وعظ فرما رہے تھے کہ ایک چیل چلاتی ہوئی اوپر سے گزری جس سے سامعین کی توجہ پراگندہ ہو گئی تو آپ پر ایک دم غوثیت کا جلال طاری ہو گیا اور فرمایا

يَا رِيْحُ خُذِیْ رَأْسَ هٰذِهِ الْحِدَاةِ یعنی اے ہوا اس چیل کا سر اڑا دے۔

حضور غوث اعظم کا ارشاد ہوتے ہی اس چیل کا سر کٹ کر گر پڑا اور دھڑ دوسری طرف جا گرا۔ جب آپ وعظ سے فارغ ہوئے تو کرسی سے نیچے اترے اور چیل کے سر اور دھڑ کو ملا کر بسم اللہ شریف پڑھ کر ہاتھ پھیر دیا تو وہ چیل زندہ ہو کر اڑ گئی (خلاصۃ المفاخر)

قصیدہ غوثیہ شریف میں آپ فرماتے ہیں کہ

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیِّتٍ
لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی

یعنی میں اگر اپنا راز کسی مردہ پر ڈال دوں تو وہ یقیناً اللہ کے حکم وقدرت سے زندہ ہو کر کھڑا ہو جائے۔

مرغی زندہ ہوگئی

ایک مرتبہ ایک عورت نے اپنے لڑکے کو حضور غوث اعظم کی خدمت میں پیش کیا کہ اس کو تصوف وسلوک کی تعلیم فرمائیں چنانچہ وہ لڑکا جو کی روٹی بغیر سالن کے کھا رہا تھا اور ریاضت ومجاہدہ کے اثر سے دبلا پتلا سا ہو گیا تھا جب وہی عورت بارگاہ غوثیت میں حاضر ہوئی تو آپ مرغی کا سالن تناول فرما رہے تھے اور اس کی ہڈیاں برتن میں پڑی تھیں۔ تو وہ عرض کرنے لگی کہ حضور آپ تو مرغی کھاتے ہیں اور میرا بیٹا بغیر سالن جو کی روٹی کھا کر لاغر ہو گیا ہے۔ یہ سن کر حضور غوث اعظم نے اپنا ہاتھ مرغی کی ہڈیوں پر رکھ کر فرمایا

قُوْمِیْ بِاِذْنِ اللّٰهِ الَّذِیْ یُحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ (قلائد الجواہر)

اے مرغی اللہ کے نام سے زندہ ہو کر کھڑی ہو جا جو گلی سڑی ہڈیوں کو زندہ فرمائے گا۔ یہ فرمان سنتے ہی مرغی زندہ ہوگئی۔

وہ کہہ کر قم باذن اللہ جلا دیتے ہیں مردوں کو
بہت مشہور ہے احیاء موتیٰ غوث اعظم کا

مردہ زندہ اور عیسائی مسلمان

حضور غوث صمدانی شہباز لا مکانی شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک محلہ سے ایک مرتبہ گزرے تو دیکھا ایک عیسائی ایک مسلمان سے جھگڑا کر رہا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی شان بلند ہے کیوں کہ انہوں نے مردوں کو زندہ کیا آپ نے فرمایا یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں حالانکہ میں نبی نہیں ہوں صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ غلام ہوں۔ چنانچہ عیسائی نے ایک بوسیدہ قبر کی طرف اشارہ کیا تو حضور غوث پاک نے فرمایا کہ

اِنَّ صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ كَانَ مُغَنِّيًا فِي الدُّنْيَا اِنْ اَرَدْتَّ اَنْ اُحْيِيَهٗ مُغَنِّيًا فَاَنَا مُجِيْبٌ لَكَ فَقَالَ نَعَمْ فَتَوَجَّهَ اِلَى الْقَبْرِ قَالَ قُمْ بِاِذْنِيْ ۔ فَانْشَقَّ الْقَبْرُ وَ قَامَ الْمَيِّتُ حَيًّا مُغَنِّيًا فَلَمَّا رَاَى النَّصْرَانِيُّ هٰذِهِ الْكَرَامَةَ وَفَضْلَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمَ عَلٰى يَدِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(تفریح الخاطر مطبوعہ مصر ص ۱۶، البرہان فی خصائص حبیب الرحمٰن ص ۲۱۲)

صاحب قبر دنیا میں گویا تھا اگر تو چاہے تو یہ گاتا ہوا زندہ ہو۔ عیسائی نے کہا۔ ہاں پس آپ نے توجہ فرمائی اور کہا: قُمْ بِاِذْنِيْ تو مردہ زندہ ہو کر گاتا ہوا باہر آ گیا۔ جب عیسائی نے غوث پاک کی یہ کرامت دیکھی تو آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر مشرف بہ اسلام ہوا۔

اندھا اور مفلوج شفایاب

بغداد شریف کے ایک مشہور و معروف تاجر ابو غالب نے آپ کی دعوت کی۔ جب آپ اس کے مکان پر تشریف لے گئے تو عراق کے بڑے بڑے بزرگ پہلے ہی سے وہاں موجود تھے انواع و اقسام کے کھانے دستر خوان پر چنے گئے پھر لوگوں نے ایک بند ٹوکرا لا کر مہمانوں کے سامنے رکھ دیا۔ تمام بزرگ آپ کی جلالت کی وجہ سے خاموش بیٹھے رہے۔ مگر آپ نے فرمایا کہ ٹوکرا میرے سامنے لا کر کھولو۔ جب ٹوکرا کھولا گیا تو اس میں ابو غالب کا اندھا اور مفلوج بیٹا بیٹھا ہوا تھا (اس دعوت کا مقصد بھی بزرگوں سے طلب دعا تھا) چنانچہ حضور غوث اعظم نے اس لڑکے کو دیکھ کر فرمایا قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ مَعَافِيْ یعنی اے لڑکے تو خدا کے حکم سے شفایاب ہو کر کھڑا ہو جا۔ آپ کا یہ فرمان سن کر وہ لڑکا بینا اور تندرست ہو کر زمین پر دوڑنے لگا۔ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر مجلس میں ایک شور برپا ہوا اور آپ اٹھ کر کھانا کھائے بغیر اپنی خانقاہ میں تشریف لے آئے (بہجۃ الاسرار)

شفاء پاتے ہیں صدہا جاں بلب امراض مہلک سے
عجب دار الشفاء ہے آستانہ غوث اعظم کا

بڑھیا کا بیڑا

ایک دن حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ دریا کی طرف گئے دیکھا کہ چند عورتیں پانی لینے کے لئے دریا پر آئیں اور اپنے اپنے گھڑے بھر کر اپنے گھروں کو چلی گئیں مگر ایک ضعیفہ اپنا گھڑا پانی سے بھر کر دریا کے کنارے رکھ کر وہیں چادر منہ پر ڈال کر زار و قطار رونے لگی۔ آپ نے مائی کے رونے کا سبب پوچھا تو عرض کیا گیا کہ اس بوڑھی مائی کا اکلوتا بیٹا تھا اس کی شادی بڑے دھوم دھام سے ہوئی بارات دلہن کے گھر گئی عقد نکاح سے فارغ ہو کر دلہن کو ہمراہ لے کر گھر چلی درمیان میں دریا عبور کرنا تھا کشتی پر سوار ہوئے۔ بقضائے الٰہی ساری برات ڈوب گئی اس وقت بارہ سال گزر چکے ہیں مگر مائی کے دل کو قرار نہیں آ رہا۔ حضور غوث پاک نے فرمایا مائی کو میرے پاس لاؤ مائی کو حاضر خدمت کیا گیا تو آپ نے فرمایا تیری درد بھری داستان و فریاد سے بڑا متاثر ہوا ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ تیری برات ارحم الراحمین سے واپس دلوائیں گے۔ مائی سے وعدہ فرماتے ہی آپ نے سر سجدے میں رکھ کر دعا کی کہ اے قادر کریم جل جلالہ اس مائی کی برات کو نئی زندگی عطا فرما کر واپس لوٹا دے تین بار اسی طرح عجز و انکساری و زاری سے التجا کی۔ آخر مالک الملک نے اپنے مقبول و برگزیدہ بندہ کا کہنا خالی نہ کیا اور یکا یک دریائے رحمت کو جوش آیا اور ایک ہی جوش سے کشتی بمعہ اسباب و برات صحیح و سلامت باہر نکل آئی۔ ضعیفہ کی خوشی کی انتہا نہ رہی اہل شہر کو جب اس کرامت کا پتہ چلا تو کئی بت پرست مشرف بہ اسلام ہوئے۔

(خلاصۃ القادریہ شیخ شہاب الدین سہروردی، کتاب بڑھیا کا بیڑا علامہ فیض احمد اویسی، البرہان فی خصائص حبیب الرحمٰن ص ۲۱۴، رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ مارچ ۱۹۸۰ء)

حضرات گرامی! حضور غوث اعظم کی کرامت جو کہ دراصل قادر قدیر کی قدرت کا کرشمہ ہے ورنہ بات ظاہر ہے کہ ڈوبا ہوا بیڑا غوث اعظم نے رب قدیر کی قدرت کے تحت دعائے مستجاب سے ترایا تھا۔ بلا تشبیہ و تمثیل جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بلانے سے مردہ پرندے زندہ ہو گئے تھے (قرآن حکیم پ ۳) حضرت عزیر علیہ السلام کا سو سال کے بعد زندہ ہونا آپ کی دعا سے گدھے کا زندہ ہونا (قرآن حکیم پ ۳) بنی اسرائیل کا مقتول جو گائے مخصوصہ

کے گوشت کا ٹکڑا لگنے سے زندہ ہوا (قرآن حکیم پ، تفسیر مظہری ص ۱/۴۲، خازن ص ۵۷، صاوی ص ۳۷ وغیرہ)

حضرت حزقیل علیہ السلام کی دعا سے علاقہ واسط میں ایک بستی بنام داوروان کے تمام لوگ عرصہ کے بعد زندہ ہوئے اور کئی برس زندہ رہے اور ان کی اولاد بھی ہوئی (قرآن حکیم پ ۲، تفسیر روح البیان ص ۱/۲۰۶، تفسیر نعیمی پ ۳) علامہ برخوردار ملتانی (محشی نبراس شرح عقائد) اپنی کتاب غوث اعظم کے صفحہ ۲۷۷ میں فرماتے ہیں کہ اس پیرزن کا قصہ ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر ہے اور بہت مشہور ہے اس کی شہرت ہی اس کی دلیل صدق معلوم ہوتی ہے۔

کن کب عطا ہوتا ہے

حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء و ابدال جب کمال فنایت حاصل کر کے فانی فی اللہ، باقی باللہ ہو جاتے ہیں تو اس وقت ان کو کن عطا ہوتا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ

وَهِيَ حَالَةُ الْفَنَاءِ الَّتِي هِيَ غَايَةُ أَحْوَالِ الْاَوْلِيَاءِ وَالْاَبْدَالِ ثُمَّ قَدِيْرٌ اِلَيْهِ التَّكْوِيْنُ فَيَكُوْنُ جَمِيْعُ مَا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ بِاِذْنِ اللهِ وَهُوَ لَهُ جَلَّ وَعَلَا فِيْ بَعْضِ كُتُبِهٖ يَا ابْنَ آدَمَ اَنَا اللهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا اَقُوْلُ لِلشَّيْءِ كُنْ فَيَكُوْنُ اَطِعْنِيْ اَجْعَلْكَ تَقُوْلُ لِلشَّيْءِ كُنْ فَيَكُوْنَ

(فتوح الغیب علی بہجۃ الاسرار ص ۱۰۹، البرہان فی خصائص حبیب الرحمٰن ص ۲۱۴)

اور یہی حالت فنا ہے جو اولیاء و ابدال کے احوال کی انتہا ہے پھر ان کو تکوین (کن کہنا) عطا ہو جاتا ہے تو پھر ان کو جس چیز کی حاجت ہوتی ہے وہ سب کچھ باذن اللہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے کہ اے ابن آدم میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں وہ ہوں کہ جس چیز کو کہتا ہوں ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے تو بھی میری اطاعت کر میں تجھے بھی ایسا کر دوں گا تو بھی کسی چیز کو کہے گا ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔

فرمان غوث اعظم

حضور سیدنا غوث اعظم شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ الطالبین میں

فرماتے ہیں کہ بغیر شیخ کامل کے کوئی شخص منازل سلوک طے نہیں کرسکتا اور طالب کو اپنے شیخ کامل کی خدمت سے اس وقت تک علیحدہ نہیں ہونا چاہیے جب تک کہ وہ وصول الی اللہ یعنی منزل مقصود تک نہ پہنچ جائے۔

امام شعرانی

انوار قدسیہ میں شیخ کامل کی پیروی کو واجب کہا ہے اور لکھا ہے اندرونی نجاستوں کے دور کرنے کے لئے بغیر اتباع شیخ کامل اور کوئی راستہ نہیں ہے کوئی شخص اگر خود اپنی اصلاح نفس کرنے لگے تو چنداں فائدہ نہیں ہوگا اگرچہ وہ ہزاروں کتب حفظ کرلے۔ اس لئے ضروری ہے کہ کسی شیخ کامل کی تلاش کرے اور امر آخرت میں غور سے کام لے۔

خواجہ بہاؤالدین نقشبندی

فرماتے ہیں کہ (نیست ممکن در رہ عشق اے پسر۔ راہ بردن بے دلیل رہبر)
یعنی: راہ عشق (راہ حق) میں بغیر دلیل اور راہبر کے چلنا ناممکن ہے۔

شیخ کامل کون

سوال پیدا ہوتا ہے کہ شیخ کامل کون ہوتا ہے۔ قرآن حکیم، احادیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال بزرگانِ دین سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کامل وہ ہوتا ہے جو متبع شریعت مطہرہ ہو۔ جس کی صورت وسیرت، قال وحال، گفتار وکردار، نشست وبرخواست، ظاہر وباطن اور خلوت وجلوت مدنی تاجدار شافع روز شمار رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے عین مطابق ہو۔

اگر مقدر سے ایسا شیخ مل جائے تو دونوں جہان آباد ہو جائیں گے کیونکہ

اللہ اللہ کیئے جانے سے اللہ نہ ملے
اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

حضرات محترم! جس طرح مالی کے بغیر باغ میں پھول نہیں کھلتے اسی طرح شیخ کامل کی توجہ کے بغیر انسان وصل الی اللہ کی منزل کو نہیں پا سکتا۔ باغبان کی نگاہ باغ کو آباد کردیتی

ہے اللہ والوں کی نظر التفات دل کی بستی کو آباد کر دیتی ہے۔

کامل ملے تے درد نہ چھوڑے اوگن دے گن کردا کامل پیر محمد بخشا لعل بنان پتھر دا

اللہ کے ولیوں کی نگاہوں کی طاقت کا منکر قدرت خداوندی کا منکر ہے۔ دیکھئے سانپوں میں ایک ایسی نسل کا زہریلا سانپ ہوتا ہے اگر اس کی ایک زہریلی نظر کسی انسان پر پڑ جائے تو وہ انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔

غور کیجئے! اگر برے سانپ میں یہ طاقت ہے کہ وہ زہریلی ایک نظر سے انسان کو ہلاک کر سکتا ہے تو اللہ والوں کی ایک نگاہ کرم میں یہ طاقت کیوں نہ ہو کہ وہ انسان کو آباد و شاد کر سکے۔

قلم ربانی ہتھ ولی دے لکھے جو من بھاوے
ولی نوں رب طاقت دیتی لکھے لیکھ مٹاوے

قطب بنا دیا

بغداد شریف کی گلیوں میں رات کے وقت ایک چور چوری کی نیت سے پھر رہا تھا مالداروں اور امیروں نے اپنے مکانوں کو مقفل کیا ہوا تھا چلتے چلتے ایک ایسے مکان پہ پہنچا جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ سوچا چلو آج رات اسی مکان میں چھپتے ہیں۔ اس برے ارادے سے داخل ہوا ابھی سامان چرانے کا ارادہ کر رہا تھا، دیکھا کہ گھر کا مالک جاگ رہا ہے چور کو کیا معلوم کہ یہ اللہ والوں کا گھر ہے جو عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے ہیں خالق کائنات نے ایسے مردانِ خدا کی عظمت کو یوں بیان کیا ہے کہ

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا (پ ۱۹)

یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے لئے سجدے اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں۔

ایک پنجابی شاعر نے اس کا نقشہ یوں کھینچا ہے کہ

رات پوے تے بے درداں نوں نیند پیاری آوے
درد منداں نوں یاد سجن دی ستیاں آن جگاوے

گھر کے مالک کو بیدار پا کر چور پریشان ہو گیا ایک کونے میں چھپ کر بیٹھ گیا تا کہ

مالک مکان کی نظروں سے بچ سکوں چور کو کیا پتہ کہ عارفان باصفا تو لوح محفوظ کو دیکھ لیتے ہیں۔

کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے
دو عالم کی خبر رکھتا ہے دیوانہ محمد کا

رات گزر رہی تھی جب پچھلا پہر ہوا تو ایک آدمی حاضر خدمت ہوا اور عرض کی کہ حضور فلاں علاقہ کا قطب فوت ہو گیا ہے وہاں کسی اور کی ڈیوٹی لگا دیں آپ نے فرمایا اگر جلدی ہے تو ہمارے مکان کے کونے میں ایک چور چھپا ہوا ہے اسے لے جاؤ تو اس آدمی نے اندر جا کر آواز دی قطب صاحب باہر تشریف لائیں چور نے ڈرتے لرزتے ہوئے کہا کہ حضور میں تو چور ہوں قطب نہیں ہوں اس پر اس آدمی نے کہا ٹھیک ہے تو چور تھا مگر اب نہیں کیونکہ غوث پاک نے تجھے قطب بنا دیا ہے۔

حضرات گرامی! اللہ والوں کی نگاہ کرم چوروں کو قطب بنا دیتی ہے رہزنوں کو رہبر، شقی کو سعید اور بد بخت کو نیک بخت بنا دیتی ہے۔

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

ایک سو علماء غوث کے قدموں میں

بغداد شریف کے ایک سو بلند پایہ علماء آپ کی مجلس وعظ میں امتحان کے لئے گئے ہر ایک نے ایک ایک مشکل ترین مسئلہ سوال کے لئے اپنے ذہن میں رکھا۔ لیکن جب حضور غوث اعظم وعظ کے لئے کرسی پر بیٹھے تو سر جھکا کر مراقبہ فرمایا تو اچانک ایک نور کی تجلی سینہ اقدس سے نکلی اور سب علماء کے سینوں میں پیوست ہو گئی پھر سب کے سب علماء اپنے گریبان چاک کرنے لگے اور دستاروں کو پھینک دیا اور آپ کے قدموں میں گر پڑے۔ معذرت کے خواستگار ہوئے آپ نے ہر ایک کو اپنے سینے سے لگا کر ان کے مشکل سوال کا جواب دینا شروع کر دیا یہاں تک کہ سب کے سوالوں کے جواب دے دیئے اور سب علماء سکون کیساتھ بیٹھ کر وعظ سننے لگے۔ اختتام وعظ پر ان سے پوچھا گیا کہ تمہیں کیا ہو گیا تھا تو

انہوں نے کہا کہ ہمارا سارا علم سلب ہو گیا تھا اور ہم اس زوال پر بے قرار ہو گئے لیکن جب آپ نے ہمیں سینے سے لگایا تو ہمارا سارا علم واپس آگیا بلکہ اس قدر شرح صدر ہوا کہ ہم علوم سے مالا مال ہو گئے (قلائد الجواہر)

تبحر علمی

حضور غوث اعظم کا علمی کمال اس قدر بلند ہے کہ اصاغر و معاصرین تو کجا؟ آپ کے اساتذہ آپ کے فضل و کمال کا اعتراف فرماتے ہوئے آپ کو بڑی بڑی بشارتیں دیتے حضرت خواجہ ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے استاد فقہ اور شیخ خرقہ ہیں بار بار فرمایا کرتے اے عبد القادر وہ وقت آنے والا ہے کہ تمہاری ذات مرجع خلائق ہو گی اور تم سے رشد و ہدایت کا ایسا دریا جاری ہو گا جس سے فیض حاصل کر کے ہزارون بندگان خدا سیراب ہوں گے۔

عارف باللہ

امام شعرانی نے طبقات کبریٰ میں فرمایا ہے کہ عارف باللہ وہ ہے جس کے دل میں خداوند عالم نے ایک ایسی تختی رکھ دی ہے کہ ملک و ملکوت کے تمام اسرار موجودات اس میں منقش ہو جاتے ہیں اور وہ سب کو اپنے علم و کشف سے جانتا ہے اور اپنی چشم بصیرت سے دیکھتا ہے۔

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے نفحات الانس میں لکھا ہے کہ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ خواجہ عزیزان علی رامیتنی کا قول ہے کہ تمام روئے زمین اللہ والوں کی نظر کے سامنے ایک دستر خوان کے مانند ہے مگر میں کہتا ہوں کہ تمام روئے زمین اولیاء کرام کی نظر میں ایک ناخن کی طرح سے ہے کہ روئے زمین کی کوئی شی ان کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی اور حضور غوث اعظم کا ارشاد ہے کہ

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا
کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ التِّصَالِیْ

یعنی میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کو اس طرح دیکھا جس طرح کوئی رائی کے دانے کو دیکھتا ہے اور وہ بھی منٹ دو منٹ نہیں بلکہ ہمیشہ اور ہر حال میں سارا جہان میرے پیش نظر رہتا ہے۔ایک مقام پہ آپ فرماتے ہیں کہ

مُرِیْدِیْ بِالْمَشْرِقِ وَاَنَا بِالْمَغْرِبِ لسترلها

میرا مرید مشرق میں ہو اور میں مغرب میں جب مجھے پکارے میں اس کی مدد کروں گا۔

ایک دوسرے مقام پر فرمایا کہ

یَدِیْ عَلٰی مُرِیْدِیْ کَالسَّمَاءِ عَلَی الْاَرْضِ

یعنی میرا شفقت کا ہاتھ مریدوں پر ایسے ہے جس طرح اسمان کا چھت زمین پر ہے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اولیاء کاملین بالخصوص حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سچی عقیدت ومحبت عطا فرما کر ہمارا حشر ونشر اپنے مقبول بندوں میں فرمائے۔

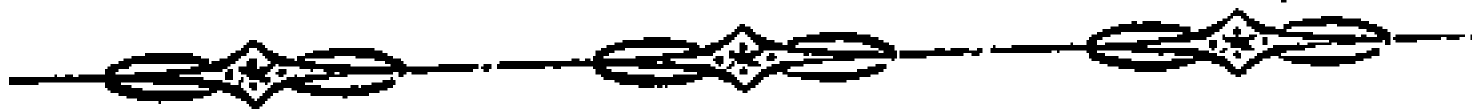
تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ (آمین)

تمام احباب بارگاہ غوثیت میں سلام کا نذرانہ پیش کریں۔

غوث اعظم کی حرمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ولایت پر لاکھوں سلوم
لائے تشریف وہ ماہ غفران میں
شیر مادر نہ پیتے تھے رمضان میں
خوب چرچا ہوا سارے گیلان میں
جھوم کر سب پڑھو آپ کی شان میں
در سے چوروں کو خالی پھرایا نہیں
رہزنوں کے دلوں کو دکھایا نہیں
کس کے رنج و الم کو مٹایا نہیں
کون ہے جس کو سینے لگایا نہیں

ان کے در پر جو آیا وہ شاہ ہو گیا
مثل ذرہ چمک کر ماہ ہو گیا
جو گدا ہو گیا جاں پناہ ہو گیا
ان سے جو پھر گیا تباہ ہو گیا
اے میرے غوث ہو مجھ پر چشم عطا
اپنے در کے سوا اب نہ دردر پھرا
ہے یہ ہمدم ترا گرچہ ہے پر خطا
اپنے در پر اسے غوث اعظم بلاد
غوث اعظم کی حرمت پہ لاکھوں سلام

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ۔ آمین ثم آمین



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

تصوف کی حقیقت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ كَانَ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ سَيِّدُنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَعَلٰى سَائِرِ اَهْلِسُنَّتِ وَجَمَاعَتِ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنَ ۔ اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ○ (پ۲۱)

اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے (کنز الایمان) (درود شریف با آواز بلند)

بسم اللہ اسم اللہ دا اہہ وی گنا بھارا ہو
قال شفاعت سرور عالم چھٹسی عالم سارا ہو
حدوں بے حد درود نبی نوں جسدا ایڈ پیارا ہو
میں قربان انہاں تھیں حضرت باہو جنہاں ملیا نبی سہارا ہو

کھیتیاں سر سبز ہیں تری غذا کے واسطے
چاند سورج اور ستارے تری ضیاء کے واسطے
جانور پیدا ہوئے تری وفا کے واسطے

سب جہاں تیرے لئے اور تو خدا کے واسطے

انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے

حضرات گرامی! انسان دو چیزوں کے مجموعے کا نام ہے ایک جسم دوسرا اس کی روح۔ یہ جسم نقلی انسان ہے اور روح اصلی انسان ہے۔ جسم مکان کی مثال اور روح مکین کی مانند ہے۔ دونوں کے تقاضے الگ الگ ہیں۔ انسانی جسم مٹی سے بنا اس کی غذا کو بھی خالق کائنات نے مٹی میں ہی رکھ دیا جس کی سب ضروریات مٹی سے پوری ہوتی ہیں پانی زمیں سے نکلتا ہے گندم اور چاول کی فصلیں زمیں سے نکلتی ہیں۔ پھل اور سبزیاں زمیں سے بلکہ انسان کے پہننے کے کپڑوں کی فصلیں زمیں سے نکلتی ہیں۔ یہ جو مکانات بنتے ہیں اور ان پر لگنے والے ماربل، اینٹیں، لوہا ہر چیز زمیں سے نکلتی ہے۔ چونکہ بنیاد مٹی تھی اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے جسم کی جملہ ضروریات کو مٹی میں ہی رکھ دیا۔ ایک انسان کی روح ہے اس روح کے تقاضے اور ہیں یہ اوپر سے آئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ، قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ (پ۱۵)

یہ آپ سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کا امر ہے۔

یہ عالم ارواح سے نیچے آئی ہے اس لئے اس کی غذا کے لئے آنے والے اوپر سے انوار تجلیات ہیں۔

برادران گرامی! دونوں کی غذا دونوں کی ضروریات مختلف ہیں اللہ کریم جل جلالہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ بستی والے ایمان لاتے تقویٰ اختیار کرتے تو

لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ (پ۴)

ہم ان کو وہ نعمتیں دیتے جو اوپر سے آتیں روحانی غذائیں اور وہ نعمتیں دیتے جو پاؤں کے نیچے سے نکلتیں ان کی جسمانی غذا بن جاتیں۔

جسم کی غذا گندم، چاول، جو، دودھ اور اس قسم کی تمام چیزیں ہیں لیکن روح کی غذا انوار تجلیات، فیوضات، برکات اور سکینہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر نازل ہوتی

ہیں۔ اللہ احکم الحاکمین جل جلالہ نے اپنی قدرت کاملہ سے جسم اور روح کو یکجا جمع فرمادیا ہے اوران کی پرورش کا بھی انتظام فرمادیا ہے۔ زمینی اشیاء سے جسم تروتازہ ہوتا ہے اور روحانی غذا یعنی ذکر حق سے روح کو سکون ملتا ہے۔ یہی ذکر حق فرشتوں کی بھی غذا ہے۔

بمصداق نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ (پ ۱)

جسم اور روح کی بیماریاں

جسم اور روح کی بیماریاں بھی الگ الگ ہیں۔ جسمانی بیماریوں سے تقریباً سبھی حضرات واقف ہیں۔ جیسے دردشقیقہ، دردچشم، وجع المفاصل، عرق النساء، قبض، خناق، بخار، بواسیر وغیرہ آج کے زمانہ میں گیسٹرول، بلڈ پریشر، ہیپا ٹائٹس سی بی۔ یہ سب جسم کی بیماریاں ہیں اور جب یہ جسم بیمار ہو جائے تو اس کے علاج کے لئے اللہ تعالیٰ نے مختلف ادویات پیدا فرمائی ہیں۔ جن کے استعمال سے اللہ تعالیٰ شفاء دیتا ہے۔ روح کی بیماریاں بغض، حسد، کینہ، شہوت تکبر، کسلان فی الصلوٰۃ، ترک زکوٰۃ، ترک صوم، ترک اعمال صالحہ اور نفاق یہ سب روح کی بیماریاں ہیں اور جب روح بیمار ہو جائے تو اس کی دوا اوپر سے بھیجی گئی ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (پ ۱۵)

اور ہم نے یہ قرآن کریم نازل فرمایا جو مومنوں کے لیے شفاء اور رحمت ہے۔

اب دیکھیے! اگر ایک آدمی کا جسم بیمار ہو تو وہ کام کے قابل نہیں رہتا۔ اس کو کہیں کہ تم لیٹے کیوں ہو۔ اٹھو دفتر جاؤ یا دوکان پر جاؤ تو وہ کہے گا کہ جسم بیمار ہے، بخار ہے درد ہے میں آج کام کرنے کے قابل نہیں ہوں۔ جس طرح جسم بیمار ہو تو وہ کام کے قابل نہیں رہتا اسی طرح اگر روح بیمار ہو تو وہ نیک اعمال کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ نماز کو جی نہیں چاہتا۔ تلاوت میں دل نہیں لگتا۔ مسجد میں آنے سے دل گھبراتا ہے شریعت پر عمل کرنا مصیبت نظر آتا ہے یہ تمام روح کی بیماریاں ہیں۔ ان سب روحانی اور جسمانی بیماریوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے کچھ حضرات کو منتخب فرمایا ہے جو ظاہری اور باطنی بیماریوں کا علاج کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ پرہیز بھی بتاتے ہیں۔

جسمانی معالج

ان حضرات کو حکماء، اطباء، ڈاکٹرز، سرجن اور سنیاسی کہتے ہیں ان کا فرض منصبی ہے کہ بیمار جسم کا علاج کرنا اور بہتر سے بہتر ادویات کا انتخاب کرنا اسی لئے جب بھی کوئی جسم بیمار ہوتا ہے تو ان کی طرف رجوع کرتا ہے اور اللہ ارحم الراحمین شفاء دیتا ہے۔ جسم کی بیماریوں پر کثیر التعداد کتب موجود ہیں علم طب سے شغف رکھنے والے جانتے ہیں کہ طب اکبر، میزان الطب، قانونچہ، منہاج الاطباء، علاج الغرباء، رسالہ نبض وغیرہ یہ سب حکمت کی کتابیں ہیں آج کے دور میں میڈیکل سائنس کی اتنی کتابیں ہیں کہ انسان کے جسم سے ہر ہر عضو کی بیماریوں کا الگ الگ علاج لکھا ہوا ہے۔

روحانی معالج

جس طرح دنیا میں جسمانی معالج موجود ہیں اور لوگوں کا علاج کرتے ہیں اسی طرح دنیا میں روحانی معالج بھی موجود ہیں ان کا نام علماء کرام، مشائخ عظام، صلحاء اور صوفیاء ہے یہ وہ حضرات ہیں جو انسان کی اصلاح کرتے ہیں اور اس کی روحانی بیماری کا علاج اس کو بتاتے ہیں اور ساتھ ساتھ پرہیز کی بھی تلقین کرتے ہیں، روحانی بیماریوں کے علاج کے لئے کتابیں موجود ہیں ان کتب میں سب سے بڑی کتاب قرآن مجید ہے اس کے بعد احادیث کی کتابین بخاری شریف مسلم شریف ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی شریف اور ریاض الصالحین، مخزن اخلاق وغیرہ جو تربیت کے اوپر علماء نے تحریر کی ہیں یہ سب کی سب روحانی علاج کا طریقہ بتاتی ہیں جس طرح جسمانی بیماریوں کے علاج کے لئے حکمیوں ڈاکٹروں کے پاس جانا پڑتا ہے اور اپنی مشکل اور پریشانی ان کے سامنے بیان کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں کہ حکیم صاحب ڈاکٹر صاحب رحم کیجئے مہربانی کیجئے مجھے اس بیماری اور مصیبت سے بچا لیجئے اسی طرح روحانی علاج کے لئے اللہ کے مقبول بندوں کے پاس جا کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ رحم فرمایئے کرم فرمایئے پریشانی کو دور کیجئے۔ یاد رکھیئے جسم اور روح کو حقیقی شفاء دینے والا تو اللہ ہی ہے لیکن جس طرح اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے شفایابی کے لئے کسی حکیم یا ڈاکٹر کے

پاس جانا منافی توحید نہیں اور شرک بھی نہیں اسی طرح کسی ولی کامل کے حضور حاضر ہو کر فریاد کرنا اپنی معروضات پیش کرنا منافی توحید و شریک نہیں ہے خیال رہے کہ ظاہری طبیب مریض کی نبض دیکھ کر جملہ عوارض اور کیفیات کو جان جاتے ہیں تو روحانی طبیب اولیائے کاملین کے متعلق یہ کہنا کہ وہ یہ نہیں جانتے وہ نہیں جانتے کس قدر نادانی ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

این حکیمان جہاں دانشورند
برمقام تو زتو واقف تراند
پس طبیانِ الٰہی در جہاں
چوں ندا نندا ز تو اسرار نہاں
حال تو دانند یک یک موبمو
زانکہ پر ہستند از اسرار ہو

یعنی یہ جسمانی معالج تیری بیماری پر تجھ سے زیادہ واقف ہیں ان کی نظر میں اتنی وسعت ہے کہ جہاں تمہاری نظر نہیں پہنچتی ان کی پہنچ جاتی ہے پھر جو روحانی معالج ہیں وہ مخفی بھید کیوں نہ جانتے ہوں گے کیونکہ وہ اسرار ہو سے پُر ہیں۔ ان اللہ والوں کی نظر کی وسعت کا کیا کہنا، سب دنیا بعطاء الٰہی ان کے پیش نظر رہتی ہے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللهِ جَمْعًا كَخَرْدَلَةٍ عَلٰى حكْمِ التِّصَالِیْ (قصیدہ غوثیہ)

تمام ممالک الٰہیہ میری نگاہ پاک میں ایک رائی کے مانند ہیں اور میں دیکھ رہا ہوں۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

کامل مرشد ایسا ہووے جہڑا دھوبی وانگن چھٹے ہو
نال نگاہ دے پاک کریندا وچہ سجی صابون نہ گھتے ہو
میلیاں تھیں کردیندا چٹا وچہ ذرہ میل نہ رکھے ہو

نبیاں کو ہاں تو مرشد وسدا تے وچہ نگاہ دے رکھے ہو
ایسا مرشد ہووے حضرت باہو جھڑا لوں لوں دیوچہ وسے ہو(چنبے کی بوٹی)

روحانی صفائی

حضرات! جس طرح کچھ بیماریاں جسم کی ہیں اور کچھ بیماریاں روح کی ہیں اسی طرح کچھ گندگیاں جسم کی ہیں اور کچھ گندگیاں روح کی ہیں جسم کی گندگیاں وہ چیزیں ہیں جن سے جسم گندہ ہو جاتا ہے جیسے بول و براز وغیرہ اور دیگر نجاستیں اور روح کی گندگیاں وہ چیزیں ہیں جن سے روح گندی ہو جاتی ہے وہ کفر، شرک، جھوٹ، مکروفریب اور سب غیر شرعی حرکات ہیں ان سے روح گندی ہو جاتی ہے اگر آپ کے جسم پر کوئی میل یا نجاست لگ جائے تو آپ فوراً اسے صاف کرنے کی کوشش کرتے ہیں اسی طرح ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنی روح کو گندہ نہ ہونے دے جسم پر گند لگ جائے تو پانی سے دھویا جاتا ہے اور اگر روح پر گند لگ جائے تو اس کا پانی توبہ ہے توبہ کرتے ہوئے جو شرم وندامت سے گنہگار کی آنکھ سے آنسو بہتے ہیں وہ دل کی ساری میل کچیل دور کر دیتے ہیں مولانا روم فرماتے ہیں کہ

ہر کجا آبے رواں غنچہ شود
ہر کجا اشکے رواں رحمت شود

جہاں پانی بہتا ہو وہاں پھول اور غنچے اگتے ہیں اور جہاں خوف خدا کی وجہ سے آنسو جاری ہوں وہاں رحمت کے پھول اگتے ہیں عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جسم کی بیماریوں کے طریقہ کار مختلف ہیں یہ ایلوپیتھک طریقہ علاج ہے یہ ہومیو پیتھک طریقہ علاج ہے یہ طب یونانی طریقہ علاج ہے اسی طرح روح کی بیماریوں کے بھی علاج ہیں ان کا نام بزرگوں نے رکھ دیا ہے یہ طریقہ نقشبندیہ ہے یہ چشتیہ ہے یہ قادریہ سلسلہ ہے وظائف کے طریقہ کار میں تبدیلی ہے مگر مقصود سب کا روحانی بیماریوں کا علاج ہے۔

اگر علاج میں غفلت ہو

جس آدمی کا جسم بیمار ہو اور وہ علاج میں غفلت کرے تو اس کا آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ انسان اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ ایک آدمی دل کا مریض ہے نہ علاج کرواتا ہے نہ

پرہیز کرتا ہے نتیجتاً وہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ جس طرح جسمانی بیماریوں کو نظر انداز کرنے والا شخص جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اسی طرح روحانی بیماریوں سے غفلت برتنے والا موت کے وقت ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ جسمانی بیماریوں سے غفلت ہوئی تو جسم قبر میں چلا جائے گا موت کے منہ میں چلا جائے گا اور اگر روحانی بیماریوں سے غفلت ہوئی تو انسان جہنم کے منہ میں چلا جائے گا۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ جس طرح جسمانی بیماریوں کا پتہ چلتے ہی فوراً ہم کسی اچھے حکیم یا ڈاکٹر یا سرجن کے پاس جاتے ہیں خصوصی دوائی لیتے ہیں اور اس کی ہدایت کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔

اگر بلڈ پریشر کا مریض ڈاکٹر کے کہنے پر نمک کھانا چھوڑ سکتا ہے شوگر کا مریض ڈاکٹر کے کہنے پر چینی چھوڑ سکتا ہے کیسٹرول کا مریض ڈاکٹر کے کہنے پر چربی والی چیزیں کھانا چھوڑ سکتا ہے تو روحانی مریض کسی عالم دین یا شیخ کامل کے کہنے پر خلاف سنت عمل کو کیوں نہیں چھوڑ سکتا۔ اس کو بھی ایسے تمام اعمال چھوڑ دینے چاہئیں جن کی وجہ سے انسان کی روح بیمار ہے اور انسان پریشانی میں مبتلا ہے۔ جسمانی بیماری ہو تو جسم کو سکون نہیں ہوتا روحانی بیماری ہو تو دل کو سکون نہیں ہوتا۔ دنیا کے بڑے بڑے امیر آدمی جن کے پاس کاریں ہیں بہاریں ہیں کوٹھیاں ہیں جو چاہتے ہیں کھاتے ہیں پیتے ہیں مگر دل میں چین نہیں راتوں کو سکون کی نیند نہیں بلکہ نیند کی گولیاں کھا کر سوتے ہیں۔ اسی طرح جو انسان روحانی مریض ہوتا ہے اس کے دل کو سکون نہیں ہوتا اس کا ضمیر اس کو بار بار متنبہ کر رہا ہوتا ہے اور کہہ رہا ہے کہ تم یہ کیا کر رہے ہو وہ اپنی نگاہوں میں خود مجرم ہوتا ہے۔ دانشمندی یہی ہے کہ ہر روحانی بیماری کا علاج کروائیں اور جسمانی بیماریوں کا بھی علاج کروائیں۔

شریعت کے دو حکم

شریعت مطہرہ میں کچھ ایسے کام ہیں جن کو کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کو مامورات کہتے ہیں اور کچھ ایسے کام ہیں جن کو نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کو منہیات کہتے ہیں۔ پوری شریعت کے اعمال کا اگر جائزہ لیں تو دو حصے ہی بنیں گے کچھ مامورات کہلائیں گے اور کچھ منہیات کہلائیں گے۔ وہ تمام اعمال جن کا تعلق مامورات سے ہے یا منہیات سے اور ان کا

ظاہر کے ساتھ ہے ہم ان کو فقہ الظاہر کہتے ہیں اور جن اعمال کا تعلق مَنْ سے ہے خواہ وہ مامورات ہوں یا منہیات ان تمام کا نام فقہ الباطن ہے یا دوسرے لفظوں میں علم الاحسان ہے۔

تصوف کیا ہے

آج کے زمانہ میں لوگوں نے آسانی کی خاطر اس کو تصوف کہنا شروع کر دیا ہے۔ جو لوگوں کو آسان لگتا ہے وہ ہی کہنا اور بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ تاہم اس کو تزکیہ بھی کہتے ہیں اور احسان بھی کہتے ہیں۔ مقصود یہ ہے کہ باطن کے وہ تمام اعمال جو کرنے ہیں یا نہیں کرنے ان کے مجموعہ کو علم الاحسان کہا جاتا ہے۔ لہٰذا جو شخص اپنا علاج کروانا چاہتا ہے اس کو چار چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

پہلی بات یہ کہ اپنے آپ کو مریض سمجھے جو بندہ اپنے آپ کو مریض بھی نہ سمجھے اس کی بیماری کا علاج کیسے ہو؟

دوسری بات یہ کہ وہ طبیب کے پاس جائے علاج کروائے اور ہدایات لے جو وہ ہدایات دیں ان پر عمل کرے دوائی کھائے اور ساتھ پرہیز بھی کرے۔ اگر آپ نزلے کی دوائی کھا رہے ہیں اور ساتھ آئس کریم بھی کھا رہے ہیں شربت پی رہے ہیں تو آپ کا نزلہ جلدی ختم نہیں ہوگا۔ اس لئے پرہیز ضروری ہے۔ جب تک پرہیز نہیں کریں گے شفاء مشکل ہے۔

خلاصہ

مندرجہ بالا کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو مریض سمجھے اور طبیب کی طرف رجوع کرے دوائی استعمال کرے اور پرہیز بھی کرے۔ جس طرح جسمانی بیماریوں کے لئے یہ چار نکات ہیں اسی طرح روحانی بیماریوں کے لئے بھی چار نکات ہیں۔

پہلی بات یہ کہ اپنے آپ کو باطن کا مریض سمجھے، اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم اپنے آپ کو باطن کا مریض کیسے سمجھیں اس کا ایک آسان ٹیسٹ ہے۔ دنیا میں ٹیسٹ ہوتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ شوگر ہے یا نہیں ہیپاٹائٹس سی ہے کہ بی ہے اس طرح روحانیت کے

ٹیسٹ ہیں جب کسی انسان کے دل میں غیر محرم کی طرف میلان اور رجوع پیدا ہوا اس کو گناہ کی طرف مائل کرے تو یہ اس کے دل کے مریض ہونے کی علامت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَيَطْمَعَ الَّذِىْ فِىْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ (پ۲۲)

طمع کرے گا وہ بندہ جس کے دل کے اندر مرض ہے۔

آپ مسجد سے نکلے ہیں راستے میں طبیعت ادھر ادھر دیکھنے کو چاہتی ہے اور آنکھ غیر محرم کی طرف اٹھ جاتی ہے تو قرآن پاک نے بتلا دیا کہ غیر کی طرف شہوت بھری نظر کا اٹھنا دل کی بیماری کی علامت ہے۔

اگر دل بیمار ہے تو پھر اس کا علاج ضروری ہے ورنہ یہ بیماری عمر کے ساتھ گھٹے گی نہیں بلکہ بڑھے گی اور نقصان کا سبب بن جائے گی۔

تزکیہ کی اہمیت

ہر لحاظ سے اپنے من کو صاف کرنا اور صاف رکھنا قرآن کریم نے اس کو تزکیہ نفس کہا ہے ارشاد رب العالمین جل جلالہ ہے

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى (پ۳۰)

جو پاک اور صاف ستھرا ہو گیا وہ مراد کو پہنچ گیا۔

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے صفائی اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو نجات یافتہ اور مراد پا لینے والے فرمایا ہے۔ اسلام آپ کے جسم کو صاف وستھرا دیکھنا چاہتا ہے تو وہ آپ کی روح کو بھی تمام گندگیوں سے پاک دیکھنا چاہتا ہے۔ اسلام ہم سے ظاہری اور باطنی صفائی کا طالب ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ طہارت کے چار مرتبے ہیں۔ یہ کہ انسان اپنے جسم اور کپڑوں کو تمام گندگیوں سے پاک رکھے۔ اپنے دل کو بری عادتوں سے پاک رکھے اور اپنے دل کو ماسوائے خدا تعالیٰ کے خیال سے خالی رکھے۔ یہ ہے اسلام کی کامل طہارت اور پاکیزگی۔

برادران عزیز

اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جس نے ظاہری اور باطنی صفائی کی تعلیم دی ہے۔ اسلام کے سوا دوسرا کوئی ایسا مذہب نہیں جس میں ایسی پاکیزہ تعلیم ہو۔ بعض مذاہب نے کسی حد تک دل کی صفائی پر تو زور دیا مگر جسم کی صفائی کو نظر انداز کر دیا کیونکہ ان کے نزدیک اخلاق کا تعلق دل سے ہے حالانکہ دل و دماغ اور جسم کا ایک دوسرے سے ایسا گہرا اور مضبوط تعلق ہے کہ لازمی طور پر ایک دوسرے کا اثر قبول کرتا ہے اور طہارت جسمانی کا اثر تصفیہ قلب پر ضرور پڑتا ہے جسم کی صفائی کے بغیر دل کی صفائی مشکل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (پ۲۹)

اپنے رب کی بڑائی بیان کرو اور اپنے کپڑوں کو پاک کرو اور

حدیث پاک میں ہے۔

بُنِيَ الدِّيْنُ عَلَى النَّظَافَةِ دین کی بنیاد پاکی اور نفاست پر ہے

اور پھر دیکھئے حضور سید المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے ہوئے جو دعائیں مانگتے تھے ان میں ایک دعا یہ بھی ہے کہ

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُطَهِّرِيْنَ ۔

اے اللہ تو مجھے توبہ کرنے والوں اور طہارت چاہنے والوں میں شامل کر دے۔

توبہ استغفار باطنی طہارت ہے اور وضو و غسل ظاہری طہارت ہے اسلام نے ان دونوں کو ساتھ ساتھ رکھا ہے۔ اسلام کا اصل مقصد تو روحانی صفائی ہے لیکن روحانی صفائی کے لئے جسمانی صفائی ضروری ہے اس لئے اسلام نے اس کی بھی بڑی تاکید فرمائی ہے۔

در ہمہ اقوال و احوال اے فتا
قبلہ خود ساز خلق مصطفےٰ

اللہ ارحم الرحمٰن مالک یوم الدین جل جلالہ نے تزکیہ پر کامیابی ملنے کا تذکرہ کرتے وقت قرآن پاک میں سات قسمیں یکے بعد دیگرے کھائی ہیں قرآن مجید میں کسی دوسری چیز

کی اہمیت کو بتانے کے لئے اتنی قسمیں نہیں کھائی گئیں فرمایا کہ

وَ الشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۝ وَ النَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ۝ وَ الَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ۝ وَ السَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ۝ وَ الْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ۝ وَنَفْسٍ وَّ مَا سَوّٰهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰهَا ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝ وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝ (پ۳۰)

سورج اور اس کی روشنی کی قسم اور چاند کی جب اس کے پیچھے آئے اور دن کی جب اسے چمکائے اور رات کی جب اسے چھپائے اور آسمان اور اس کے بنانیوالے کی قسم اور زمین اور اس کے پھیلانے والے کی قسم اور جان کی اور اس کی جس نے اسے ٹھیک کیا پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری دل میں ڈالی بیشک مراد کو پہنچایا جس نے اسے ستھرا کیا وہ نامراد ہوا جس نے اسے معصیت میں چھپایا۔ (کنزالایمان)

حضرات گرامی! احکم الحاکمین جل جلالہ نے متواتر مسلسل سات قسمیں کھا کر فرمایا کہ جو تزکیہ حاصل کرے گا کامیاب ہوگا اور جو نہیں کرے گا وہ ناکام رہے گا۔

غور کیجئے کہ من کو صاف کرنا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے ہاں کتنی اہمیت رکھتا ہے اور کتنی تاکید کی گئی ہے۔

تعلیمات اور کیفیات

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو علم اور اعمال امت کو سکھائے ان کو تعلیمات نبوی کہا جاتا ہے اور دعا مانگتے وقت حضور علیہ السلام کے قلب مبارک میں جو خشوع تھا جو عاجزی وانکساری اور للھیت تھی اس کو کیفیات نبوی کہا جاتا ہے یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں دیکھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے جو دعا نکل چکی اس کی قبولیت میں کوئی شک نہیں وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مستجاب ہے۔ وہی دعا جب آج ہم مانگتے ہیں تو قبولیت کے آثار نظر نہیں آتے الفاظ میں تو کوئی فرق نہیں صرف کیفیات میں فرق ہے مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جب کوئی مردے کا معاملہ ہوتا تو وہ فرماتے تھے۔ قم باذن

اللہ۔ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردہ زندہ ہو جاتا تھا یہی الفاظ ہم اگر کہیں تو مردہ نے زندہ کیا ہونا کوئی۔ دیا ہوا بندہ بھی نہیں جاگتا۔ فرق کیا ہے الفاظ تو وہ ہی ہیں مگر کیفیت وہ نہیں۔ اس لئے نتیجہ حسب منشاء نہیں مل رہا۔ کسی نے کیا خوب کہا کہ

آج بھی ہو گر ابراہیم سا ایمان پیدا

آگ کر سکتی ہے انداز گلستان پیدا

سلف صالحین بالخصوص صحابہ کرام علیہم الرضوان تعلیمات نبوی اور کیفیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث تھے دونوں نعمتیں ان کو ملیں۔ وہ کمال رکھنے والی شخصیات تھین ان کے پاس وہ علم بھی تھا اور وہ کیفیت بھی تھی محبوب کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے تقویٰ کی کیفیت، توکل کی کیفیت، خشوع کی کیفیت، خوف خدا اور محبت الٰہی کی کیفیت ان کے پاس یعنی جو تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور کیفیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تھیں وہ ان کے عالم، عامل اور وارث تھے۔

وقت کے ساتھ ساتھ وہ کمال والا زمانہ رہا نہ شخصیتوں میں اتنی استعداد رہی کہ دونوں نعمتوں کو حاصل کرسکیں۔ اس لئے ایک لائن تعلیمات نبوی والی بن گئی جنہیں مدارس کہا جاتا ہے جو تعلیمات نبوی حاصل کرنا چاہے اس کو مدارس میں جانا پڑے گا قرآن پاک پڑھے تفسیر پڑھے حدیث پڑھے فقہ پڑھے دیگر علوم عقلیہ ونقلیہ پڑھے دین سیکھے یہ تعلیمات نبوی کی جگہ ہے۔

ایک تھی کیفیات نبوی آہستہ آہستہ امت کے مشائخ، شب زندہ دار، خالق و مالک کے مقبول و برگزیدہ بندے اس کے سپیشلسٹ بنتے چلے گئے۔ ایسی جگہوں کو آج کے زمانہ میں خانقاہیں۔ آستانے اور دربار کہتے ہیں۔

اگر کوئی چاہے

اگر کوئی آدمی اپنی اصلاح چاہے کہ میری کوتاہیاں ختم ہو جائیں اور میں سنور جاؤں مجھے فلاح دارین حاصل ہو جائے تو اس کو مشورہ دیا جائے گا کہ بھائی کسی شیخ کامل متبع شریعت صحیح العقیدہ کے پاس جاؤ وہ بزرگ تمہیں ملیں گے اور تمہاری تربیت کریں گے تاکہ تم کامیاب

وکامران ہوسکو۔ایک عالم کسی اللہ والے کے بیعت ہو گئے لوگوں نے کہا تم تو خود بہت بڑے عالم تھے تمہیں بیعت ہونے کی کیا ضرورت تھی تو انہوں نے کہا کہ مدرسہ میں رہتے ہوئے مٹھائیوں کے نام یاد کیے تھے پڑھے تھے ان مٹھائیوں کا ذائقہ چکھنے کے لئے بزرگوں سے بیعت کی ہے نماز پڑھنے کا طریقہ تو مدارس میں سکھا دیا جاتا ہے مگر نماز اس طرح پڑھی جائے تو اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ اس کے لئے بزرگوں کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

صحبت صالحین

ایک رنگ ہوتا ہے اور کچھ رنگ فروش ہوتے ہیں (رنگ تقسیم کرنے والے) اور کچھ رنگ ریز ہوتے ہیں (رنگ چڑھانے والے) کتاب وسنت یہ رنگ ہے۔

ارشاد باری ہے

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً (پ ۱)

علماء کرام رنگ فروش اور مشائخ عظام رنگ ریز ہیں۔

اسی لئے حکم ربی ہے کہ

ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ (پ ۱۱) حکم دیا جارہا ہے کہ تم سچوں کے ساتھ رہو اسی میں کامیابی ہے۔

مولانا جلالدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گر تو سنگ خارہ مرمر شوی
چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی
صحبت صالح ترا صالح کندہ
صحبت طالع ترا طالع کند
صحبت عالم ترا عالم کند
صحبت ظالم ترا ظالم کند
چوں شوی دور از حضور اولیاء
درحقیقت گشتہ دور از خدا

گر تو خواہی ہمنشینی باخدا

تو برو اندر حضور اولیاء

یعنی اگر تو سنگ خارہ ناچیز پتھر ہے تو اولیاء کے فیض صحبت سے سنگ مرمر بن جائے گا بلکہ صاحب دل کی صحبت کی برکت سے گراں بہا موتی بن جائے گا یعنی ولی بن جائے گا۔ نیک صحبت تجھے نیک اور بد صحبت تجھے بد بنا دے گی۔ عالم کے پاس بیٹھو گے تو عالم بن جاؤ گے ظالم کے پاس بیٹھو گے تو ظالم بن جاؤ گے اور جب تو اولیاء اللہ سے بوجہ کبر نفس اور وساوس شیطانی دور ہو جاتا ہے تو درحقیقت خدا تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے۔ اگر تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچنا چاہتا ہے تو ولیوں کی بارگاہ میں حاضر ہو جا تجھے خدا مل جائے گا۔

دھوبی بخشا گیا

مولوی اشرفعلی تھانوی افاضات الیومیہ ص ۲۹/۲ میں لکھتے ہیں کہ ایک دھوبی کا انتقال ہوا جب دفن کر چکے تو منکر نکیر نے آ کر سوال کیا مَنْ رَّبُّكَ، مَا دِيْنُكَ، مِنْ هٰذَا الرَّجُل وہ جواب میں کہتا ہے کہ میں غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دھوبی ہوں (فی الحقیقت یہ جواب اپنے ایمان کا اجمالی بیان تھا کہ میں ان کا ہم عقیدہ جوان کا خدا وہ میرا خدا جوان کا دین وہ میرا دین) اسی پر دھوبی کی نجات ہوگئی۔ (کنز العرفان ص ۱/ ۵۰)

احسان کیا ہے

شمع رسالت کے پروانے محبوب دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان حاضر خدمت تھے کہ ایک شخص دربار رسالت میں حاضر ہوئے چہرہ بڑا تر و تازہ بال بڑے سیاہ اور صاف کپڑے پہنے ہوئے تھے سفر کے نشانات اور تھکن وغیرہ کے آثار نہیں تھے لیکن ہم اس کو جانتے نہ تھے وہ آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے رکبتہ الی رکبتین انہوں نے اپنے یہ گھٹنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں کے ساتھ لگا لیے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سوالات پوچھے آپ نے اس کو ان کے جوابات دیئے اس نے پھر پوچھا۔ ما الایمان...... ایمان کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے اس کا جواب دیا اللہ تعالیٰ

پر ایمان لانا۔ اس کے رسولوں پر ایمان لانا وغیرہ تو اس اس نے کہا صدقت...... آپ نے سچ کہا۔ صحابہ کرام حیران تھے کہ خود ہی سوالات کرتا ہے اور پھر خود ہی تصدیق بھی کر دیتا ہے پھر اس نے سوال کیا مَا الاسلامُ ...... اسلام کیا ہے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز پڑھنا کچھ اعمال بھی بتائے تو اس نے کہا صدقت آپ نے سچ کہا۔ پھر اس نے سوال کیا مَا الْاِحْسَانُ ...... احسان کیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا: اَنْ تَعْبُدَ اللہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرو کہ جیسے تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو فان لم تکن تراہ اگر یہ کیفیت حاصل نہیں کہ تم اسے دیکھتے ہو...... فانہ یراہ...... پھر یوں کرو کہ جیسے اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہے ہیں۔ یہ مقام احسان ہے۔

یہ جو مقام احسان ہے۔ کیفیت ہے کہ ساری زندگی انسان ایسے گذارے کہ ہر وقت دل میں یہ کیفیت ہو کہ جیسے اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ میں اس کی نظر میں ہوں یہ کیفیت احسان کہلاتی ہے۔

پھر علامات قیامت کا سوال کیا آپ نے وہ بھی جواب ارشاد فرمایا جب وہ فارغ ہو کر چلا گیا تو آپ علیہ السلام نے پوچھا جانتے ہو یہ کون تھا انہوں نے عرض کیا اللہ ورسولہ اعلم اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتے ہیں کہ یہ کون تھا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھٰذَا جِبْرَائِیْلُ یہ جبرائیل تھا اَتَاکُمْ یُعَلِّمُکُمْ دِیْنَکُمْ تمہیں تمہارا دین سکھانے کے لئے آئے تھے (مشکوٰۃ شریف)

اب بتائیے کہ یہ جو تیسرا سوال ہے مَا الْاِحْسَان ...... یہ داخل دین ہوا کہ نہیں اَتَاکُمْ یُعَلِّمُکُمْ دِیْنَکُمْ تمہیں تمہارا دین سکھانے کے لئے۔ معلوم ہوا کہ اس کیفیت کو حاصل کرنا جس سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی حضوری نصیب ہو جائے مصیبت کی کیفیت کا استحضار ہر وقت دل کے اندر رہے۔ اس کو علم الاحسان کہتے ہیں۔

حضرات گرامی! کچھ باتیں ہوتی ہیں ماننے کی جیسے اللہ کو ماننا، نبی علیہ السلام کو ماننا۔ ملائکہ کو ماننا آخرت کو ماننا جنت اور جہنم کو ماننا تقدیر کو ماننا ان سب کو ایمانیات کہتے ہیں۔ کچھ باتیں ہوتی ہیں کرنے کی جن کا تعلق اعمال سے ہوتا ہے مثال کے طور پر نماز پڑھو، روزے

رکھو، زکوٰۃ ادا کرو، خوش اخلاقی سے پیش آؤ یہ سب کرنے کی باتیں ہیں۔

کچھ ہوتی ہیں باتیں سمجھنے کی یعنی ہر وقت یہ سمجھ کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوں جب یہ کیفیت نصیب ہو جائے تو بندہ گناہ کی طرف قدم نہ بڑھائے گا۔

اللہ دیکھ رہا ہے

باپ بیٹا کہیں جا رہے تھے کہ انگور کا باغ نظر آیا پھل پکا ہوا تھا باپ کا دل چاہا کہ انگوروں کا خوشہ توڑ کر کھالوں اس نے بچے کو راستے پر کھڑا کیا کہ جب کوئی آئے دیکھنے والا تو مجھے بتا دینا اور خود باغ کے اندر چلا گیا انگور توڑنے کے لئے جیسے ہی درخت کے پاس پہنچا اور اس نے ہاتھ بڑھائے کہ میں انگوروں کو توڑوں۔ ادھر سے بچے نے چلانا شروع کر دیا یا ابی یا ابی یا ابی اے ابا جان اے ابا جان کوئی ہمیں دیکھ رہا ہے۔ باپ ڈر کر آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ نہ بندہ اور نہ بندہ کی ذات۔ بچے سے پوچھا کہ تو نے کیوں شور مچایا ہوا ہے اس نے کہا کہ ابا جان ہمیں بندے نہیں دیکھتے بندوں کا پروردگار دیکھ رہا ہے۔

تصوف کیا ہے؟

تصوف خالص قرآنی ایمانی چیز ہے قرآن مجید نے اس کو تزکیہ کا نام دیا ہے کہ تم نفس کا تزکیہ کرو اس نفس کے تزکیہ کو آج اصلاح اور تصوف کہتے ہیں حدیث پاک نے اس کو احسان کا نام دیا ہے۔ قرآن و حدیث سے یہ چیزیں ثابت ہیں۔ وقت کے مطابق طریقہ کار میں تبدیلی آتی رہتی ہے جیسے آج کوئی بندہ چاہے کہ میں علم پڑھوں تو کیا کہیں گے؟ بھائی چلو درس نظامی پڑھو۔ یہ درس نظامی کا لفظ کہاں سے آیا۔ صحابہ کرام کے دور میں یہ نام ہی نہیں تھا یہ تو علماء کرام نے نصاب ترتیب دیئے ہیں بخاری شریف مسلم شریف نسائی شریف ترمذی شریف کوئی جانتا ہی نہیں تھا اصول وہی جو قرآن نے بتایا مگر یہ تدوین بعد میں ہوئی۔ اسی طرح ما الاحسان کی تفصیل میں تصوف و سلوک کا اصول دے دیا گیا۔ آگے ذکر کا طریقہ آج کے دور میں کسی صاحب شریعت صاحب نسبت کے ساتھ تعلق رکھنا ایمان کے لئے ڈھال کی حیثیت رکھتا ہے۔ بزرگ فرماتے ہیں کہ جس کا تعلق صحیح ہوگا وہ ایمان سے محروم نہ ہوگا ایمان سے محروم وہی ہوگا جس کا کہیں تعلق نہیں ہوگا شیطان ایسوں کو آسانی سے اچک لیتا

ہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء کی تشریح

ایک مرتبہ مفتی محمد شفیع صاحب کے ذہن میں خیال آیا کہ مولانا روم نے جو یہ شعر کہا ہے کہ

یک زمانہ صحبت با اولیاء

ایک لمحہ اولیاء کی صحبت میں گزارنا

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

سوسال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سوسال کی بے ریا عبادت سے ایک لمحہ اولیاء کی صحبت افضل ہے۔ مفتی صاحب اپنے بزرگ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے پاس گئے اور اس شعر کے متعلق سوال کیا تو تھانوی صاحب نے کہا شعر ٹھیک ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے

یک زمانہ صحبت با اولیاء

بہتر از لکھ سالہ طاعت بے ریا

مفتی صاحب حیران ہوئے کہ آپ نے تو لکھ سال کہہ دیئے یہ کیسے؟ تو تھانوی صاحب نے جواب دیا کہ شیطان نے لاکھوں سال عبادت کی ایک وقت آیا ٹھکرادی گئی۔ ایک شخص نے تین سوسال عبادت کی مگر ایک کام کے ارتکاب سے ضائع ہوگئی۔ انسان جتنی بھی عبادت کرے گارنٹی کوئی نہیں کہ انجام کیسا ہو۔ لیکن ایک عمل ایسا ہے جس کی گارنٹی مل رہی ہے وہ گارنٹی کوئی مولوی نہیں دے رہا۔ یہ وہ ذات کریم دے رہی ہے جو ہمیشہ حق کہتے رہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ والے وہ لوگ ہیں هُمْ رِجَالٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ جن کے پاس بیٹھنے والا بد بخت نہیں ہوتا۔

شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ بد بخت وہ ہوتا ہے کہ جو ایمان سے محروم ہو جائے اولیاء کرام کے پاس بیٹھنے والا ایمان سے محروم نہیں ہوسکتا اور وہ بد بخت بھی نہیں ہوسکتا۔

معلوم ہوا کہ اہل اللہ کی محبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ ایمان پر موت عطا فرماتا ہے

اس لئے لاکھوں سال کی عبادت ایک طرف اور اہل اللہ کی محبت وصحبت چند لمحوں کی ایک طرف۔

اعمال کا دارومدار نیت پر

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف کی ابتداء محبوب کونین امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان ذیشان سے کی

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

حضرات گرامی! نیت کو ٹھیک کرنا کون سکھاتا ہے؟ مشائخ سکھاتے ہیں۔ مدارس میں تو حدیث کا ترجمہ پڑھایا جاتا ہے جب کوئی کہے کہ میں نیت کیسے ٹھیک کروں تو کہا جائے گا کہ اللہ والوں سے اپنا روحانی تعلق قائم کرو وہ آپ کی تربیت کریں گے کہ نیت کیسے درست کرنی ہے اور ہر کام میں اللہ کی رضا مدنظر رکھنی ہے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ پورے آٹھ سال میں نے محنت کی اور ایک چیز سیکھی پوچھا گیا کیا سیکھا تو کہنے لگے کہ ہر کام اللہ کی رضا کے لئے کرنا چاہیے۔

ایک شخص نے نیا مکان تعمیر کیا اور کسی اللہ والے کو مکان دکھانے کے لئے مکان پر لے گیا انہوں نے مکان دیکھا جب روشن دان پہ آئے تو پوچھا یہ کیا ہے اور کیوں لگایا ہے۔ تو عرض کیا گیا کہ یہ روشندان ہے اس سے مکان ہوادار اور منور ہوگا اور خوبصورتی میں اضافہ ہو گا۔ اللہ والے نے کہا کہ اگر تو نیت یہ کر لیتا کہ مکان بند ہے باہر کی آوازیں نہیں آتیں میں روشندان اس لئے رکھوا رہا ہوں کہ جو بندہ اندر بیٹھا ہوگا اس کو مسجد کی آذان کی آواز آسانی کے ساتھ پہنچ جائے گی۔ ہوا اور روشنی مفت میں مل جاتی روشندان بنانے پر اللہ کریم سے ثواب بھی مل جاتا۔ یہ اچھی اچھی نیت سکھانا مشائخ کا کام ہے۔

ہندوستان میں اسلام مشائخ کے ذریعہ سے آیا اور علماء کرام نے اسے محنت کر کے چمکایا اس لئے طریقت وشریعت جدا جدا نہیں ہیں بلکہ لازم وملزوم ہیں اگر یوں کہہ لیں کہ طریقت شریعت کی خادمہ ہے تو بھی بجا ہے۔

جس بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت آجاتی ہے اس کا تزکیہ نفس ہو جاتا ہے پھر اس کو زندگی گزارنی آسان ہو جاتی ہے۔ سالک کو بے اختیار شریعت پر عمل کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔ جن چیزوں سے شریعت نے کراہت کا حکم دیا ہے انسان کے طبیعت بھی ان سے کراہت کرنے والی بن جاتی ہے۔ یہ نعمت تصوف، ذکر اور سلوک کے ذریعہ سے ملتی ہے۔

تصوف کا مقصد

تصوف کا اصل مقصد یہ ہے کہ انسان کی رگ رگ اور ریشے ریشے سے گناہوں کا کھوٹ نکل جائے اس کا ہر کام مرضی الٰہی کے مطابق ہو اور اس کا ہر سانس ذکر الٰہی میں گزرے۔ یہ ہے تصوف کا مقصد۔ اگر کوئی نقشبندی ہے کوئی چشتی ہے کوئی اویسی ہے کوئی سہروری ہے کوئی قادری ہے کوئی شاذلی ہے کوئی نوشاہی ہے دل میں خدا کی یاد ہے تو سب کچھ ہے ورنہ کچھ بھی نہیں۔

گر تو می خواہی در دو عالم آبرو
یاد او کن یاد او کن یاد او

جو حضرات ذکر کے ذریعہ محنت کر لیتے ہیں ظاہر دیکھنے میں تو انسان ہوتے ہیں مگر ان کے اندر واقعی انسانیت کے کمالات آجاتے ہیں۔ جیسے مثال کے طور پر ایک ہوتا ہے گنا اور ایک ہوتا ہے بانس۔ شکل میں دونوں ایک جیسے مگر حقیقت میں بڑا فرق ہے ایک رس سے خالی اور دوسرا رس سے بھرا ہوا ایک پھیکا اور ایک سراپا مٹھاس۔ جس نے تربیت پالی وہ بھی انسان ہے اور جس نے تربیت نہیں پائی وہ بھی انسان ہے۔ ایک مثال بانس کی ہے اور دوسرے کی مثال گنے کی ہے۔ ایک اللہ کی محبت سے خالی اور ایک کا دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھرا ہوا ہے ان دونوں کے ذکر اذکار، صوم وصلوٰۃ، افعال واقوال، سیرت وکردار میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔

دل مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرض کہن کا چارہ

ایک وقت تھا کہ ہم رات کے آخری پہر میں اٹھتے ذکر وفکر اور نوافل میں مشغول

ہوتے الا اللہ کی ضربیں لگاتے سینوں میں دل کانپتے تھے۔ بقول کسے

تری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے
کھویا گیا ہے تیرا جذبہ قلندرانہ

آج وہ نعمت چھن چکی ہے۔ آج اس نعمت کو دوبارہ حاصل کرنے کی ضرورت ہے اس لئے آج ہم نمازیں پڑھتے ہیں حاضری ہوتی ہے حضوری نہیں ہوتی جب وہ محبت والا جذبہ آ جائے گا تو اللہ تعالیٰ حاضری کے ساتھ حضوری بھی عطا فرما دیں گے۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

باجھ حضوری نہیں منظوری توڑے پڑھن پے بانگ صلوتاں ہو
روزے نفل نماز گزارن توڑے جاگن ساریاں راتاں ہو
باجھوں قلب حضور نہ ہووے توڑے کڈھن سے زکواتاں ہو
باجھ فنا رب حاصل ناہیں حضرت باہو نہ تاثیر جماعتاں ہو

جب ہم سنتے ہیں کہ اشراق پڑھنے سے ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب ملے گا تو ہم بھی کوشش کرتے ہیں اس ثواب کے حصول کی وجہ سے۔ لیکن اگر محبت ہو تو پھر ثواب کی پرواہ نہیں ہوگی۔ ایک مجذوب صاحب فرماتے ہیں کہ

بندگی سے ہمیں تو مطلب ہے ہم ثواب و عذاب کیا جانیں
کس میں کتنا ثواب ملتا ہے عشق والے حساب کیا جانیں

اللہ الرحم الرحمٰن تواب الرحیم ہم سب کو اپنی اور اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و الفت و اطاعت نصیب فرماتے ہوئے اپنے کاملین کی معیت و رفاقت عطا فرمائے۔

یہ چند ملفوظات اپنی بارگاہ میں مستجاب کرتے ہوئے بندہ کے لئے کفارہ سیات و توشہ آخرت بنائے۔ آمین ثم امین

(ایں دعا از من و جملہ جہاں آمین باد)

وَمَا تَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ هُوَ حَسْبِىْ وَنِعْمَ الْوَكِيْل

اللہ کے نیک بندوں سے محبت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ سَيِّدُنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْاَخِلَّاۗءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ۔

ترجمہ: گہرے دوست اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے بجز ان کے جو متقی اور پرہیزگار ہیں۔ (پ۲۵)

تمام حضرات نہایت ذوق وشوق اور باآواز بلند درود شریف پڑھیں۔

آئینہ زندگی کا ہے فرمان مصطفٰے
سرچشمہ جہاں ہیں غلامان مصطفٰے
محشر میں مجھ کو گرمی محشر کا غم نہیں
کافی ہے مجھ کو سایہ دامان مصطفٰے
ان کو خدا سے پیار ہے ان سے خدا کو پیار
محبوب ہیں خدا کے محبان مصطفٰے
مفقود کس طرح ہوں اجالے جہان کے
قندیل مہر و ماہ ہے ایمان مصطفٰے

اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعزم شانہٗ واتم برہانہ ولا الٰہ غیرہ کی حمد وثنا کے بعد بے شمار ولا تعداد ہدیہ درود وسلام برذات سید الکائنات فخر موجودات اشرف البریات تاجدار عرب وعجم

فخر آدم و بنی آدم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثنا۔

حضرات! قیامت کے دن دنیا کے سارے رشتے ناطے بھائی چارے یارانے اور دوستیاں ختم ہو جائیں گی۔ ہر شخص رَبِّ نَفْسِیْ رَبِّ نَفْسِیْ پکار رہا ہوگا اور یہ چاہے گا کہ اس کے حصے کا عذاب بھی اس کے کسی دوست پر مسلط کر دیا جائے وہ ایک دوسرے سے بھاگنے کی کوشش کریں گے اور ایک دوسرے سے بیزاری کا اعلان کریں گے (سورہ عبس پ۳۰ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے) يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ یعنی اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنے بچوں سے۔ ہر شخص کو اس دن ایسی فکر لاحق ہوگی جو اسے (سب سے) بے پرواہ کر دے گی۔ عجیب افراتفری اور نفسا نفسی کا عالم ہوگا کسی کو دوسرے کی ہوش نہ ہوگی ہر ایک اپنی مصیبت میں پھنسا ہوگا۔ لیکن عین اس وقت وہ لوگ جو پرہیزگار تھے اور عمر بھر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے ان کی دوستی اس روز بھی سلامت رہے گی۔ چنانچہ امام مسلم نے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِيْ اَلْيَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِيْ ظِلِّيْ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّيْ۔

یعنی کہاں ہیں وہ آپس میں محبت کرنے والے؟ مجھے اپنے جلال کی قسم میں ان کو آج اپنے سائے کے نیچے جگہ دوں گا جبکہ میرے سائے کے بغیر اور کوئی سایہ نہیں ہے۔

بیہقی نے شعب الایمان میں یہ حدیث پاک ذکر کی کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ عَبْدَيْنِ تَحَابَّا فِى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاحِدٌ فِى الْمَشْرِقِ وَآخَرُ فِى الْمَغْرِبِ لَجَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ هٰذَا الَّذِىْ كُنْتَ تُحِبُّهٗ فِىَّ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دو بندے اللہ کے لئے ایک دوسرے سے

محبت کرتے تھے ان میں سے ایک مشرق میں ہو دوسرا مغرب میں رہتا تھا تو
قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو اکٹھا کرے گا اور فرمائے گا یہ وہ آدمی ہے جس
کے ساتھ تو میرے لئے محبت کرتا تھا (مظہری)

جو اللہ تعالیٰ کے لئے آپس میں محبت کیا کرتے تھے (بغیر دنیاوی لالچ کے) انہیں یہ مژدہ جانفزا سنایا جائے گا المرء مع من احب کہ روز حشر ہر آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اسے محبت تھی۔ غور فرمایئے کہ جب عشاق جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم صاحب لواء الحمد علیہ السلام کی سنگت و رفاقت میں ہوں گے تو پھر خوف اور حزن کیوں؟

انہی خوش نصیبوں کو کہا جائے گا کہ تم بھی جنت میں چلو اور تمہاری بیویاں بھی جنت میں چلیں۔ حضرت علامہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تجزون کی تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں اے تسرون یعنی تم اس روز اتنے خوش ہو گے کہ خوشی کی نشانیاں تمہارے چہروں اور آنکھوں سے نمایاں ہوں گی اور زجاج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تُحْبَرُوْنَ مَعْنَاهُ تُكْرَمُوْنَ اِكْرَامًا يُبَالَغُ فِيْهِ (لسان العرب) یعنی تمہیں اور تمہاری ازواج کو بڑی عزت سے جنت میں جانے کا اذن ملے گا۔ (تفسیر ضیاء القرآن پ ۲۵)

ہر محبّ اپنے محبوب کیساتھ ہوگا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتائیں کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سوال کرنے والے بتا تو نے قیامت کے لئے کیا تیار کر رکھا ہے؟ تو سائل نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ میرے پاس زیادہ نمازیں ہیں نہ زیادہ روزے ہیں اور نہ ہی زیادہ صدقات و خیرات ہیں۔

وَلٰكِنِّىْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ (بخاری شریف)

لیکن مجھے اللہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت ہے تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو روز محشر اسی کیساتھ ہوگا جس کے ساتھ تجھے محبت ہے۔

حضرات گرامی! جس کو جس سے محبت ہوگی کل قیامت کو وہ اسی کے ساتھ ہوگا۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت ہے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کل قیامت کو وہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں گے۔ ایک پنجابی شاعر نے خوب کہا کہ

جنہوں مل جائے قربت سوہنے دی اوہ رب دے نیڑے ہو جاندا اے
جہڑا ہووے دور محمد ﷺ توں او رب توں دور ہو جاندا اے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ایک قوم (اولیاء اللہ) سے محبت رکھتا ہے مگر ان کو پہنچ نہیں سکتا (یعنی ان کے علم وعمل کو) تو آپ نے فرمایا کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (مشکوٰۃ شریف) آدمی اسی کیساتھ ہوگا جس سے محبت برکھتا تھا، اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ این بشارت است مر دو ستداراں صلحاء و علماء و اتقیاء واولیاء راکہ امید است کہ فردا درزمرہ ایشان برخیز دوبا ایشاں باشند انشاء اللہ تعالیٰ (اشعۃ اللمعات) یعنی یہ خوشخبری ہے ان کے لئے جو صلحاء علماء اتقیاء اور اولیاء کو دوست رکھتے ہیں امید ہے کہ کل ان کا حشر ان کے زمرہ میں ہی ہوگا اور ان کے ساتھ رہیں گے۔

میں لجپالاں دے لڑ لگیاں میرے توں غم پرے رہندے
میری آساں امیداں دے سدا بوٹے ہرے رہندے

جو شخص بھی اللہ کی رضا کے لئے اس دنیا میں اللہ کے ولیوں سے محبت کرے گا وہ کل قیامت کو انہیں کے ساتھ ہوگا اور انشاء اللہ العزیز اس پُر خلوص محبت کی وجہ سے جنت میں انہیں کے ساتھ داخل ہوگا۔

حب درویشاں کلید جنت است
دشمن ایشاں سزائے لعنت است

یعنی: اللہ کے نیک بندوں کی محبت جنت کی کنجی ہے۔ اور ان کا دشمن لعنت کے قابل ہے۔

قرب خداوندی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص نے ایک مسلمان بھائی سے محض اَلْحُبُّ لِلّٰہِ ملنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ اس کی راہ میں بٹھا دیا اس فرشتے نے اس آدمی سے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے اس نے کہا فلاں گاؤں میں ایک مسلمان بھائی سے ملنے جا رہا ہوں فرشتے نے پوچھا کیا اس پر تمہارا کوئی حق ہے جس کے لئے تم جا رہے ہو تو اس شخص نے کہا کہ میں اس آدمی سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت رکھتا ہوں تو فرشتے نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں اور تیرے پاس خوشخبری لایا ہوں کہ جس طرح تو اس آدمی سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت رکھتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے محبت رکھتا ہے۔ (مشکوۃ شریف، ریاض الفاصحین ص ۲۰۴)

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہو جائے اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے محبت رکھے اور ان کی محفل و مجلس میں بیٹھا کرے۔ رومی فرماتے ہیں کہ

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا
او نشیند در حضورِ اولیاء

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

کسی ولی کامل کے پاس ایک گھڑی بیٹھنا سو سالہ بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔

شفاعت اولیاء

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن حساب و کتاب کے بعد جب جنتی جنت میں جا رہے ہوں گے ایک طرف دوزخی صف میں کھڑے ہو کر ان کو دیکھ رہے ہوں گے جب ان کے قریب سے کوئی اللہ کا نیک

بندہ (ولی) گزرے گا تو دوزخی اس ولی تو پہچان کر کہے گا کہ آپ نے مجھے پہچانا نہیں میں نے دنیا میں ایک مرتبہ آپ کو پانی پلایا تھا اور اسی طرح وَقَالَ بَعْضُهُمْ ان میں سے کوئی کسی دوسرے جنتی کو دیکھ کر کہے گا آپ نے مجھے پہچانا نہیں میں نے ایک مرتبہ آپ کو وضو کروایا تھا اسی طرح اور کئی دوزخی اللہ کے ولیوں سے عرض کریں گے۔

فَيَشْفَعُ لَهُ فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ (مشکوٰۃ شریف)

یعنی وہ نیک لوگ ان گنہگاروں کی شفاعت کریں گے جس سے ان کی بخشش ہو جائے گی۔

ہر مشکل دی کنجی یار ہتھ ولیا ندے آئی
ولی نگاہ کرے جس ویلے مشکل رہوے نہ کائی

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے کسی شخص کا جھگڑا دنیا میں اس سے زیادہ نہیں جو وہ اپنے پروردگار اارحم الرحمین جل جلالہ سے اپنے کسی مسلمان گنہگار کے لئے کرے گا جو دوزخ میں جائیں گ۔ یہ نیک بندے اللہ غفور الرحیم سے عرض کریں گے کہ تو نے ہمارے بھائیوں کو جو ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے روزے رکھتے تھے اور حج کرتے تھے انہیں جہنم میں ڈال دیا ہے اللہ رب العزت جل جلالہ فرمائیں گے اچھا تم جا کر جنہیں پہچانتے ہو انہیں دوزخ سے نکال لو وہ ان کے پاس جا کر ان کی شکلیں دیکھ کر انہیں پہچان کر نکالیں گے ان میں سے بعض کو آگ نے پنڈلیوں کے نصف تک پکڑا ہوا گا اور بعض کو ٹخنوں تک پکڑا ہو گا۔ اس کے بعد نیک لوگ عرض کریں گے الٰہی جن کا تو نے حکم دیا ہم نے ان کو نکال لیا ہے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ان کو بھی نکالو جن کے دل میں دینار کے برابر ایمان ہے۔ پھر حکم ہوگا ان کو بھی نکالو جن کے دل میں نصف دینار برابر ایمان ہے پھر حکم ہوگا ان کو بھی نکالو جن کے دل میں رتی برابر ایمان ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اب جس شخص کو یقین نہ ہو وہ یہ آیت پڑھ لے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ آخر تک اس کے معنی یہ کہ اللہ تعالیٰ شرک نہیں بخشے گا اور جسے چاہے بخش دے گا۔ (سنن نسائی شریف)

لج پال پریت نوں توڑ دے نئیں
جہدی باہنہ پھڑ دے انہوں چھوڑ دے نئیں

محبت اولیاء

حضرت قاسم بن منبہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے خوشخبری دی ہے کہ میں نے تجھے بخش دیا میں نے عرض کی یا اللہ جس جس نے مجھ سے محبت کی ہے ان سب کو بھی بخش دے تو رب العالمین جل جلالہ نے فرمایا۔

وَبِکُلِّ مَنْ اَحَبَّکَ (سچی حکایات بحوالہ شرح الصدور)

اور قیامت تک ہر اس شخص کو بخش دیا جس کو تجھ سے محبت ہے۔

لجپال پریت نوں توڑدے نئیں
جہدی بانھ پھڑ دے انہوں چھوڑ دے نئیں

تعظیم اور حیلہ

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ ایک نہر کے کنارے وضو کر رہے تھے اور کوئی دوسرا شخص آپ سے اوپر کی جانب بلندی پر وضو کر رہا تھا اس نے جب امام صاحب کو وضو کرتے دیکھا تو وہاں سے اٹھ کر تعظیم کے لحاظ سے نیچے اتر آیا اور آپ سے نیچے اتر کر وضو کرنے لگا جب وہ شخص فوت ہو گیا تو کسی نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا تو اس نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ نے اس امام صاحب کی تعظیم کے صلہ میں جو میں نے وضو کرتے وقت کی تھی مجھ پر رحمت فرمائی اور میری نجات فرما دی۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۲۶۲)

عزیزان گرامی! اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی تعظیم سے خوش ہوتا ہے اللہ والوں کی بے ادبی اور گستاخی سے ہر وقت ڈرنا اور بچنا چاہیے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے مقبول و محبوب برگزیدہ بندوں کی عقیدت و محبت نصیب فرمائے اور مکمل طور پر شریعت مطہرہ کی اتباع عطا

فرما کر زندگی گزارنے کی توفیق دے آمین۔

ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی آئی کہ فلاں بستی میں میرا ایک ولی فوت ہو گیا ہے آپ اسے غسل دو اور اس کا جنازہ پڑھ کر دفن کر دو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس بستی میں تشریف لے گئے استفسار پر پتہ چلا کہ وہ تو گنہگار آدمی تھا عرض کی مولیٰ لوگ اس کی گواہی اچھی نہیں دے رہے اللہ کریم نے فرمایا بے شک اے کلیم اللہ علیہ السلام یہ گنہگار تھا لیکن اس کی ایک ادا مجھے بہت پسند آئی اس لئے میں نے اسے بخش دیا جناب کلیم اللہ علیہ السلام نے عرض کی کہ مولیٰ اس کی کونسی ادا پسند آئی ہے تو خالق کائنات نے فرمایا کہ یہ ہر روز آسمان کی طرف منہ کر کے کہا کرتا تھا کہ اے میرے مولیٰ تو جانتا ہے اگرچہ میں خود تو نیک نہیں ہوں مگر میں تیرے نیک بندوں سے محبت کرتا ہوں۔

(نزہتہ المجالس ص ۱/۲۲۳، مقامات اولیاء ص ۲۱۹)

حب درویشاں کلید جنت است
دشمن ایشاں سزائے لعنت است

ترجمہ: اللہ کے نیک بندوں کی محبت جنت کی چابی ہے اور ان کا دشمن لعنت کے قابل ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک فرشتہ کو دیکھا میں نے پوچھا کیوں آئے ہو اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کے نام لکھنے آیا ہوں آپ نے فرمایا ان میں میرا نام بھی ہے کہ نہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں تو آپ نے فرمایا جب تو ان اللہ والوں کے نام لکھ لے تو نیچے یہ لکھ دینا کہ ابراہیم ان اللہ والوں سے محبت کرتا ہے تو فرشتے نے کہا کہ مجھے ابھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ ابراہیم کا نام سب سے پہلے لکھو۔

(مقامات اولیاء، نزہتہ المجالس ص ۱/۵۸)

الحب للہ کا منظر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کچھ ایسے ہیں نہ وہ انبیاء ہیں نہ وہ شہید ہیں لیکن قیامت کے دن

انبیاء اور شہداء ان کے مرتبے پر رشک کریں گے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہوں گے۔ فرمایا وہ لوگ خدا تعالیٰ کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہوں گے ان میں کوئی رشتہ داری نہیں اور نہ مال ہے کہ وہ ایک دوسرے کو دیتے ہوں اللہ کی قسم ان کے چہرے نورانی ہوں گے اور وہ نور کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے جب کہ لوگ ڈریں گے۔ نفسا نفسا پکاریں گے مگر وہ بے خوف اور بے غم ہوں گے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ (پ۱۱)

خبردار اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غم کھائیں گے (مشکوٰۃ شریف)

حضور فخر کونین مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

رجلان تحابا فی اللہ اجمعا علیہ یعنی وہ لوگ جو دنیاداری رشتہ داری نہ رکھتے ہوں صرف الحب للہ دوستی رکھتے ہوں ایک استاد کے دو شاگرد ہوں گے ایک پیر کے دو مخلص مرید ہوں یا اہل ورع و اتقا ہونے کی حیثیت سے آپس میں محبت کریں اور یہ فاضل ترین عبادت ہے حق تعالیٰ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دیتا ہے کہ وَجَبَتْ مُحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِیْنَ فِی اللّٰہِ ان لوگوں سے میری محبت واجب ہے جو دو آدمی آپس میں خاص خدا ہی کے لئے بلا کسی غرض و لالچ کے محبت کریں۔ اور ایک مقام پر آپ نے فرمایا: تَوَدُّوْا وَتَقَارَبُوْا آپس میں مودت کرو اس وسیلے سے بارگاہ الٰہی میں تقرب ڈھونڈو پھر فرمایا اَکْثِرُوْا مِنَ الْاَخْوَانِ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ کَرِیْمٌ اَنْ یُّعَذِّبَ عَبْدَہٗ بَیْنَ اَخْوَانِہٖ کثرت سے بھائی چارہ کرو ایک دوسرے سے باہم ہمدردی سے پیش آؤ۔ آپس میں ایمانی اتفاق پیدا کرو۔ پس اللہ تعالیٰ صاحب وجود و کرم ہے اور اس امر سے بے پرواہ ہے کہ وہ اپنے بندے کو اس کے بھائیوں کے سامنے عذاب کرے۔ وہ بڑا غیور غفار اور ستار ہے وہ دینی بھائیوں کے سامنے رسوا اور ذلیل نہ کرے گا۔ عذاب سے بچائے گا۔ علماء فضلاء، حفاظ فقراء اور اہل اللہ لوگوں کی خاطر خدمت ہر طرح سے کرتے رہو۔ انہیں اپنا بھائی بنائے رہو۔ جس کثرت سے دینی بھائی رکھو گے اسی قدر قیامت کے دن عزت اور آبرو حاصل کرو گے اور

عذاب وسوال سے نجات پاؤ گے۔

ابوادریس خولانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے آپ سے محض اللہ تعالیٰ کے لئے الفت ومحبت ہے کہ تم نیک اور متقی پرہیزگار ہو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا بھائی تمہیں بشارت ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن عرش کے اردگرد نور کی کرسیاں بچھی ہوں گی ان پر ایسے لوگ بیٹھے ہوں گے جن کی پیشانی کا نور آفتاب کی طرح چمکے گا۔ اس دن تمام لوگ خوف وہراس میں ہوں گے لیکن یہ لوگ خوش وخرم ہوں گے لوگ کہیں گے الٰہی کون لوگ ہیں ارشاد ہوگا: اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰہِ یہ مولیٰ کی رضا کے لئے آپس میں دینی محبت کرنے والے ہیں۔

ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ نے نزع کے وقت دعا کی کہ پروردگار تو جانتا ہے میری تمام عمر معصیت میں گزری مگر اہل عبادت واہل طاعت کو میں دوست رکھتا تھا ان کی محبت اور دوستی کو میرے گناہ ومعصیت کا کفارہ کا سبب بنادے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دینی دوست جو آپس میں خوش طبعی کرتے ہیں ان سے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے خزاں کے موسم میں درختوں کے پتے۔ اور سیدنا امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے مومنوں دینی بھائیوں سے اپنی جماعت کی قوت اور ہمدردی حاصل کرو۔ آپس میں سلوک اور محبت بڑھاؤ ایک دوسرے کے ولی دوست بن جاؤ۔

اہل جحیم فریاد کریں گے: فَمَا لَنَا مِنْ شَفِیْعٍ وَّلَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ ہمارا نہ کوئی سفارشی ہے نہ کوئی دلی دوست جو کام آوے۔

ہے آشنا وہی جو بجھا دے لگی ہوئی
ہے دوست وہ جو دوست کی خاطر جلائے دل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے قسم ہے خدا اگر تمام عمر دن کو روزہ رکھوں اور رات کو قیام کروں اپنا تمام مال راہ خدا میں لٹادوں تو کچھ بھی کام نہ آئے گا جو کہ اہل اطاعت وعبادت کی الفت ومحبت اور ارباب کفر ومعصیت کی دشمنی قیامت کے دن

فائدہ مند ہوگی اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل اطاعت سے دوستی اور محبت کرنا اہل معصیت سے دور بھاگنا یہی بارگاہ الٰہی میں قربت کا موجب ہے

جہڑا اللہ دے ولیاں دا کردا اے سنگ اوس کچ تے وی آوندا اے ہیرے دا رنگ

اوس ہیرے دا کوڈی وی رہندا نئیں مل جیہڑا اٹٹ جائے گر کے کسے ہار وچوں

سید لولاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: عَلَيْكُمْ بِالْحُبِّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضِ فِي اللّٰهِ اے اہل ایمان تمہیں چاہیے کہ جیسی محبت فی اللہ رکھو ویسے ہی بغض فی اللہ رکھو۔ کامل ایماندار ہونے کی یہی علامت ہے کہ اس کے دوستوں سے دوستی کی جائے۔

(ریاض الناصحین ص۲۰۴ تا ۲۰۶)

غوث پاک کی محبت سے مغفرت

حضور غوث صمدانی شہباز لامکانی محبوب سبحانی الشیخ سید عبدالقادر جیلانی الحسن الحسینی العفری البغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک شخص گنہگار تھا لیکن اس کے دل حضور غوث اعظم کی محبت تھی جب اس کے مرنے کے بعد اس کو دفن کیا گیا تو قبر میں منکر نکیر نے سوالات کیے تو اس نے ہر سوال کا جواب عبدالقادر کہتے ہوئے دیا تو منکر نکیر کو رب قدیر کی بارگاہ عالیہ سے حکم آیا کہ اگرچہ یہ بندہ گنہگار ہے مگر اس کو میرے محبوب سید عبدالقادر جیلانی کی ذات سے صحیح محبت وعقیدت ہے۔

فَلِاَجَلِهٖ غَفَرْتُ لَهٗ وَوَسَّعْتُ قَبْرَهٗ بِمَحَبَّتِهٖ وَحُسْنِ اِعْتِقَادِهٖ فِيْهِ .

اس لئے میں نے اس کو بخش دیا ہے اور اس کی قبر کو کشادہ کر دیا ہے بسبب غوث پاک کی محبت اور حسن اعتقاد کے۔

(تفریح الخاطر عربی ص۲۳، مقامات اولیاء ص۱۱۰)

خدا کے فضل سے ہے ہم پہ سایہ غوث اعظم کا
ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوث اعظم کا

نوٹ:۔ یہی واقعہ علمائے دیوبند کے حکیم الامت مولانا اشرفعلی تھانوی نے بھی ذکر کیا ہے اور اس مرنے والے آدمی کے متعلق لکھا ہے کہ وہ دھوبی تھا جو حضور غوث پاک کے

کپڑے دھویا کرتا تھا وہ فوت ہو گیا تو قبر میں نکیرین نے سوالات کیے تو اس دھوبی نے جواب دیا کہ میں سرکار غوث اعظم کا دھوبی ہوں فرشتوں نے عرض کی مولیٰ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے حکم آیا بخش دیا جائے (الافاضات الیومیہ ص ۲/ ۲۹)

چنگیاں دے لڑ لگیاں میری جھولی پھل پئے
مندیاں دے لڑ لگیاں اگلے وی روڑھ گئے

قیامت کا منظر اور شان اولیاء

حضرات! قیامت کے دن آفتاب ایک میل پر ہوگا اور اس کا رخ اس جانب ہوگا لوگ پسینہ میں غرق ہوں گے اور غرقابی بمطابق اعمال ہوگی کوئی تا بہ گلو کوئی سینہ کوئی زانو تک غرق ہوگا۔ اس وقت دنیا میں زمین سے لے کر سورج تک چار ہزار سال کا راہ ہے اور مقام سورج کا چوتھا آسمان ہے اور پشت اس کی دنیا کی سمت ہے اور درمیان سورج اور زمین کے بہت سے حجاب حائل ہیں۔ ان حجابات کے باوجود اس کی تمازت اور تپش کو گرمی کے دنوں میں انسان اور حیوان برداشت نہیں کر سکتے کوہستانی اور ریگستانی ملکوں اور گرم ولائتوں زنگ وحبش کے لوگوں سے دریافت کرنے اور ان کے رنگ و روپ شکل و صورت کے دیکھنے سے اس کی حدت اور گرمی کا حال بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ خط استواء اور نصف النہار کے وقت ایام گرما میں جب آفتاب گرم ہوتا ہے جنگل صحرا کوہ کے درختوں اور جانوروں کو بھی اس کی برداشت نہیں ہوتی درخت کا سایہ تلاش کرتے تلملاتے اور مر جاتے ہیں اس دن کا خیال کرنا چاہیے جس دن یہ اس قدر قریب ہوگا اور راستہ میں کوئی حجاب حائل نہیں ہوگا۔ اس دن کی شدت تمازت کس درجہ پر ہوگی۔ مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ آفتاب میں گرمی کہاں سے ہے بعض کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اسے گرم پیدا کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ طلوع کے وقت حضرت جبریل امین علیہ السلام کسی قدر آتش دوزخ لا کر اس کے جرم کو دھکا دیتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے مقام اس کا چوٹی کوہ قاف ہے آفتاب طلوع کے وقت اس فرشتے کی پشت سے گزرتا ہے اس کی تمام حرارت اس میں اثر کر جاتی ہے اور موسم کے مطابق تمام دن اس میں گرمی رہتی ہے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے حکم

سے زمین کے قریب آجائے گا اور قعر زمین سے دوزخ بلند کر دیجائے گی اس کے شعلے اور لپک عرصات میں پھیلیں گے زمین جلتے ہوئے توے کی مانند گرم ہوگی آفتاب کی سر پر تپش اور بھی مصیبت کا باعث ہوگی اور خلقت کے اژدھام کی گرمی اس پر متزاد ہوگی لوگ پسینہ میں غرق ہوں گے اس وقت کا حال جن بندگان الٰہی کو مدنظر و ملحوظ ہے وہ ذکر و فکر اور عاقبت کو سنوارنے میں شب و روز محو ہیں۔ مجذوب، سالک، اولیاء کرام، صوفیاء عظام اور علماء حق کے احوال کو ملفوظات و سیر و تواریخ سے دیکھنا چاہیے کہ انہوں نے کیسے کیسے مجاہدات اور ریاضات سے اوقات بسر کیے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر شخص اپنے جرائم کے مطابق پسینہ میں شرابور ہوگا کوئی شمال کوئی جنوب کوئی مشرق کوئی مغرب کی جانب رواں دواں ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر اس گرم پسینہ کا ایک قطرہ احد پہاڑ پر پڑ جائے تو وہ فوراً جل جائے گا عین اس مصیبت اور پریشانی کی گھڑی میں سات شخص ایسے ہیں جن کو اللہ کریم اپنے فضل و کرم سے اپنے عرش عظیم اور لطف و کرم کا سایہ عنایت فرمائیں گے۔ صحیح مسلم و بخاری کی روایت میں ہے کہ امام عادل، جوان صالح جس نے خدا تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت میں زندگی گزاری۔ تیسرا وہ آدمی جس کا دل مسجد کے ساتھ معلق رہا ایک وقت کی نماز ادا کی دوسری جماعت کے وقت کا انتظار رہا۔ وہ جوان جسے کوئی حسینہ عورت برائی کے لئے بلائے تو وہ محض خوف خدا کی وجہ سے انکار کردے۔ وہ شخص جو دائیں ہاتھ سے صدقہ دے اور بائیں کو پتہ نہ چلے یعنی کسی کو خبر نہ ہو۔ وہ شخص جو جلوت اور خلوت میں ذکر و فکر میں محو ہو اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں کیونکہ یہ سعادت، رقت قلبی اور محبت الٰہی کی علامت ہے۔ وہ دو شخص جو آپس میں رشتہ داری یا قرابت نہ ہونے اور صرف خدا تعالیٰ کے لئے آپس میں ملیں اور محبت رکھیں۔ یہ اشخاص اس وقت سایہ میں ہوں گے ریاض الناصحین میں لکھا ہے کہ انبیاء، اولیاء، صالحین و ابرار لوگ اس سائبان عنایت الٰہی کے نیچے ہوں گے اور اپنے متبعین و مقلدین و مریدین کی شفاعت کرتے ہوں گے اور انہیں کھینچ کھینچ کر اس سایہ گرانمایہ کے نیچے لاتے ہوں گے اور انہیں کسی قسم کا خوف حزن اور گرمی کی شدت کا اثر نہیں ہوگا جیسے آگ میں سمندر جانور اور دریا میں مچھلی تیرتی پھرتی اور خوش و

خرم رہتی ہے اسی طرح وہ لوگ چلتے پھرتے ہوں گے۔ دنیا میں ہی اس کا نمونہ دیکھ لیجئے کہ نمرود نے جناب خلیل علیہ السلام کو آگ میں ڈلوایا جس کی لپک دو سو چالیس فرسنگ تک تھی کی جانور کو اپنے پاس نہیں آنے دیتی لیکن وہ ہی آگ آپ کے حق میں گلزار بن گئی۔ اہل عرصات آپس میں ایک دوسرے سے پوچھیں کہ تم نے دنیا میں کیا کیا نیک کام کیے تھے۔ ایک کہے گا کہ ہم اپنے مرشد کامل اور اپنے استاد مکرم کی اس قدر تعظیم و تکریم کرتے تھے کہ ان کی پاپوش کو ادب سے اٹھا لیتے دوسرا کہے گا کہ حفاظ قرآن پاک اور عالم باعمل کی حد درجہ توقیر کرتے تھے اور ان کا ہر لحاظ سے خیال رکھتے تھے اللہ جل جلالہ نے ہمیں سایہ عنایت کیا ہے اور ان بزرگواروں کو ہم پر مہربان کیا ہے کہ ہمیں اس سایہ گراں مایہ میں گھسیٹتے لئے جاتے ہیں۔

شنیدم کہ درروز امید و بیم
بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

سایہ عرش عظیم

بعض محدثین فرماتے ہیں کہ سایہ عرش اعظم ہو گا کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ لَیْسَ فِی الْعَرْصَاتِ اِلَّا ظِلَّ الْعَرْشِ۔ میدان عرفات میں سوائے عرش اعظم کے اور کوئی سایہ نہیں ہو گا۔ عرش تمام مخلوق سے عظیم ترین ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا اس کے چھ لاکھ پائے ہیں ہر پائے کے نیچے چھ لاکھ شہر آباد ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے فرشتے آباد کیے ہیں ان کا کام صرف تسبیح و تحمید کرنا ہے۔ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے خلفاء راشدین اہلِ بیت اطہار اولیاء کرام عباد زہاد مجاہدین اور علماء دین کے لئے دعا کرنا ہے۔ اور جو لوگ خلفاء راشدین اہلِ بیت اطہار کے دشمن یا علماء مجتہدین کے بدگو یا ائمہ معصومین کے حق میں بدعقیدت ہیں ان کے حق میں بددعا کرتے ہیں۔ جو لوگ اولیاء اللہ سے عداوت رکھتے اور صوفیہ کرام کی شان میں گستاخی کرتے ہیں علماء کرام کے حق میں سوادبی سے پیش آتے ہیں مشائخ کرام کے حق میں سوظن رکھتے ہیں۔ زاہدین، عابدین واعظین کو مکار فریبی بتاتے ہیں ان کے لئے دخول جہنم کے خواستگار بارگاہ کردگار رہتے ہیں۔ پس اے مومنو! ان

خصائل ذمیمہ اور افعال شنیعہ سے بچو اور ایسے لوگوں کے پاس تک نہ جاؤ ورنہ اس روز افسوس کرنا پڑے گا۔ (ریاض الناصحین)

ایک پنجابی شاعر نے کیا خوب منظر کشی کی ہے

صحبت نیکاں دی انج کر جانی اے جیوں دوکان عطاراں
لئے بھانویں کچھ وی ناہیں پر [illegible] بہاراں
صحبت بڑیاں دی انجے کر جانی اے جیوں دوکان لوہاراں
لئے بھانویں کچھ وی ناہی پہن چنگاں دیاں ماراں

اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و کرم سے ہر مسلمان کو بدعمل بدعقیدہ بدنظر لوگوں سے محفوظ فرما کر اپنے نیک اور پارسا بندوں کی معیت و رفاقت نصیب فرمائے۔ آمین۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

ناتوانی دور شو ازیار بد
یار بد بد تر بود از مار بد

یعنی: حتی الوسع برے لوگوں کی صحبت سے بچو کیونکہ برا یار ہر لحاظ سے نقصان دہ ہے بلکہ زہریلے سانپ سے بھی برا ہے۔

صُحبت صالح ترا صالح کند
صُحبت طالع ترا طالع کند

اچھے لوگوں کی صحبت آپ کو بھی اچھا بنا دے گی۔

اللہ ہر مسلمان کو اچھوں کا ساتھ عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

دعائے خیر

یاارحم الرحمین جن اکابرین کرام کی کتب سے استفادہ کیا ہے۔

۱- اگر وہ بحیات ہوں تو ان کے علم و فضل میں مزید برکت فرما اور ان کا سایہ عاطفت تا دیر اہلسنّت و جماعت پر قائم و دائم رکھ۔ آمین۔

۲- اگر وہ انتقال فرما گئے ہوں تو اپنی خصوصی رحمت سے ان کی قبور کو بقعہ نور بنا۔

۳- تمام مشائخ و علماء اہل سنت بالخصوص میرے اساتذہ کرام اور والدین و عزیز و اقارب جو دنیا سے انتقال فرما چکے ہیں ان کے درجات کو بلندی اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرما۔ آمین

۴- مجھے اور میرے متعلقین و معاونین کو فلاح دارین عطا فرما اور اس کتاب کو قبول خاص و عام فرما کر مجھ بے نوا کے لئے کفارہ سیات و ذریعہ نجات بنا۔

آمین ثم آمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم